ناول

نامیدہ بہ

مطا[illegible]

[illegible] جاہان راجہ کشن پرشاد بہادر

پیشکار [illegible] وزیر فوج سرکار آصفی المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ

مصنف باغ شاد - لطائف بے نظیر - باغ و بہار عجیب

سرمایہ سعادت چنچل نار - فسانہ رشید زیر طبع

سنہ ۱۳۱۵ھ

محبوب پریس علاقہ پیشکاری سے شائع ہوا

جادو بھری صداؤن سے کچھہ دل فگار عاشقون کے دلپر ایسی چوٹ
لگائی ہی اور جذب مقناطیس کا اثر پیدا کیا ہی کہ صنم پرست سنگین
دلون کے سنگ عشق کی چوٹ کھای ہوے زخمی دلون پر ہاتھہ رکھے ہوے
کشان کشان کوے یار کی طرف یعنی شوالون کو جا رہے ہین۔ اب
وہ وقت آگیا کہ سورج غروب ہو رہا ہی وہ کسی کا شیفتہ عاشق زار
تلاش یار مین سرگردان ہو کر بہزار اندوہ و حرمان ظلمات کی راہ
لے رہا ہی۔ کہ وہان بھی اپنے دلربا کی جستجو مین سرگردان رہے
مغرب رویہ ایک مکان عالیشان جو پہاڑی کے مقابل مین
واقع ہی اوسکی چھت پر ایک پریوش پری رو جادو نگاہ قوس ابرو
سرمست خوبی بصد انداز محبوبی مصروف خرام ناز ہی۔

چرخ نیلی ہی بہت اپنی شفق پر نازان	لب بام آگئی تو بھی کہ فلک پا دکھلا

صورت یاس کی بھری بیچاری کبھی آہ سرد بھرتی ہی کبھی دست تاسف
ملتی ہی جس سی ظاہر ہی کہ اسکا دل کسی دلربا کی چاہ مین ڈانوان ڈول
یا کسیکی محبت نی زلف پریشان کی طرح پریشان کر رکھا ہی اور سیماب وار
بیقرار بنا رہا ہی۔ مگر ضبط کئی ہوے بہت ہی متانت اور سنجیدگی
مڑ کر کسیکو آواز دی

بہار - او بہار

بہار حاضر ہوی -

یہہ کنیزک شوخ و شنگ بناؤ چناؤ کرکے ٹھسّے کی ساتھہ اٹھلاتی ہوی
بالاخانہ پر حاضر ہوی -

پریوش - کچھہ دیر خاموش ہوکر بولی - ہاے آج میری دل کو کیا ہو
بیٹھے بٹھلائے کیا ہوا کہ بیٹھا جاتا ہی۔ اُمڈ اُمڈ کر رونا آتا ہی -

غیب سے کسی کی آواز آئی (کیون خدا خیر کرے)

پری وش- چونک کر کیا زینت النسا ہے-

زینت النسا (اپنا چاند سا مکھڑا دکھلا کر) ہان باجی مین ہون-

پری وش- کیون بہن- یہہ چپکے چپکے سے سُنا کون سی بات تھی پاؤن کی آہٹ تک نہ سنائی دی-

زینت النسا- جی نہین مینے چپکے سے نہین سنا- بلکہ زینہ پر چڑھ رہی تھی- کہ تمہاری اُمڈ اُمڈ کر رونے کی آواز میرے کان تک پہونچی

پری وش- اک آہ سرد بھر کر- زینت النسا کے ہاتھہ مین ہاتھہ ملائے ہوے بالاخانہ سے نیچے اُتری- یہہ مکان کی دوسری منزل ہے- جس کی صفت مین حضرت آتش نے یہہ شعر برجستہ کہا تھا-

زمین جس کی چہارم آسمان ہے	یہہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے

مگر اوسکے حسب حال تھا۔

ان مین دو مسہریان سجی سجائین۔ ایک مسہری پر پریوش

ہی وہم سے گر پڑی۔

سنبھل سنبھلکے بگڑتا ہی کچھہ دل بیتاب
الٰھی آج یہہ صدمہ ہی جان پر کیسا

ہای کہکر لیٹ رہی۔

زینت النسا۔ الٰھی خیر کیجو کھکر دہک سی رہگئی۔ اور اپنی پیاری بہن سے

کہنے لگی۔ باجی تمہین میرے سر کی قسم سچ بتلاو یہہ درد سر

بسبب اعدا کہان سے مول لیا۔ نیا رنگ لائی ہو اتنی بیقراری

اور اضطرابی کا باعث تو معلوم ہو۔

پریوش آہستہ سی ایک آہِ سرد بھر کر۔ دل کا حال تمہین کیہ

تبلاؤن دکسی نے آواز دی ، خورشید آرا ہین ۔ ؟

زینت النسا ۔ ہان ہان ہین ادہر آئے ۔

خورشید آرا ۔ نے بھی بہت ہی سست لہجہ سے کہا ہان آؤ

پیاری بیگم ۔ کیون بہن خیریت ہی ۔

خورشید آرا ۔ ہماری ناول کی ہیروین ہین جنکو ہمنے ابتک پردہ پوش کا

خطاب دیا تھا ۔

پیاری بیگم ۔ خورشید آرا کی پہپہیری بہن ہین ۔ مگر عمر مین چہوٹی ۔

زینت النسا حقیقی بہن ہی ۔ ان دونون کی یعنے زینت النسا اور

پیاری بیگم کی کوئی دس بیس دن چھٹائی بڑائی تھی ۔ اور خورشید آرا سے

یہہ دونون بہنین ایک سال چہوٹی ہین ۔ ان تینون کی آپسمین

بہت میل جول ہی ۔ اور ایک دوسرے کی رازدار اور جان نثار

ہین - پیاری بیگم نوجوان کوئی سترہ سال کی عمر نازک اندام گلفام رسیلی آنکھین قیمتی لباس پہنے ہوے جواہرات جڑے ہوی بصد کرشمہ وناز اٹھلاتی ہوی ہر قدم پر فتنہ بپا کرتی ادہر آئین -

خورشید آرا - کیون بہن آج تمنے مجھے نام لیکر پکارا - کیا تم بہ بزرگی کا یہی ہے -

پیاری بیگم سلام کرکے ہنستی ہوئی - بڑی تم کیسی ہو مین بڑی ہون

زینت النسا - واہ واہ خوب کہی اے لو مین سب سے بڑی یہہ دو لون اپنے آپ کو بڑی کہتی ہین -

خورشید آرا - ہان بیوی تم ہی بڑی ہو ہم تمہارے روبرو کی چھوکریان ہین -

زینت النسا - کیا شک ہے مین نے تمہین گود ون کہلایا ہی -

خورشید آرا - بس بس - اسوقت مزاج بدمزہ ہی نہ سرپکا -

پیاری بیگم - کیون خیریت توہی - اب رنگ لائی گلہری -

خورشید - اب توبہت بڑہ کرباتین بنانی لگین - ابھی سی پاؤن ہی پیٹ نکالے

اس فقرہ پر پیاری بیگم اور زینت النسا بیگم دونون کھلکھلا کرہنس پڑین آج

زینت - ای باجی جان ہوش کی باتین کیجئے - پیٹ سے پاؤن

نکالے کہ پاؤن سے پیٹ نکالے -

پیاری - دہنے ہاتہہ سے زینت النسا کا منہہ بند کرکے - اَی ہی -

ابھی سے کاہیکو کھدیا بڑی جلد باز ہو -

خورشید - (جھینپتے ہوے ہنسکر) ای کہہ تو دیا کہ نگوڑی حواس اسوقت بر جا نہین

پیاری - یہہ ہی کیا آج ایسی سُست کیون پڑی ہو کچھہ تو ہمسے بتلا دو

سرسے کھیلو - منہہ سے بولو - کچھہ دل کا حال تو کہو - لمؤلفہ

ہم بھی تو سُنین کہ حال کیا ہی
کیون رنج ہی اور ملال کیا ہی

خورشید۔ بس بس۔ اب ہمین نہ ستاؤ۔ سونے دو۔ دل کہان ہی

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجر بیداد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

زینت۔ سونے کی ایک ہی کہی۔

اے سیم بدن دلکو بتا تجھکو مین کیا دون
رات آئی دی نسخہ تجھے سونیکا بتا دون

پیاری۔ اے ہان ابھی تو رات کے آٹھہ بھی نہین بجے۔ یہہ سونا کیسا۔

خورشید۔ میری حق مین یہہ رات قیامت کی رات ہی۔ مجھپر یہہ رات بھاری ہی۔

پیاری نے کہا اوی آپا - آج تو نئی نئی باتین کرتی ہو - خدا کی قسم میرا جی دہلتا ہی - خدا جانے کیا سبب ہی - کچھ بھید نہین کھلتا ہمسے کیون چھپائی ہو

کیا ہم تمہارے دشمن ہین - زینت بولی کیون بیشک ہم آپا کی دشمن ہین -

مگر آخر ش آپکے دلکو بیٹھے بٹھلائے یہ بیکلی کیون ہونی لگی - ای اُٹھو بیٹھو -

ہنسو - بولو -

خورشید - ٹھنڈی سانس بھرکر - کیا کہون - اگر گویم زبان سوزد کا معاملہ ہے

یہان تو ہمارا دل رورہا ہی - اور وہان ان کو ہنسی سوجھتی ہی -

پیاری - اے بہن - ہنستے ہی گھر بستے ہین -

پیاری - اور یہہ فقرہ آپ نے کیا کہا کہ اگلی رات بھاری ہے

ہمتو یون سنا کرتے تھے -

تخت کی رات اوسپہ بھاری ہے	آج دنیا مین جو کنواری ہی

ہم کو تو بہن تخت کی رات وات نہین معلوم۔ اور نہ ابتک پاون بھاری
ہوا۔ ہمنے تو چوہے کا پلّا بھی چپاون چپاون کرتے کہین سے آتی
نہین دیکھا۔ بس اس گرما گرم فقرے پر زینت النسا کھل کھلا کر ہنس پڑین
اور خورشید آرا بھی۔

پیاری ع وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتی ہو۔

یہہ باتین ہو رہی تہین کہ یہہ معلوم ہوا۔ جیسے کوئی دھم سے کودا۔
دیکھا تو بلّی۔

خورشید آرا بیگم نے ایک چھوکری کو آواز دی۔ مہتاب مہتاب
او مہتاب۔ اری کیا بہری ہو۔ دیکھو تو اسکی ڈھٹائی۔ کیا مر گئی
وہ نیند کی ماتی بھلا سنتی کب تھی۔ اسکی نیند بھاری تھی۔ کوئی ڈنکا
کیا معنے اگر ڈھول تاشا بھی بجاتا کب اٹھنے والی تھی۔

خورشید آرا نے جھلا کر اوسکے ایک لات رسید کی۔ مگر وہ خبر مبا شد۔
صرف اتنا اثر اوس لات کا ہوا کہ اس کروٹ سے اوس کروٹ ہولی۔
کروٹ کی اس اَدلا بَدلی سے خورشید آرا اور بھی جھلائی۔
زینت۔ جھونٹے پکڑ کر اوٹھاؤ بہن۔
پیاری بیگم۔ مُردون سے شرط باندہ کر سوئی ہی۔
زینت۔ ہنسکر۔ واہ بہن شرط کی ایک ہی کہی۔ کیا فصاحت ہی۔
پیاری ایکدن مین نے ماما سے کہا کہ دو رکیبیون مین الگ الگ آلو کا
سالن لاؤ۔ بس سیکو موقع ملگیا۔ بہت بنانے لگی۔ اعتراض
یہہ تھا کہ رکابی کہتے ہین۔ رکابیان کہنا چاہئے۔ یہہ رکیبیان کیا معنی
مین بگڑ گئی۔ مین نے کہا ع اک ذری ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو
انہون نے سو آدمیون سے پوچھا۔ سب نے یہی کہا کہ زبان خانگی

یہی زبان ہی - دس اشرفیان جیپوری مجھے دین -

پیاری - اوی بہن - ہماری سے دسے نکرو - مین ان پڑو تم ملائی

زینت نے کہا - خیر ہو - مین ملائی کیون ہونے لگی - کیا موسے

کوئی مُلّا سے میرا بیاہ ہوا - یہہ کہکر خورشید آرا سے کہا - ہان بہن

ایک دو لاتین مردار کو اور کس کے لگا دونا - اتنے مین خورشید آرا نے

ہاتہہ پکڑ کر اٹھایا - وہ آنکہہ ملتی اُٹھی - کہا سونے نہین دیتی ہین بی بی

کچی نیند جگا دیا لیکے - یہہ کہکر پھر جا کر دوسری جگہہ دراز ہوئی ہی کو

تھی - کہ خورشید آرا دوڑی - اور مہتاب اوٹہہ بیٹھی -

مہتاب - اُٹھی اُٹھی - بی بی - اُٹھی - حکم -

خورشید - وہ دیکھہ تیری خالا آئی ہی نکٹی

مہتاب - بِل بِل - اس موئی چپت کبری بلی سے تو میری ناک مین

دم کر دیا - نوچندی کے دن بی بی نے مجھے ملائی کا پیالہ دیا - مین لیکر

سلام کرنے جھکی - ای اتنے ہی مین کسی نے ایک نکوڑا مارا - پہلے تو

مین ڈر گئی - کہ اللہ یہہ بلا کہان سے آئی دیکھا تو نکٹی - اُس وقت

(وقت) جو کہین ملتی تو ٹانگین ہی چیر کے دہر دیتی - اب اس نگوڑی سے

اور بھی دشمنائی ہو گئی -

زینت - یہہ کاہے سے -

مہتاب - اے بی بی لاتین پڑوائین موئی چڑیل سے - پھر تو جا

اتنے مین - زینے کی جانب سے آواز آئی (ہوشیار) اور ویسی ہی

ایک بڈہی خاتون چھت پر آئین - گالون پر جھریان ہاتہون پر جھریان

گویا خیاط پیری نے جامہ اصلی کو چنا تہا - گو مالک دیرینہ روز تھی -

مگر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا کہ جوانی مین پری ہو گی - اور شکل و صورت

زبان حال سے خورشید آرا کی طرف مخاطب ہوکر کہتی تھی۔

مرا ہچنین چہرہ گلفام بود	بلور ینم از خوبی اندام بود

ہاتی دانت کی جریب ٹیکتی ہوی تشریف لائین۔

خورشید آرا۔ زینت النساء پیاری بیگم نے سروقد تعظیم کی۔ یہہ بڑی بیگم تھین۔ خورشید آرا کی والدۂ معظمہ سرکار کہلاتی تہین۔

سرکار۔ لڑکیون یہہ مہتاب نے اسوقت کیا بے ادبی کی تھی۔ کیون ری لونڈی بچی اتنا دم داعیہ تجھکو ہوا کہ ہماری صاحبزادیون شہزادیون سے برابری کا دعوی کرے۔ مینڈکی چلی مدار کو سچ کہتے ہین غلام بیوفا ہوتا ہی۔ اور لونڈی سے ہمیشہ آدمی دہوکا کہاہی جاتا ہی۔ قحط مین مول لیا پالا پروسا۔ بچون کی طرح دیکہا۔ اتنا بڑا کیا۔ کیا اسیواسطے سر شام سے لمبی تان کے سو رہنا۔ کیا معنی ابھی چراغ مین بتی بھی نہین پڑی

اور یہہ سو رہی۔ کوئی بیگم ہے۔ صدقے گیا تھا بیگمون کی ایڑی چوٹی پر

تم آرام کرو اور ہمارے بچے صاحبزادیان اوٹہہ اوٹہہ کی نکٹی کو

ہکائین۔ کوّا ہنکی کہین کی مردار کیا جانے یہہ اپنی سسرال مین

کیون کر رہے گی۔

زینت۔ اللہ کرے کسی جلاد کے پالے پڑے۔

پیاری۔ اے میان کو بھی تگنی کا ناچ نچاے گی۔

خورشید۔ سر ہی پٹیگا۔ اپنا۔

بڑی بیگم تشریف لیگئین۔ اور جاتے جاتے کہہ گئین کہ

لڑکیو۔ آو۔ دسترخوان بچھا ہی۔ آٹھہ کا گجر بجگیا۔ مہتاب جو دبک

رہی تھی۔ آہستہ آہستہ آئی۔ اور کہا کہ سرکار سدہا رین؟ مین تو

لٹھیا کی کھٹ کھٹ سنتے ہی بھاگی۔ اور دبک کی کھمبے سے

آگ کی کھڑی ہو گئی - یہ جو آپ نے کہا کہ کسی جلاد کے پالے پڑیگی -
یہہ خیر صلاح ہی - مین اپنی میان سے پاؤن نہ دبواون تو سہی جہان سے
آیا ہی - وہین پہونچا دون - جو ذرا ٹیڑہی بات کرے -

پیاری - شاباش - اچھی نیکبخت ملی - وہ بھی اپنے کیے کو پچتا ئے گا -
کہیگا یہہ کس ڈائن سے کام پڑا ہی -

زینت - اے یون کیون نہین کہتین کہ اگر حیا دار ہی تو اسکی
جھونٹے پکڑکر ماریگا - طلاق دیدیگا -

خورشید - پھر کیا کرے گا - سونے کی چھری ہو تو کیا پیٹ مین
رکھے گا -

پیاری - ہان آپا سچ کہا میری سسرال مین بھی ایک چھوکری
ایسی ہی لڑاکا تھی - خاوند اُس سے ہمیشہ بیزار رہتا تھا - آخر اُس نے

طلاق دیا - ابھی کوئی دو برس ہوے -

خورشید - ہان مین خوب جانتی ہون - وہی نا گلاب گلاب -

زینت - اسے تو کیا مین واقف نہین - جیسے ہم بیوقوف ہین کچھہ جانتی ہی نہین - یا پیدا ہی نہین ہوے تھے -

پیاری - اوی بہن - یہہ کس نے کہا - تم پیدا نہین ہوی تہین - ماشاء اللہ تم تو گود دون کھلائی ہو -

خورشید - (پیاری سے) ہان بہن - اسوقت تو مجھے زینت سے بالکل اتفاق ہے - وہ تو خیر جانتی ہو گی - اور عمر مین بھی چھوٹی ہے مگر تمنے میرے سامنے بھی ایسا بیان کیا - جیسے مین پہلی جانتی نہ تھی -

پیاری - لو دونو بہنین ایک ہو گئین نا - آدمی بشر ہی منہ سے بات نکل ہی جاتی ہے

اس عرصہ مین مہری نے آنکر کہا - دسترخوان چنا گیا ہی - سرکار

یاد کرتی ہین -

خورشید - ٹھنڈی سانس بھرکر ہمین تو بہوک نہین ہی -

زینت - پیاری بہن تم نہ کھاؤ گی تو ہم بھی نہ کہائین گے -

خورشید - نہین نہین - تم دونو جاؤ ہمین بہوک ہوگی تو آئینگے -

زینت - نہین حضرت عباس کی قسم یہہ ہرگز نہ ہوگا کہکر دونون نے

ہاتہہ پکڑکر قسمین دے دیکر اوٹھایا - اور کھانا کھانے کو لے چلین

خورشید آرا زینت النسا پیاری بیگم سے اگر کوئی پوچھتا کہ تم

چہت پر چاندنی مین کہانا کہانا چاہتی ہو - یا نیچے بڑی بیگم صاحب کی

ساتہہ - تو وہ چہوٹتے ہی کہتین چہت پر چہت پر - بڑی بیگم صاحب کے

ساتہہ کھانے مین بے تکلفی کہاں - مگر جانا پڑا - گئین - مہری نے

نعمت خانۂ مبارک مین فرش پر دسترخوان بچھایا - سفید جیسے بگلے کا پر دسترخوان کے اردگرد سب بیٹھین - مہریان سلفچی لائین - سب نے ہاتھہ دہوکر اور بسم اللہ کہکر کھانا شروع کیا - خورشید آرا بیگم جس کے دلمین کسی کی محبت کا تخم بویا ہوا ہی - اور ابھی تک سرّ مخفی کی طرح بہت ہی استقلال اور ضبط سے اپنی گنجینۂ دل مین اُس راز کو چھپا رکھا ہی - اوسمین گرسنگی اور تشنگی کہان ہونے دیتا تھا - کسیکی یاد غذا تھی - اور تصوّرِ چہرۂ روشن آبِ حیات کا کام دیتا تھا - بہزار دقت دو چار نوالے کھاکر ہاتھہ کھینچ لیا -

بڑی بیگم - کیون بیٹا خورشید آرا یہہ کیا کھانا ہی - آج خلافِ عادت دو چار نوالے کھاسئے اور اوٹھہ کھڑی ہوئین -

خورشید - امّی جان آج کچھہ طبیعت بدمزہ سے ہے - بھوک تو

نام کو نہین آپ کی تعمیل حکم کے لیے حاضر ہون۔

بڑی بیگم - خدانخواستہ کیا ہوا بیٹا - کہو تو حکیم صفدر حسین کو بلوا کر نبض دکھاؤ۔

پیاری اور زینت دونون اپنے دل ہی دل مین کہنے لگین کہ اس وقت تک ہمپر تو کوئی راز نہ کھلا کہ شکایت کیا ہی - یہہ بڈھیا حکیم کو بلا کر کیا کریگی خدا جانے کونسا اور کس کا روگ لگا ہوا ہی - اور کیا درد ہی -

	آگاہ نئی تپ درون را نشتر چہ زنی رگ جنون را	

خورشید آرا نے بہت ہی ادب سے بہت اچھا جو حکم ہو (کہکر) ہاتھہ دہوئے - اور بالاخانہ پر آکر خاصدان سے گلوریان کہا کر مسہری پر بصد انداز ہاتھہ پیشانی پر رکھے ہوے شب ماہ مین لیٹ گئی -

اوسوقت اوسکی تنہائی نے اوس کی دلگی لگی کو اور بھڑکا دیا - انواع

واقسام کے خیالات دل میں پیدا ہوے - اور آنکھون مین اشک بھر لا کر

بصد آہ سرد و رنگ زرد یون کہنے لگی ؎

کسی کو دیکے دل کوئی نواسنج فغان کیون ہو
نہو جب دل ہی سینہ مین تو پھر منہہ مین زبان کیون ہو

اب اس کے دو تین لمحون کے بعد ہی زینت النسا اور

پیاری بیگم جلد کہانے سے فارغ ہوکر آہستہ دبے پاؤن بالاخانہ پر

آئین - اور سہری کے پاس خورشید آرا کے سرہانے کھڑی ہوکر

اوسکی اس اضطرابی اور بیقراری کو بغور دیکھا - جو راز ابھی تک بالکل

گنج مخفی مین نہان تہا - اس شعر کی بدولت وہ راز اونپر عیان ہوا -

تاڑ گئین کہ یہہ کچہہ اور ہی معاملہ ہے یہہ وہ درد ہے جسکا درمان نہین -

سوائے وصل کے اس زخم کا اندمال ہونا محال ہے۔ دونوں بہنوں نے
آگے بڑھ کے سلام کیا۔ اور کہا آپا۔ اب ہم سے نہ چھپائیے ہم
سمجھ گئے۔ ہم پر ظاہر ہوگیا۔ بس اب جلد بتلاؤ کہ کیا ہے۔
خورشید نے اوسی دم برجستہ یہہ شعر پڑہا۔ ؎

کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو
نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو

پیاری بیگم۔ بس آپا۔ اب بہت شاعری نہ کرو۔ خدا کی قسم
طبیعت ہماری تمسے زیادہ پریشان ہے جلد کہو۔ کہ اس کی کچھہ تدبیر
بتلائیں۔ اپنی جان اگر تمہارے کام آتی ہے تو صدقہ کردیں۔
ہیں توہم تمسے چھوٹے۔ مگر رازدار سمجھکر شریک حال کرو۔
زینت۔ میری پیاری اچھی بہن۔ تمہارے ایک ایک لفظ سے

سب مجھے اتفاق ہے۔

خورشید۔ دیکھو بہن تم مجھے دق نہ کرو۔ آخر کیا کہون۔ کونسی بات ہی جو بتلاون۔ انسان ہون۔ کبھی فکر ہی کبھی خوشی۔ خواہ مخواہ اسکی یہ سمجھنا کہ کوئی ضرور فکر ہو گی۔ اسکے کیا معنی۔

زینت۔ واہ آپا۔ ہمنے اسقدر تم سے لجاجت کی دست بستہ عرض کیا۔ مگر تمنے اوسکا ٹکا سا جواب دیا۔ اور روکھی روکھی باتین کین بس۔ یہہ کہکر اوس پریوش نے اپنی صورت کو بہت ہی رنجیدہ بنایا۔

پیاری نے بھی زینت کے ساتھہ اتفاق کیا۔

خورشید۔ (ایک آہ بھرکر) الٰہی کیا کرون۔ کس سے کہون اپنے دل کا حال اوسے سناون جو مسیحا ہو۔ اور اس درد کی

دوا جانتا ہو۔ اس زخم کا مرہم وہی دے جو جراح ہو۔ ہائے میں کونسی بری گھڑی۔ بالاخانہ پر چڑھی تھی۔ تماشا دیکھتے دیکھتے خود تماشا بنگئی۔

زینت۔ ہان آپا یہہ سچ کہا کہ تمکو تماشا دیکھنے سے کیا غرض تھی

	ای تماشا گاہ عالم روے تو تو کجا بہر تماشا می روی

خورشید نے کچھ اس شعر پر مسکرا کر گردن تکیہ سے نیچے کر کے بہت ہی آہستہ سے کہا۔ ہان بیوی اب مجھے تم نہ بناؤگی تو تمہارے پیارے پیارے بچے بنائین گے۔

زینت۔ بظاہر بگڑ کر۔ بس آپا۔ ایسی باتین ہمین نہ کہا کرو۔ یہہ کیا۔ کسیکو ناحق گالی دینا ہم خود بچے ہین۔ ہمکو کہانسے بچے ہون گے

پیاری۔ اوی بہن چشم بد دور۔ ابھی کب تک بچی رہوگی۔
دولہا کی گود مین سوکربھی اناجی کا دودہ پیوگی۔

خورشید۔ (پیاری کی طرف دیکھکر) معلوم تو کچھہ ایسا ہی ہوتا ہی

زینت۔ اوٹھ کھڑی ہوی۔ اور بہت ہی بگڑ کر کہا۔ بس اب ہم
جاتے ہین پھر نہ آئین گے۔

خورشید دوپٹا پکڑ کر۔ میرا لہو پئے جو جاے۔ بھلا دیکھون تو
کیونکر جاتی ہو۔

ابر رحمت ہی تجھے اسدم لگا دے تو جھڑی
کہتی ہین وہ جائینگے دیکھین تو کیونکر جائین گے

زینت۔ ہنسکر۔ خورشید کو گدگداتی ہوی۔ پھر کہونا۔ کیا بات ہے
وہ ٹھنڈی سانس بھر رہی ہو۔ نہ کہے تو ہمارا ہی لہو پئے۔ اور

جنازہ دیکھے۔

خورشید۔ ہائین ہائین۔ یہہ ہوا کیا ہے۔

زینت۔ ایسی باتین مت کرو۔ دور پار۔ خدا تیرے دشمنون کو وہ دن نصیب کرے۔ واہ واہ

زینت بیٹھہ گئین۔

یہہ چلما دیکہ خورشید آرا بیگم نے بات ٹالی۔

خورشید۔ شامی کباب تو ٹہنڈے ہوگئے تھے۔ مگر جو گرما گرم سیخ کے کباب آئے تھے وہ اچھے تھے۔

زینت۔ اے بہن تمہین کچہہ ہوش بھی ہی۔ اچھا یہہ بتاؤ کہ آج کے کہانے مین کون چیز سب مین اچھی پکّی تھی۔

پیاری۔ ہان۔ بس مین بھی یہی پوچھنے کو تھی۔

خورشید - ہمکو تو سینخ کے کباب سب سے اچھے معلوم ہوے -

زینت - یہہ سیم کے بیج جو قیمے مین پکے تھے - پلاو کو مات کرتی تھی -

اور باجی جان کو سیم کے بیج قیمے مین اور مرغ کا دوپیازہ مرغوب ہی -

خورشید - ہان اور کیا - اکثر مین یہی پکواتی ہون (مگر اُف کہکر

خموش نقش دیوار ہوگئی)

پیاری - کیون آپا باتین کرتے کرتے یہہ اُف چہ معنی -

زینت - باجی تمھین ہمارے سر کی قسم ابتو مین نہ چھوڑ دن گی -

تم ہزار داؤ دوگی بات ٹالوگی مگر مین ایک نہ مانون گی - خدا کے لئے

سچ سچ بتلادو یہہ کیا حال ہے -

خورشید - یہ قسمین کام کی نہین - مین نے تو کہدیا کہ ضرور کہونگی

اب اصرار کیون کرتی ہو - خواہی نخواہی کسیکو دق کرنا کیا معنی -

زینت - پھر کہہ دو نا - کیا بات ہی -

خورشید - ہائے کیا کہون - مین نگوڑی ماری چہت پر گئی ہی کیون تھی - میری قسمت مین یہ دُکھ بدا تہا - اسے ہی اوپر جانا جان کا کال ہو گیا - خدا جانے وہ کونسی بُری گھڑی تھی - کسی کی پیاری پیاری حسرت کی نظر میرے دلمین کھپ گئی - یہہ کہکر زار زار رونا شروع کر دیا -

تر اکیا کام اس دل مین غمِ جانانہ آتا ہی
نکل ای صبر اس گھر سے کہ صاحبخانہ آتا ہی

پیاری اور زینت ان دونون سے نے آنسو پوچھے - منہہ دہلانے کی بعد کہنے لگین وہ کون تہا - کیا تہا - کہہ تو دو -

خورشید - وہ پیاری صورت اور بانکی چتون اللہ ری تیری

تیکھی چتون کلیجہ کے پار ہوگئی۔

پیاری۔ باجی وہ کون تھا جس نے یہہ گت بنائی۔ خدا جانے کیا جادو کر دیا جو اسقدر فریفتہ ہوگئین۔ نہین معلوم بیاہا ہوا ہی یا کنوارا۔ کوئی غریب ہی۔ یا فقیر۔ یہین کا ہی۔ یا پردیسی۔

خورشید۔ صورت۔ اور سیرت۔ مزاج امیرانہ۔ انداز دلربایانہ ضرور وہ یہین کے ہین۔ مجھے یقین کلی ہی۔ ہائے بغلی گھونسا جان کا دشمن ہے۔ قاتل بیرحم جفاکار۔ ستمگار کے ہونے مین کوئی شبہ نہین۔ ؎ من مصنف

بتون کے عشق مین ہم جان زار کھو بیٹھے
عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے

پیاری۔ ہائین آپا۔ بغلی گھونسہ کے لفظ سے مین کھٹک گئی

کچھہ دیر سوچ کر مین سمجھہ گئی - ہان ہان - ضرور وہی ہو گا کچھہ مسکرا کر حضرت عباس کی قسم وہی نہو تو جو کہو ہارون - بیشک جو کہو سو ہارون

زینت - ای ہی تو بہن کچھہ کہو گی بھی - خدا کی قسم طبیعت اولجھہ گئی کوئی پہیلی بجھواتی ہو - یا چیستان - خدا جانے کیا ہی کچھہ تو کہدو (گلے مین ہاتھہ ڈالکر) میری پیاری بہن - میرے سر کی قسم کہو - وہ ایسا کون ہی جسپر تم لٹّو ہو -

خورشید آرا سمجھی کہ پیاری ضرور تاڑ گئی - بس دل ہی دلمین کچھہ تو خوش ہوئی کہ راز کھلا - اور انتہائے عشق کو سوچکر مغموم ہوئی کہ خدا جانے کیا ہوگا -

ابتدائے عشق ہی روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہی کیا

پیاری - کیون باجی خود کہدونا - وہ کون ہی -

زینت - ہان بہن جو تمہاری مرضی مین آوے کہدو - روک ٹوک کس کی ہے -

پیاری - اری آپا - روک ٹوک کون کرے گا - مین سچ کہتی ہون کہ تاڑ گئی -

زینت - اری بہن کہونا -

پیاری - بغلی گہونسا - وہ تونہو - جو ہمارے پروس مین جہان بانکی تمبولن رہتی ہی -

خورشید - بس بس - اب یاد دلاؤ بہن - کلیجا چہلنی ہوا جاتا ہی

پیاری - اوچہلکر - وہ تاڑ گئی (زینت کے رخسار کا بوسہ لیکر) کیون بہن کیا بہانپ لیا مین نے سچ کہو - ع

خط کا مضمون بہانپ لیتی ہین لفافہ دیکھکر

زینت - خدا کی قسم مین قائل ہون تمہاری عقل کی - مگر تمہاری

ہان کب آئے تھے - دولہا بہائی کی صحبت کا اثر ہے -

پیاری ناز سے ہستہ سے مارکر اپنے دولہا بہائی کو کہو منہ بنا کر

آئین -

زینت - خیر مطلب تو کھل گیا - مین بھی سمجہہ گئی - ہائے اُس کا

کیا پوچہنا - وہ تو ماشاء اللہ - ہزارون مین ایک اپنی مثل اس شہر مین

نہین رکھتے -

پیاری - بہلا وہ کون نام تو بتلاؤ -

زینت - کیا دوگی - کچہہ بدونا -

پیاری - پانچ پانچ اشرفیان -

زینت - کہدون - سے اب کہے دون -

پیاری - ہان - دیر کیا ہے -

زینت - دیکھو بہن - پانچ اشرفیان لون گی - اور ضرور لونگی -

پیاری - نہین کس نے کہا - ابھی دون گی -

زینت - خورشید کی طرف دیکھکر آپا تم شاہد رہو - یہہ نکل جائینگی تو

مین ان کا زیور اوتار لون گی -

خورشید - وہ جانے تم جانو -

زینت - ہائین یہہ کیا بات ہی (شوخی سے) پہر تو ہم اپنے

دولہا بہائی کا نام بھی نہ بتائین گے -

خورشید - کچھہ مسکرا کر - بے ساختہ اوٹھہ بیٹھی - اور بظاہر غصہ کی

صورت بنا کر - کیون زینت ابھی کیا ہو گیا - لوگین چڑہانے لگے -

پیاری ۔ بےشک ۔ خدا وہ دن لائے کہ ہم دولہا بہائی کہین ج
اور خدا ایسا ہی کرے گا ۔ بیساختہ زینت کے مُنہ سے دولہا بہائی کا
لفظ نکلنا ۔ یہہ تفاول نیک ہی ۔ آواز غیب ہی ۔

خورشید ۔ جھیپکر ۔ بس بس ۔ زیادہ نہ بڑہو ۔ جب زینت کی منہ سے
دولہا بہائی کا لفظ نکلا ۔ ہماری ہیروین خورشید آرا بیگم دام عفتہا کا
چہرہ اور بھی سُرخ ہوگیا ۔ معلوم ہوتا تھا کہ لاکہوں مل گئے ۔

پیاری ۔ ہان زینت بہن ۔ نام تو بتلاؤ ۔

زینت ۔ اب اور کیا کہوں ۔ نام تو پہر بتلا دون گی ۔ مگر ان کا
تخلص کہدیتی ہون پہچان لو ۔

پیاری ۔ وہ کیا ۔

زینت ۔ مخمور ۔

پیاری۔ [لپٹ کے] ہان تخلص توبتلایا۔مگرشرط یہ نہین۔مخمور دوہین۔ ایک دہلی کے بہی شاعرہین۔نام ضروربتلانا ہوگا۔ورنہ اشرفیان نہ ملین گی۔

زینت۔بس دیکہی۔ابہی اقرار کیا اورنکل گئین۔

پیاری۔ نکلجانا کیا معنے۔مگرنام پرشرط بدی تہی۔یہ توتخلص کہدیا۔

زینت۔ اچہا ادہراشرفیان دہرو تونام بتائین گے۔یہہ نیک کام کا نیک۔ای ایسے نیک لینے کی مین ہی قابل ہون۔

پیاری۔ کیا ہم نہین۔

زینت۔ نا۔

خورشید۔جہنجلاکر۔ ان دونون نے مغزپکادیا۔خدا جانے کیاسوجہا ہی۔کچہہ اپنے سے باہر ہوگئی ہین۔ واہی تباہی جوجی مین

آپا کہتی جاتی ہین - یہہ کہکر ڈوپٹا منہ سے تان کر کروٹ بدلی ~

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتی ہین
جو جل جاتا ہی یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

لے اب ہمین نہ جگانا - بس کہدیا - دیکھو یاد رکھنا -

زینت - دیکھو باجی تمہین ہمارے سر کی قسم ادہر منہ پہیرو -
اشرفیان تو اون سے لینے دو - ساجہا سہی -

پیاری زینت سے - بس انہین اب نہ چہیڑو - نام تبلا دو - مین
صدقے - مین واری بہن - میری اچہی بہن - پہر تمہین دیدیکر انسے
پوچھہ لین گے

زینت - وہی نا مرزا مخمور - کیون ابتو دو گی اشرفیان کہ نہین ؟

پیاری - ہان بہن - اب تو ضرور دونگی - یہہ کہکر اپنے پاس سے

پانچ گن کر دین -

زینت - چلو بہن اچھی گھڑی تھی - اور نام بھی کیسا نیک مجھے اشرفیان مل گئین -

پیاری - خورشید کی طرف مخاطب ہو کر - ہان باجی - اب تو کہو انکو تم نے کیسے دیکھہ لیا - اور وہ یہان کب آئے - کوئی آٹھہ سال سے وہ امتحان دینے ولایت گئے تھے -

زینت - ہان ہمنے بھی سنا تھا کہ وہ امتحان دینے کے بعد بہت دور دور کا سفر کرینگے -

خورشید - ہائے کیا کہون - خدا جانے کیا ہوا - مگر ظالم نے میرا تو خاتمہ ہی کر دیا -

زینت - اے خدا نکرے بہن - یہہ کیا واہی تباہی باتین

منہ سے نکالتی ہو۔ ع مزن فال بد کاورد حال بد۔

پیاری۔ اور تو کوئی ہو۔ ذرا دریافت تو کرلین۔

زینت۔ کس سے کہو گی۔ اگر کوئی پوچھے کیون دریافت کرتی ہو تو پھر اسکا جواب۔

پیاری۔ مین آج اپنے مکان تو جاتی ہون۔ دولہن بیگم سے (یہہ پیاری کی حقیقی چھوٹی بہن ہین) آئی ہین۔ کہانے کے وقت دریافت کرون گی۔

زینت۔ کہین بہن ایسا ہنو کہ لوگ تاڑ جائین۔

خورشید۔ ہان بہن دیکھو۔ اول ہی ستم رسیدہ۔ دلدادہ۔ والہ و شیدا آسمان ٹوٹا ہوا ہی۔ ایسا ہنو کہ میری مٹی برباد ہو جاوے۔

زینت۔ اے اللہ نکرے بہن۔ کیا باتین موہنہ سی نکالتی ہو۔

پھر پھرے گے وہی -

پیاری - باجی دیکھو تو خدا کو کیا منظور ہی - اگر وہی ہی تو انشاء اللہ مرزا نوشہ کو تھوڑے دنون مین نوشہ بنتے ہوی دیکھین گے -

زینت - آمین -

خورشید - ارے میرے کہان نصیب - خدا جانے جب تک مین رہون یا نہ رہون - اور کیا کیا گذرے - کچھ معلوم نہین ہوتا -
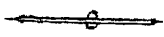
زینت اور پیاری - ای ہی دور پار - وہ دن تمہارے دشمن کو نصیب ہو - بلکہ ساتوین دشمن کو بھی نصیب نہو -

سب بہنین سو رہین - پیاری اور زینت نی آرام کیا - مگر خورشید آرا کو آرام کجا - ذرا آنکھہ لگتی تھی - اور پھر اٹھہ بیٹھی تھی - امیر

ہای کس بیدرد کی پالے پڑے

دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت

کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

کس نگہ سے نے کردیا عالم کو مست

ہر جگہہ لاکھون ہین متوالے پڑے

جنون کو جوشمین یکجا نہین دم بہر قرار آیا
کبہی گلشن سی صحرا مین کبہی صحرا سی گلشن مین

ابھی ابھی صبح کی وردی بجی - نونہالان چمن نے اپنی دوکان حسن سجی - بہار کا موسم ہی - ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا چل رہی ہی - باد بہاری پہولون کا پنکھا جھل رہی ہی - معلوم ہوتا ہی کہ بہشت برین اور خلد علیین سے ہوا کے جھونکے کشمیر جنت نظیر ہوتے ہوی آرہی ہین - جو عشاق بامراد بادل شاد اپنے اپنے معشوق پریزاد کی بغل گرما رہی ہین

اون کے جگر تک کو خنکی پہونچا رہی ہین - مرغان سحر اپنے اپنے آشیانون سے

صحرانوردی کی دُہن مین اوڑے جا رہی ہین - موتیے کی مہک سے

دماغ طبلہ عطار بنا ہی - جو جو شب وصل کے جاگے ہوسے اور مصیبتین

جہیل جہیل کر اپنی مراد پائی ہے - اور بغل گرمائی ہی - ایسے سُہانے

وقت مین مسہری پر ایک روح دو قالب تو کیا بلکہ ایک روح اور ایک

قالب کی طرح ہاہین ڈالے نشہ عشق مین مست و سرشار بیخبر سو رہی ہین

فرقِ است میان آنکہ یارش در بر		یا آنکہ دو چشمِ انتظارش بر در

وہ لوگ جن کے زخمہاے دل ابہی مرہم وصال سے اندمال ہونا تو

کجا - نمک بر جراحت پاشیدن کا نقشہ ہی - اور کسیکی یاد اور تصور

مین نرگس کی طرح شب بیداری اور فراق یار مین اختر شماری

مین بسر کی - اور ہر وقت کسی کی پیاری پیاری یاد دل مین چٹکیان

لیتی ہے۔ حواس باختہ جنون کی ساختہ وپرداختہ ؎

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے
مظلوم دادخواہ ہین خون بہار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہ کن کے بھی
پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

با آہ سوزان وشور ونالہ وفغان پڑے پڑے کروٹین بدل رہی ہین وہ کون ہماری پیاری ہیرون خورشید آرا بیگم دام عفتہا کی عاشق زار دل فگار۔ دلدادہ نواب مرزا نوشہ دام کیفہ اپنی مسہری پر باہ سرد رنگ زرد پڑے ہوے کروٹین بدل رہی ہین ؎

مشکل آسان نہوی تیرے گنہگارون کی
حیف منہ موڑ گئی باڑہ بھی تلوارون کی

اب کوئی صبح کے چھہ بجے ۔ اور خورشید جہان تاب مطلع فلک سی
طلوع ہوکر اپنا سنہرا رنگ دکھا دکھا کر ۔ عاشقان زار کو اور بھی پریشان
حال کر رہا ہی ۔ اس سے اوسکا مقصود یہہ ہی کہ ہمنے بھی کسی کے
عشق مین یہہ صورت بنائی ۔ اور یہہ رنگت پائی ۔
کسی نے حجرہ کے باہر سے آواز دی ۔ حضور کی عمر و اقبال مین
ترقی ہو صبح کے چھہ بجے ہین ۔
نواب ۔ کیا فیضن ہے ۔
فیضن ۔ ہان حضور باندی ہی ۔
نواب ۔ باہِ سرد ۔ افسوس ۔ دن بھی نکل آیا ۔ خیر ادہر تو آؤ بی فیضن
فیضن ۔ دروازہ کھولکر حاضر ہوئی ۔ اور اپنے اوبہرے جوبن
اور اوٹھتی جوانی کی تصویر سے ہمارے نواب مخمور کو گرویدہ کرنا چاہا

یہ بہی پری صورت نازک اندام دس بیس مین ایک ملاحت سے

حُسن دوبالا ہوگیا تہا۔ جُھک کر ادب سی مجرا عرض کیا۔

نواب نے آنکہون کے اشارہ سے سلام کا جواب دیا۔ فرمایا

وضو کے لیئے پانی لے آو۔ فیض وضو کی لیے پانی لائی۔ نواب

مخمور صاحب نے وضو کیا نماز پڑہی۔ دوسری نازک بدن سیم تن

چاء کی کشتی لے آئی۔ اور روبرو میز پر رکھکر ادب سے مجرا عرض کیا۔

سلام کا جواب دیکر۔ بآہ سرد روشن سے کہا کہ آج ہم چاء نہ پئین گے

مزاج بدمزہ ہی۔ اپنی کشتی لیتی جاؤ۔

روشن۔ ادب سے نصیب اعدا آج کچہ حضور کا مزاج بدمزہ سا

معلوم ہوتا ہی۔ اگر خدانخواستہ کچہہ بدمزگی ہی تو بڑی بیگم صاحب سے

عرض کرون۔

نواب - چین بجبین ہوکر - نہین نہین - یہہ کہکر اوٹھے - اور دربار عام مین جلوہ افروز ہوے - حاضرین دربار نے مجرا عرض کیا - اور اپنی اپنی حاجتین عرض کر کے سب چلدئے - دو صاحب حاضر رہے ایک **مرزا فرخ** مصاحب خاص - دوسرے میان کبڑے یہ اوس نام سے اسلئے مشہور تھے کہ مان کے پیٹ ہی سے کمر خمیدہ دنیا کی سیر کرنے تشریف لا آئے - ابتو ماشاء اللہ پچاس سال کے قریب عمر بہی ہے - پشت دوتا نے فلک کی مدد سے اور بھی عاجزی اختیار کی - مگر قوم کے خان زی پٹھان - نکیلی پگڑی بر سر - انگرکھا - اور نیم آستین در بر - اور ایک پرانی تلوار بغل مین - چڑہاو جوتا پاؤن مین - مزاج کے تیکھے - اور خوش مزاج ایسے کہ روتے ہوے کو ہنسانا اون کے بائین ہاتہہ کا کرتب تہا - مدک - افیون

شراب سیندہی گھٹی مین پڑی ہوئی - ہمارے نواب کی مقرب ایسی کہ
کبھی کبھی غلط سلط کچھہ بڑبڑ کبھی کبہہ جائین تو مروت اور حاکمانہ کرمست سی
پیش اکر چشم پوشی کرجاتے تھے - غرض یہہ دونون حاضر ہین - اگرچہ
دونون مصاحب خاص اور خوردسالی سے صحبت مین رہی ہوے
مگر ایاز قدر خود بشناس ان دونون کا ماٹو تہا - دیکھا کہ آج نصیب اعدا
نواب صاحب کا مزاج درہم برہم ہی - میان کبرٹے کو تشویش ہوی
کہ الہی آج صبح ہی صبح جھنی اچہی نہین ہوی - ہمنے تو خواب دیکھا تہا
کہ مکان پر اشرفیون کا مینہہ برس رہا ہی - یقین تہا کہ آج سرکٹا لی
مین ہوگا - اور ہات گرمائین گے - مگر یہان تو خواب کی تعبیر اولٹی
ہوی - یہہ سوچکر بہت جرأت سے عرض کی - میان قربانت شوم
امروز جناب سرکار را چہ فکر شدند -

فرخ۔ ہنسکر۔ لاحول ولا قوۃ۔ کیا فارسی کی مٹی پلید کی ہے۔

نواب۔ گو افسردہ دل تھے۔ مگر اس بے ہنگام فقرہ نے کسیقدر غم غلط کر دیا۔ اور ضبط نہ کر سکے مُسکرا کر فرمایا کہ افسوس کیا فکر کرون اور کونسی فکر پوچھتے ہو۔ سراپا تصویر فکر۔ اور پیکر غم ہون۔

کُبڑے۔ اُنھہ روز ایک نہ ایک تازہ فکر کردن کار دانایان فرنگ نیست۔

اسپر تو نواب اور مرزا فرخ دونون نے بے تحاشا قہقہہ لگایا۔

نواب۔ کبڑے سے ارے میان کُبڑے اسقدر نہ ہنساؤ۔ واللہ ہنسی سے بُرا حال ہے۔ افوہ کیا فارسی گو ہین۔ اے کمبخت تجھے خدا کی سنوار۔ پیٹ مین درد ہونے لگا۔ بل پڑ پڑ گئے۔

فرخ۔ حضور یہہ دوغلا سا معلوم ہوتا ہے۔

کبڑے - بگڑکر - اور تیوری بدلکر - دوغلا تیرا کوئی ہوگا -

فرخ - درست بجا ارشاد ہوا - حضور انصاف کرین کہ کون ہی -

نواب - بھئی ہمین ان باتون سے غرض نہین - آج ہمارا

دل بیٹھا جاتا ہے -

فرخ - کیون حضور کیا وجہ ہی - نصیب اعدا - بندہ بھی دیکھہ رہا ہی -

کہ حضور کا رنگ آج متغیر ہے حلقے آنکھون کے سیاہ ہو گئی ہین -

کبڑے - ابے گاؤدی حلقے سیاہ ہم ایک ہفتہ سی دیکھہ رہتی ہین

اللہ جانے کیا سبب ہی - مگر آج کچھہ کچھہ فہمیدن می شود -

نواب - کبڑے سے - بھئی اب ہمارا ارادہ ہی کہ کایا پلٹ کرین

کبڑے - کایا پلٹ کیا -

نواب (ٹھنڈی سانس بھرکر) جی چاہتا ہی کہ کسیطرف نکل جائین

جو بات ہم چاہتے ہین وہ ہونا مشکل ہے۔ اور جسکو ہم چاہتے ہین وہ ہمسے زیادہ تیرِ عشق کے گھائل۔ مگر بجوگ ایسے ایسے پڑے ہین کہ الامان ؎

اے نشترِ غم ہوا کہ تن خشک
تیرے دم کو لہو بہت ہے

اب مین نہین کہہ سکتا کہ مین عاشق ہون یا معشوق۔ اور وہ معشوق ہے یا عاشق۔ غرضکہ ؎

دونون طرف ہے آگ برابر لگی ہوی

کُٹے۔ اللہ اس لگی کو بجھاے۔ اور آن زن را در بغلِ حضور نشستن گردانند۔

فرخ مرزا کو بڑی ہنسی آئی۔ مگر نواب مخمور کی پریشانی اور حیرانی

دیکھکر ضبط خندہ کیا۔ اور نواب صاحب نے فرمایا کہ میان کوزہ پشت صاحب اب ذرا فارسی بیچاری کی ٹانگ نہ توڑ سے۔ اس ہرزہ درائی سے منہ موڑ سے۔ اردو مین گفتگو کیجیے جو آپ کی مادری زبان ہی۔ کبڑے۔ نانا۔ نانا حضور نا۔ اردو زبان مادر من کہ زوجہ مکرمہ پدر بزرگ منئ بودندے۔ ہندوستانی نبودن می شود۔ ایرانی می شود شما بہ بیند کہ گال او درین اوقاتہا سے بیری اسقدر لال بہبوکا است کہ از بوٹ نزی استر شما بہتر و سرخ تر می شود۔ نام زوجہ من۔ نا نا غلط گفتم۔ نام زوجہ پدر ما (بیربہوٹی ست) آن والدہ من است نہ زوجہ من۔ کہ از غلط گفتم۔

نواب مخمور از معشوقہ حور مہجور۔ بڑے ملول و مغموم تھے۔ مگر میان کوزہ پشت صاحب سے نے فارسیت کی جو لی۔ اور اپنی والدہ جان کو

کبھی اپنی اور کبھی باپ کی زوجہ منکوحہ مطبوعہ جو بنایا تو نواب اور فرخ مرزا دونوں خوب ہنسے۔

فرخ ۔ بس انتہا ہوگئی۔ فارسی ایسی تو انسان بولے کہ ماں اور جورو مین فرق نہ رہے۔

نواب (مسکرا کر) بھئی تم اور بھی ہنسانے لگے۔

فرخ ۔ ہان کبڑے صاحب۔ کیا فرمایا۔ زوجہ پدر جو آپ کی ہین وہ آپ کی کون ہوئین۔

کبڑے ۔ جی آپکے باپکی جورو میری والدہ ہوئین (بہت غصہ ہو کر) کمر مار کھانے کی نشانی مردود۔ ذرا چھوڑ دینا مجھکو۔ ذرا چھوڑ تو دینا۔ خون پی لون گا۔

اسپر اور بھی زور سے قہقہہ پڑا۔ نواب بھی کھل کھلا کر ہنس دئے۔

فرخ مرزا کا مارے ہنسی کے برا حال تہا۔

فیضن۔ گلوریان لائی تہی۔ غل کی آواز سنکر دوڑی آئی تو دیکہا۔ میان کبڑے دل لگی مین بگڑے ہین۔

فیضن۔ (ہنسکر) اے واہ بڑے ہو۔ اما جان کو ادہر ادہر چرائی کو بہیج رہے ہو۔ جیتے رہو برخوردار۔ اچہی سُبہہ گہڑی مان کے پیٹ سے نکلے تہے۔ تہماری اما سُنین تو بڑی خوش ہون۔

کبڑے۔ (بگڑکر) برخوردار کہتی ہو۔ ابا جان نہین کہتی ہو۔

فیضن۔ اچہا ابا جان سلام تہمارے داماد نے یاد کیا ہے کہا کئی دن ہوے بڑی سالی کو نہین دیکہا۔ سلہج کو نہین دیکہا۔

روشن۔ اے بڑے ہو۔ تمہین زبان سے بہی لمنا نہین ہے ہمارے ابا بنتے ہو تو ہمارا میان تہمارا داماد ہوا کہ نہین۔

استنے مین پہرے والے نے عرض کی - سرکار کوئی آیا ہے
ذرا یہان آکے سُن لیجئے -
نواب صاحب نے فرمایا گول بنگلے مین بھیجو - گول بنگلہ مین ایک
مہری آئی - جہک کر سلام کیا - نواب کو پیغام سننے سے رونا آگیا
مہری نے سلیقے کے ساتہہ ہاتہہ جوڑکر عرض کیا - حضور ناحق بن
ناحق ہلکان ہوتے ہین - وہ تو آپکا جامہ پہنے ہوے ہین - مگر
جب زیادہ رنج ہوتا ہے مجہسے کہتی ہین - لونڈی ہی گہر مین ایک
رازدان ہے - مجہسے فرماتی ہین کہ (مہری دیکھو اللہ نے چاہا تو
وہی ہوگا جو ہم چاہتے ہین - وہ فکرین کی ہین کہ بٹ پڑہی نہین
سکتین) لونڈی کو بہیجا ہی کہ تم اون سے جاکے کہو کہ ہمارا ہی
خون پیے جو ذرا رنج کرے - یون تو

ہوتا ہی وہی خدا جو چاہے
مختار ہے جسطرح بنائے

مگر دل کو ذرا ڈہارس دینی چاہیئے۔ مین کل کی چھوکری عورت ذات
اور دل کو سنبہالے رہتی ہون۔ اور آپ یہہ مرد ہوکے کیسے بودے ہین
تمکو چاہیئے مجھے تسلی دو۔ نہ کہ اولٹا مین تمہین تسلی دون۔
نواب اس تقریر کو سنکر اوس نوخیز محبوبہ کی فراست پر عش عش
کرنے لگے۔ اور مہری کو دس روپے دیکر رخصت کیا۔ اور
کہلا بہیجا کہ تم میری طرف سے خاطر جمع رکھو۔ مین نے دل اور
کلیجے پر پتھر رکھہ لیا ہی۔ مصاحبون سے دو گھڑی دل بہلاتا
ہون۔ غم کچہہ ہلکا ہو ہی جاتا ہی۔ مہری نے پھر سمجہایا۔ اور رخصت
ہوئی۔ نواب صاحب نے جوش جنون مین مصاحبون کو

کہلا بھیجا کہ اب مین ذرا آرام کرون گا - آپ باغ مین بیٹھے -
یہہ کہکر مسہری پر آرام کیا - مگر آرام کجا - دل مضطر کو آرام کہان -

توڑ کر پہلو جو چل نکلا دل بیتاب سے
خوب روئین حسرتین دل کی لپٹکر تیر سے

ذرا آنکھہ لگ گئی -

مغرب کا وقت یون تو ہمیشہ فرحت خیز اور مسرت انگیز ہوا ہی
کرتا ہی۔ مگر اسوقت میر عالم کے تالاب کے خوشنما میدان مین
آفتاب کی ڈہلتی ہوئی روشنی پتے پتے پر غضب کی حیرت بہری
اور پُر امید نظر ڈال رہی ہے۔ جسکے باعث بوٹے بوٹے پر قیامت
کا نکہار ہی یہان ایک املاک عالیشان لب تالاب مشرق رو
سجی سجای کہڑی ہوئی ہے۔ اور یہ حیدر آباد کے کسی امیر ذیشان

کے ملک سے نامزد ہی چمن ہین موتیا۔ سیوتی۔ چنبیلی جوہی کی خوشبو اور خوشنما ہوا کی لپٹ سے دل و دماغ معطر ہوا جاتا ہے صحن مکان مین بہت ہی عمدہ فرش فرنیچر سے سجا ہوا۔ دیوارین قطعات۔ اور عمدہ عمدہ فوٹو پینٹنگ سے بھرپور ایک کونے مین ہارمونیم باجا رکھا ہے ہندوستانی گت بج رہی ہو ۔

اور وائرے والے گت چلی جاوے	جبتک کہ دلکی بیکلی جاوے

اور اسکے آگے دو خوبصورت خوشوضع چھوٹے چھوٹے گلدستہ رکھے ہوے ہین۔ خوب ہی سجے سجاے۔ وسط دالان مین ایک گول میز ہے جسپر عمدہ گلدان اور اوسکے اردگرد البم بائین طرف حجرہ مین مسہری پڑی ہے اور اوسکے قریب ایک اور میز ہے جسپر شطرنج گنجفہ۔ چوسر۔ قاعدہ سے رکھے ہوے ہین۔ اور خورد و نوش کا

سامان مہیا۔ عمدہ عمدہ جام۔ اور ہوسکی شری برانڈی سوڈا
برف سب موجود۔ یہ مقام گلزار محل دلی ارمان نکالنے کا مقام
مقرر کیا گیا ہے۔ مگر بالکل پرائیوٹ اور اوس مکانین وہ
نازنین پری پیکر جادو نظر۔ غیرت دہ یوسف سرو قامت کشیدہ
قد قوس ابرو دھانی رنگ کی مخمل کی کرتی زیب تن۔ عمدہ قیمتی
چینی اطلس کا پائجامہ۔ اور بیش بہا دوپٹا جسکے وزن سے
ہر قدم پر بوقت خرام کمر لچکتی اور سیکڑون بل کھاتی تھی۔ کسی
کے انتظار مین بیٹھی ہے اور ہر وقت یہ کہتی جاتی ہے ؎

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے	کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

امید وصال پر چہرہ کا رنگ سرخ اور خوشی کے باعث شادمرگ
ہونے کا خوف ہے۔ اور بعض وقت۔ وقت نکلجانیکی وجہ سے

بہت دلگیر ہو کر ٹھنڈی سانس بھرتی ہی۔ اور چمن کی طرف نظر ڈالکر
کسی شاخ گل پر بلبل کا نشیمن دیکھکر کہتی ہی کہ او بلبل شیدا تو ہمسے
خوش قسمت ہی۔ کہ پہلو سے یار مین ہزاران ناز دلکی آرزونکو پورا
کرتے ہوے مزے لوٹ رہا ہے۔ اور ہم بدبخت وا ژگون طالع
جیسے کے ویسے ہی رہے۔ افسوس ع۔

آمد نماز شام و نہ آمد نگار من

اور پھر گل و بلبل پر عجب حسرت کی نظر سے دیکھتی تھی اور زبان حال سے
کہتی تھی ؎

سب پھول لیکے آئی ہم داغ لیکے آئے　　ہمسے تو کوئی پوچھی ہم کیون گئے چمن مین

یہ کہکر دھم سے گر پڑی۔ پھر لگا رنے۔ ای ہے چنپا۔ گلشبو۔ ذرا ادھر آنا
سب دوڑی آئین۔ اور سبنھال کر اوٹھایا۔ اور سبنھال سبنھول کر

مسہری پر لاکر لٹا دیا کسی نے منہ دہلایا کسی نے لخلخہ سنگھایا کوئی
دو چار منٹ کے بعد ہوش مین آئی پوچھا کہ لوگو مین یہان کیسی آئی
اور مسہری پر کس طرح سوئی۔ سبھون نے کُل حالت ظاہر کی
مہرنگار نے جو ہمیشہ سے کسیقدر گستاخ تھی۔ دست بستہ عرض
کی۔ مین قربان جاؤن۔ ابتو خدا نے چاہا تو جنگل مین منگل
ہونے والا ہے آجکی رات معراج ہی پہر بھی نا امیدی۔ اور
مایوسی نصیب اعدا کس سبب سے ہی۔

خورشید۔ آہ سرد بھر کر ع۔

	وعدۂ وصل چون شود نزدیک	

کہکر چُپ ہو رہی۔ جسکا نام مہرنگار ہے کہنے لگی۔ دوسرا مصرع
پورا کر دیجئے کیون نہین فرماتین۔

آتشِ شوق تیزتر گردد۔

خورشید۔ سچ ہے سچ ہے سچ ہے افسوس اے مہرنگار آج بھی ہماری بدقسمتی نے ہمکو کہین کا نرکھا افسوس ہزار افسوس سچ ہے ؎

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل | کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ می آرد سکندر را

مہرنگار۔ نہین حضور۔ اسقدر مایوس ہونیکا کوئی موقع نہین ایکدم مین غنچۂ امید شگفتہ ہونے والا ہے۔

کسی نے آواز دی کوئی مہری ہے۔ مہری ہے۔

مہرنگار۔ چونک کر۔ ارے جاؤ۔ دوڑو۔ دیکھو کوئی پکار رہا ہے مہریان دوڑین اور باغ کا دروازہ کھولکر دیکھا تو پشت توسن پر ایک آفتاب کا ٹکڑا ایسا جلوہ فگن ہے جیساکہ برج حمل مین شرف آفتاب۔ دیکھتے ہی پچھلے پانون دوڑین اور عرض کیا کہ سواری آئی ہے

اِسکے سنتے ہی خورشید آرا بیگم کو شادی مرگ ہونیکے قریب تھا۔
سنبھل کر اُٹھ بیٹھی اور کہا بلا لو۔

مہری۔ دوڑ کر بلانا چاہتی تھی۔ کہ وہ صحن مکان میں پہونچ ہی گئی
جب رشک دیوسف کی صورت کو خورشید آرا بیگم نے دیکھا تو
بس غضب ہی ہوگیا۔ چہرہ کا رنگ فق۔ اور بے حس وحرکت
حجاب سے عرق آلود گویا بدن مین جان ہی نہین۔

میان نے چپرکٹ کے قریب حجرہ مین جاکر ایک کرسی
گھسیٹی اور برابر ہو بیٹھا۔ اور سر پر ہاتھ رکھکر بے اختیار رونے
لگا۔ بیگم کو بھی رقت ہوئی اور بجز رقت اسقدر جوش مین آیا کہ اپنے
استقلال اور شرم وحیا کا کوئی پاس نہ رہا۔ بے تحاشا گلے لپٹکر
زار زار رونے لگی۔ بہت دنون کی امیدون نے آج یہ گھڑی

سبہہ ون دکہلایا مگر ع

	درپس ہرگریہ آخر خندہ ایست	

غرض دونون خوب جی کہولکر روئے اور پہر اپنی اپنی جگہہ بیٹہہ گیئں خواصین پانی لائین دونون نے منہ دہویا اور پہر سنبہل کر مسہری پر بیٹہہ گئے۔ مگر اب کسی قدر حجاب بے پردگی کا مانع ہوا تو خورشید آرا نے جہٹ سے رخ پر آنچل کو ڈال لیا۔ ہمارے مرزا نوشہ سے نہ رہا گیا۔ جوان طبع۔ شوخ مزاج تو تہے ہی تڑ سے ایک شعر پڑہ دیا ۵

وہ شوخ چشم آنکہ پہ وہ شرمگین نگاہ	چہپتی ہی کب چہپاؤ جو لاکہون نقاب مین
نکہریگا آب و تاب سی جوبن گہاہ چاند	چمکیگا جب گہن سی نکل کر سحاب مین

نوشہ۔ اے میری مہ لقا۔ رشک دہ زلیخا اس سے بڑہکر میری لئے اور کون سی سبہہ گہڑی ہوگی۔ جو اسوقت پہلو مین سترہ برس

کی دوشیزہ جسکو انگریزی مین (سویٹ سیونٹین) کہتے ہین۔ اور
پھر برق تمثال زہرہ خصال جادو جمال عنبرین خال۔ لب لعل
یمانی جواب یاقوت رمانی۔ گورے گورے گال حسن ملیح
اسیر صباحت جیسے سونے پر سہاگا نوشہ کی پیاری ہیٹھی ہو اور
یہ تمہارا جان نثار تمہارے جمال جہان آرا۔ عالم افروز حسن
گلوسوز کے دیکھنے سے محروم رہے ۔

خورشید ۔[دبی زبان] سے ۔ جی ہان ۔ ہمین آپ بنانے
بھی لگے یہ سب کچھہ صفتین آپ ہی مین ہین ہین بچاری اور میرا
حسن کیا ہ

تم واہی ہو یہ خیال کیا ہے	ہین کیا ہون مرا جمال کیا ہے
سودائی ہوی ہو فصد کھلواؤ	مجنو ہو بنی یہ حال کیا ہے

پوچھو نہ کہ حال میرا کیا ہے		جو کچہ لکھا بُرا بھلا ہے

ہائے کیا کرون دل بیٹھا جاتا ہے۔

بہکتینگے جو حکم ہو خدا کا
مقسوم کسی کا کیا گلا ہے

نوشہ۔ الحمد للہ مین تمہاری نظرون مین منظور ہوا اگر مجنون کی اچھی کہی۔ تم لیلی مین مجنون۔

خورشید مین بیچاری منظور کرنے والی کون۔

نوشہ۔ کیون نہین۔ سچ پوچہو تو۔ درم ناخریدہ غلامم تو ام۔

خورشید۔ (انداز دلربایانہ سے) یہ مصرع میرے حسب حال ہے۔

نوشہ۔ نے چاہا۔ کہ لپٹ کے چہیان لے۔ ع۔

گال گورے سے چومتا جائے

مگر حیا مانع ہوئی ضبط کرکے کہا۔

اب تکلّف برطرف ہو۔ دو گال ہنس بول لو۔

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہو

خورشید۔ ایک آہ سرد بھر کر۔ افسوس یہ جدائی معلوم نہیں کیا کیا کرتی ہو۔ لے تمہیں خاتون جنّت کی قسم اب اِس لفظ کو نہ دہرانا [آبدیدہ ہو کر] ع

نیستم دیوانہ مخفی لیکن از سودای عشق
خویش را در زیر سنگ دکان گم کردہ ام

نوشہ۔ ہائے اِس جدائی کا خانہ خراب ہو اسی نے تو یہانتک نوبت پہونچادی۔

خورشید۔ کیوں صاحب آپ تو بڑے سفاک نکلے۔ ہائے

کسی کی دلگی لگی کا حال کسی کو کیا معلوم خدا جانے ہم پر کیا حالت گذر رہی۔ اور ہم کیسے رہے آپنے خبر تک بھی نہ لی۔ ع۔

وای بیدردی کوئی تالی کسیکا گھر جلے

مین تو ہجر کی راتین یہ شعر پڑھکر تڑپ تڑپکر کاٹتی تھی ؎

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

نوشہ۔ میری پیاری یہ تو میری زبان ہے۔

خورشید۔ کون پیاری کسکی پیاری۔

نوشہ۔ میری پیاری۔ میری پیاری۔ میری جانکی پیاری جی چاہتا ہے جان قربان کردون ہاے تمہاری ایک ایک اداپر دل نچھاور۔

خورشید۔ جی ہان۔ اب آپنے بنانا بھی شروع کیا۔
نوشہ۔ کیا اب بھی مین یہی سمجھون۔ کہ تم میری ہی ہو مگر یاد رکھو
کہ لگی بُری ہوتی ہے۔
خورشید۔ [انگوٹھا دکہاکر] اوئی۔ ا۔ کیا مجھے اپنا سمجھے تھے۔
مینے جو دل لگی مین دو ایک باتین کہدین۔ تو آپ مجکو اپنا عاشق
سمجھ بیٹھے اس عقل پر کالا دانا جلاؤ۔ اللہ آپ بھی اتنے ہوسے
نوشہ۔ نے کہا اوفوہ۔ اے تیری ڈہٹائی اب بھی ہماری جان نثاری
کا تمہین یقین نہین۔ کہو تو نذر کردین اگر دریغ ہو تو بس۔ یہہ
کہکر سر وہین سامنے رکھدی۔
خورشید نے سر وہین اپنے نازک ہاتھ سے جلد اوٹھا کر انپی پشت
کیطرف پھینکدی اور کہا بس بس اب آپ تو پورے

جان کے گاہک ہوگئے۔

نوشہ۔ اچھا یہ بتلاؤ کہ ہمسے تمکو بدگمانی کیا ہی۔

خورشید۔ سچ سچ مت کہواؤ۔

نوشہ۔ آین این گل دیگر شگفت سچ سچ کہو تمہین ہمارے

سر کی قسم ہمارا لہو پیئے جو سچ نہ کہے۔

خورشید۔ کیا بتلاؤن۔ باعث رنج ہوگا۔

نوشہ۔ رنج کیا معنی۔

خورشید۔ الحق مرٌ۔

نوشہ۔ اخاہ تم تو کسی مولوی کی لڑکی معلوم ہوتی ہو۔ اچھا سچ سچ

بتاؤ ہم تو تمہارے ہوگئے۔ اب خواہ تم سمجھو یا نہ سمجھو تم کسکی ہو۔

خورشید۔ مین کسکی ہون (یہ کہکر ہنستے ہوئے منہ پھیر لیا

اور کیا تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ مین کسکی ہون - ہرجائی کوئی مالزادیان
ہوئی ہونگی - شعر

عشق کا حال بیسوا جانین	ہم بہو بیٹیان یہ کیا جانین

نوشہ - تمتو میری ہو مین نے پہلے ہی کہدیا کہ تم میری پیاری ہو
اللہ جانتا ہی اگر انسان کا سجدہ شرع محمدی کی روسے جائز ہوتا
تو مین تمکو سجدہ کرتا -

خورشید - ارے رے رے! دانتون کے تلے انگلی
دبا کر اور گورے گورے ہاتھون سے بہت آہستہ سے
نوشہ کے ملائم گالون پر آہستہ سے ہاتھ لگا کر آئین یہ کفر کا کلمہ!!!
بس پیاری نہ کہو -

نوشہ - خیر بتلادو - وہ کیا بات ہی جو سچ سچ کہنے سے رنج ہوگا -

خورشید - لو اب کہتی ہون پیاری ہین کیون ہوتی - پیاری تمہاری بہار افزا بیگم ہین جیسے تو ہو گے بجیا کی بلا دور - کہدو

[شرم چہ کُتّی ست کہ پیش مردان آید -

راوی - ناظرین کو تعجب ہو گا - کہ یہ بہار افزا بیگم کون ہی یہ مرزا نوشہ کی پھپیری بہن ہین - مرزا نوشہ کے والد کی خواہش تھی - کہ گھر کا گھر ہی مین بیاہ ہو جاے - مگر خورشید آرا بیگم نے مرزا نوشہ کے دل پر اپنے حسن و ناز و ادا کی فوج سے ایسی فتح پائی کہ مرزا نوشہ کو پرستان کی پری ملے تو کنکہیون سے بھی نہ دیکھین بلکہ رسّیان توڑ کر بھاگ جائین -

نوشہ - ہان پیاری سچ کہا ہین اور بہار افزا - افسوس یہ دل سواے تمہارے اگر اور کسی کو چاہے تو خانہ خراب ہو -

خورشید کچھہ کہنے کو تھی کہ مہری دوڑی ہوی آئی - کہا بیوی بیوی منجھلے صاحب آگئے - خدا کے لئے آپ باہر آجائے -

خورشید آرا - افسوس فلک کو دو گھڑی ہنسنے بولنے کی بھی بری معلوم ہوی - خیر کہکر بہت ہی یاس کی ساتھہ نوشہ کی طرف دیکھکر کہا لو خدا حافظ جیتے ہین تو پھر ملین گے -

میرزا نوشہ - ہم تو نہ جانے دین گے - جان جائے یا رہے -

خورشید آرا - خدا کے لئے اسوقت کی جہالت کس کام کی زندگی ہی تو پھر ملون گی - اسوقت مصلحت یہی ہی کہ تم چلے جاو - مگر یہہ خیال رہے کہ

دلکی کچھہ قدر کرتے رہنا تم
یہہ ہمارا بھی ناز پرور تھا

یہہ کہکر باہر آئی - اور دوسرے راستے سے میرزا نوشہ روانہ ہوئی
راوی - ناظرین کو معلوم ہو کہ منجھلے میان خورشید آرا کی بڑے
بھائی ہین - مرزا ناصر او نسے بڑے اور ایک بھائی تھے -
وہ خدامیان سے کے پاس چلد ئے - اللہ گنج - محلہ خدانگر - منجھلے
وَن سے سید ہی پہونچ ہی گئے - وصل کے یہہ سب سامان
دیکہکر متحیر - خورشیدی سے کہا کیون خورشید آرا یہہ سب
سامان کیا ہے -

خورشید - مین امان جان کی اجازت حاصل کر کے یہان
آئی ہون - دُلارا بیگم اور امراؤ بیگم انکی دعوت تھی - اسلئے
یہہ سب سامان مہیا ہے -

منجھلے - کیا ابھی یہہ دونون نہین آئین - اور تم یہان تنہا -

(مہری اور چھوکریون کی طرف دیکھکر) ان چڑیلون کے ساتھہ بیخوف بیٹھی ہوی دل لگی کر رہی ہو۔

خورشید۔ خاموش۔

منجھلے۔ اچھا معلوم ہوا۔ مجھے سب کیفیت معلوم ہوی چلو تو مکان کو تمہارا کیا حال کرتا ہون۔ ایسی نالایق کاش پیدا ہوتی نہ ہمارے خاندان کا نام بد ہوتا۔

خورشید۔ ہان اگر کوئی قصور ہوا ہے تو سزا کی لایق ہون

منجھلے۔ بس بس۔ او چھوکری ابھی اور ٹراتی بھی ہے۔

چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد

یہہ باہر جو گھوڑا ہے کسکا ہے

خورشید۔ اسے مین کیا جانون کسکا موا نگوڑا گھوڑا ہے۔

خدا کی خدائی ہے۔ کوئی گھوڑے پر آتا ہی کوئی پیادہ پا۔ مین کوئی خدائی فوجدار۔ تمکو تو بھائی کیا جانے اسوقت کیا ہوا ہی منجھلے نے کہا ہان بہتر ہے۔ چلو سوار ہو۔ یہہ کہکر بہت ہی غصے کی دہمکی دی۔ اور گاڑی مین سوار کرا کے آپ گھوڑی پر ساتھہ ہو لیے خورشید آرا نے اپنے دلمین کہا کہ راز طشت از بام ہوا اب مین زندہ نہ رہون گی۔ یا تو خودکشی کرلون گی۔ یا یہہ مجھے زندہ نہ چھوڑین گے۔

بہہ گیا خون جگر آنکھ سے دریا ہو کر
جان بھی تن سے ہوا ہو گئی فرقت میں تری

اُفوہ - اس مرزا نوشہ لونڈے نے تو ہمین چلپا دیا - اسکا خون ہی نہ پیون تو مرزا بہادر نام نہین - آین دیکہو تو اس شہدے نے کہان ٹکی جمائی - واللہ غضب کیا پاجی نے - ٹہلتے ہوے اور دست افسوس ملتے ہوے بہیا اسوقت رنبیر سنگہ نہوی ورنہ پہر تو اسکا سر قلم سا اوڑا دیا ہتا - کیا کرون مجبور رہون

میرا وطن نہ ہوا - پھر تو دیکھتے کیا کچھہ گزرتا - ہا ے رے پری سی
صورت اور ہماری دلبر اور دلدادہ والہ و شیفتہ - اور ہم بھی
سو جان سے فدا - ایک لونڈے بدمعاش کو چاہی - اور اوسکا ہی
گانا گاے - ہمکو بھولجاے گیدی کہین کا - کوٹ پتلون پہنکر
کچھہ گڈ بڈ کہکر - اوس پری صورت زیبا سیرت کو اپنا کرنا چاہتا ہی
اگر اوسکو مین سے جہنم رسید نکیا ہو تو سہی ایک باپ کا نہین -
کچھہ اور کہنا چاہتے تھی کہ کسی نے آواز دی بس بہادر بس آگے
نہ بڑہو -

بہادر - چونک کر - کون ہو بھئی -

رنبیر سنگہ نمودار ہوے -

بہادر گلے سے لپٹ کر - بھائی یادش بخیر - تم بڑی دلی آدمی ہو

ابھی ابھی میں سننے بیٹھ گیا تھا۔ واللہ تمہاری بڑی عمر ہے۔

رنجیر۔ کیون بہا صاحب یہہ کیا نرٹ ہی ہم سنا کئے نہ سرکی نہ پاؤن کی

خبیر کچھ تو کہو۔ ہو کیا ماملہ (معاملہ)

بہادر۔ ارے بہئی کیا کہین۔ اسوقت پاؤن سے سرتک

آگ لگی ہی۔ برق بنا ہوا ہون۔ جی تو چاہتا ہی کہ اوس موذی کے

خرمن ہستی کو جلا دون۔ مگر بہیا مجبوری ہی۔ نہ وطن اپنا نہ کوئی دوست

نہ یار نہ غمخوار۔ پہر کیا کرین۔ قہر درویش برجان درویش کا حال ہی

مگر شریف جب ہی ہون کہ جب اوس گیدی کو جہنم رسید کرون

اور اوس دغا باز فسون گر۔ عیار خورشید آرا شیطان کی خالہ کو اسکی

آنکھون سے اوسکا جنازہ دکھلاؤن۔

رنجیر۔ آئین کیا کہا۔ خورشید آرا۔ خورشید آرا کون کیسی

اوسکا چاہنے والا کون -

بہادر - بہائی ہان - خورشید آرا جو میری خلیری بہن ہی - اور جس سے بڑی بیگم ہمارا عقد کرانا چاہتی ہین - وہ کسی اور کو ساتھہ لیکر بہاگ جانے کو مستعد ہی - کیا یہہ ہو سکیگا -

رنبیر - نہین جی تم کیا پاگل پنے کی باتین کرتے ہو - وہ ایسی شریف اور نجیب - وہ معشوقہ اور پری اور تمہارا سا عاشق ہو - پہر کسی دوسرے پر ریجہے - ہنتو نہ مانین گے -

بہادر - بہائی واللہ سچ کہتا ہون -

رنبیر - بھئی بہادر جب یون ہی ہے تو پہر ہم تمہارے دوست کیسے جو دیکہکر چپ رہین - بتلاو تو وہ کون مائی کا پوت ہے جو ایسی سونیکی چڑیا اڑالیجائے - اور تم ہمارے دوست یون ہی

منہ تکت رہجاتا ہو۔

بہادر۔ ہان رنیر دوستی کا وہی معینا ہی ؎

	دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست در پریشان و درماندگی	

راوی۔ واہ جناب سبحان اللہ افوہ آپ کی اس فصاحت نے تو ہمکو لٹا دیا۔ واللہ ہنسی سے پیٹ مین بل پڑگیا۔ واللہ معینا (معنی) کی ایک ہی کہی۔ موزونی طبع کے قربان دوسرا مصرع کسقدر تلا ہوا کہ پاسنگ مین بھی فرق نہین۔ در پریشان و درماندگی۔ واللہ اچھی سوجھی شعر کی اچھی مٹی پلید کی۔ اری میان منہ بنواو۔ اِس صورت مین اور ایسے گدہے پن سے خورشید آرا دام عصمتہا سے بیاہنے کا عشق چرایا ہی۔ ہاے ایسی پری

جس کی شان مین مولانا خسرو کہہ گئے ہین ۔ ؎

تو از پری چابکتری وز برگِ گل نازکتری
وز ہر چہ گویم برتری حقا عجائب دلبری

ایسی جاہ و جمال ۔ اور لایق معشوقہ ۔ اور ایسا گیدی خر ۔ بلکہ خر بیدم اوسکے پہلو مین نوشہ بن بیٹھے ۔ تف ہی ۔

ناظرین کو حیرت ہوگی کہ مصنف نے کیا بے تکی ہانک لگائی ۔ کہ جس کی ابتدا ار نہ انتہا ۔ ضرور سمجھنا چاہئے ۔ مگر ہمنے پہلے ہی عنوان مین لکہدیا کہ غصہ کی جڑ ۔ غصہ مین انسان کو آدہ سونجھے نہ تاؤ ۔ بک بک کرنے سے مطلب ہی ۔ اب سنئے کہ یہہ مرزا بہادر خورشید آرا کے خلیرے بہائی ہین ۔ بڑی بیگم جو خورشید آرا کی والدہ معظمہ ہین اون کے شوہر یعنے خورشید آرا کے والد میرزا فیروز مرزا و ختنت

وصیت کر گئے تھے۔ کہ مرزا بہادر سے خورشید آرا کی شادی
ہو جاسے۔ چنانچہ ابھی تک یہہ اوس گھر مین خورشید آرا کے
دولھا سمجھے جاتے ہین۔ انہون نے منجھلے میان خورشید آرا کو
بھائی جو عقل کے پورے بیوقوف۔ جن کے پاس عقل چھو ہی نہ گئی تھی
اور عقل کے پیچھے موٹا سا ڈنڈا لیکے دوڑتے تھے۔ ان کی زبانی
کہین سن پایا کہ خورشید آرا، مرزا نوشہ کی دولہن بنین گی واہ رے
بھائی ایسا بھائی بھی نہ دیکھا جو اپنی بہن کا راز یون افشا کرے۔
اور دوسرون کو منہ دکھائے۔ اور اُف ری بیحیائی۔ ع

	این کار از تو آید و مردان چنین کنند	

رنبیر۔ ہان میان بہادر بس جرا صبر کرو۔ دیکھو۔ کھُدا کی کدرت
راوی۔ رنبیر سنگہ عمر کا ادھیڑ ذات کا راجپوت جن کا لوہا

مانا جاتا ہی۔ ہاتھہ پانون کا اچھا کرارا قطع و برزق سے جہوٹ ظاہر
پرلے درجہ کا شریر ڈاکوپن۔ لچّاپن۔ صورت پر برستا ہوا۔ قزاق دغا باز۔ فسونساز اگر بس چلے تو چلتے چلتے چہیڑ دین۔ اور جان لے لین۔ بیعزت کر ڈالنا تو ان کے بائین ہاتہہ کا کرتب تہا۔ آٹھہ آنہ دیجئے۔ جسپر کہئے جوتے پڑوا دین۔ دو روپے کو کسی شریف کی ناک لا دینے مین دریغ نہین۔ بغیر پانچ چار پگڑیان چُرا لائے۔ کہانا کہانا حرام۔ کئی بار گرفتار ہوی۔ پانچ چار برس جیل مین رہے۔ بیحیائی بلا دور۔ الآن کما کان۔ ذات شریف ایک ہی چھٹے ہوے۔ گٹھہ کٹے۔ چور۔ جعلیے بے ایمان۔ بدمعاش شرابی۔ چنڈو باز۔ مدکیے۔ بہنگیڑی الغرض باہمہ صفت موصوف۔ سب گن پورے انہین کون کہے

اہور سے ۔ پرلے سرے کے افیونی ۔ اوس میرزا بہادر سے کہ ایسی کی
صحبت مین کہ نکے قدم بقدم بلکہ مرید ۔ یا فرزند ارجمند کہئے تو زیبا ہی
ان سے دوستی تھی ۔ اور دونون مین بڑا یارانہ ۔ میل جول اور ہمراز
رنبیر سنگہ ۔ بہائی صاحب ہمین اوسکا ناون (نام) بتلا دو ۔
اور اسکا پتا ۔ آج بتلا ئے ۔ اور کل اسکا جناجہ (جنازہ) میر کے
دائرے مین موجود نہو تو کان کاٹ لیجئے ۔
بہادر ۔ اچہا آج شب مین ضرور آنا ۔ ہم تم ملکر چلین گے ۔ اور
ہم مکان دور سے بتلا دین گے ۔
رنبیر سنگہ ۔ تم شریک نہو ۔ ہم آپ دیکہہ لین گے ۔ تیس مار کہان کو
بہی ساتہہ لے لیا ہی وہ بہی بڑا اچہا لا ہے ۔
بہادر ۔ ہان مین خوب جانتا ہون ۔ ضرور لو ۔

رنبیر۔ بس ہو چکا۔ مگر یار دن کو کیا دو گے۔ اگر ار ہو جاسے

بہادر۔ جو مانگو سو۔

رنبیر۔ پانسو روپیہ۔

بہادر۔ پانچ کیا۔ جس روز خورشید آرا گھر آئین گی۔ اوس روز

اور پانچہزار دون گا۔

رنبیر۔ دلمین سوچے کہ آج اچھی بوہنی ہوی۔ سوچکر رخصت ہوے

جھلکا جھلکا سپیدۂ صبح — ہلکا ہلکا سپیدۂ صبح
نوبت رنگت جما رہی ہی — شہنائی مزا دکھا رہی ہی
بھینی بھینی مہک گلون کی — اور نغمہ زنی وہ بلبلون کی
دریا کی طرف چلے نہانے — غٹ پریون کے زنانخانے
مرغان چمن بہ نکتہ رانی — چون برہمنان بہ بید خوانی

صبح کا سما بھی کیا پیارا سما ہی جس شے کو دیکھو مثل زلف مہوشان

قیر آگین اور عنبر فشان ہی۔ باغ مین نسیم سحری کی سواری باد بہاری آئی اور گل چٹک گئے۔ عنادل نے منقار سے بلائین لین۔ زبان حال وقال سے دعائین دین۔ مرغ سحر کو گلستان کا سبق ازبر ہی۔ بوستان زبان پر فر فر ہی۔ توپخانون سے صبح کی معمولی توپین دغ رہی ہین۔ دنادن شوالون دیولون سے گہنٹون کی آوازین آرہی ہین۔ ٹہنا ٹہن۔

مساجد مین موذن اللہ اکبر کی بانگ سے خفتگان سحر کو جگا رہی ہین رندان درِ میکدہ کو صبوحی کی تلاش ہی۔ ع

صبح است ساقیا قدحے پر شراب کن	دورِ فلک درنگ ندارد شتاب کن
زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب	ما را بجام بادۂ گلگون خراب کن
ما مرد زہد و توبہ و طامات نیستیم	با ما بجام بادۂ صافی خطاب کن

جو بیچارے مصیبت کے مارے تمام شب کھری چارپائی پر اکیلے (اسکے دکے کی خیر) پڑے تھے ـ

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
جو جل جاتا ہی یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

مگر ـ

فرق است میان آنکہ یارش دربر | با آنکہ دو چشم انتظارش بردر

جو خوش نصیب فرخندہ طالع بغل گرما چکے ہین صحبت جانان کا لطف پا چکے ہین ـ بوس و کنار کا حظ اوٹھا چکے ہین ـ

لگیا جبکہ گلابی سے وہ شیشہ کا گلا
لب نازک سے صدا آنی لگی بس بس کی

بس شاد بس ـ یہہ تو مجذوب کی بڑتھی ـ سالک بیچارہ ع

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

اب سنئے کہ جس صبحکا ہمنے سما باندہا ہے - اس صبحکو کیا کیفیت ہوئی ہے - اُس منزل کے قریب ایک اور عالیشان مکان تہا

یہہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے
زمین جس کی چہارم آسمان ہے

سر بہ فلک کشیدہ از سما تا بہ سمک رسیدہ - لب بام ایک ناظورہ طاؤس خرام گلپوش گلبدن گلفام ہزاران ہزار ناز محبوبی وجملہ انداز خوبی وخوش اسلوبی سے مصروف خرام نازہی ہے

از کجا می آئی ای سرمست خوبی محو ناز
عطر آگین تا بہ دامن عنبر افشان تا کمر

تکہ چہرۂ مہر آسا سے روشن تہا کہ طائر دل چوٹ کہا یا ہوا ہے

کسی پر دل آیا ہوا ہی۔کسی یوسف دلربا کی چاہ مین اس رشک زلیخا کا
دل ڈاوان ڈول تہا۔ ہاے وہ دل کوڑیون مین بکنے لگا۔
جو کل انمول تہا۔

اس غیرت حور روکش پری سے انداز دلربایانہ اور ناز معشوقانہ سے
آواز دی (بہار بہار) اری بہار۔ آفت پڑے ایسی نیند پر۔
پو پہٹنے کو آئی۔ نور کا تڑکا ہی۔ اور یہ ابتک زور سے خرا ڈے
لے رہی ہی۔ قبرستان والون سے شرط باندہ کے سوئی ہی نگوڑی
بہار دیر کے بعد اوٹھی۔ بی بی کو جہک کر سلام کیا۔ منہ دہو کر
حاضر ہوی۔ اور پہر سلام کرکے عرض کی۔ نماز پڑہ چکی ہون
اب تو چاہ کا سامان حاضر کرون۔

خورشید۔ اری دیوانی کہان کی چاہ اور کیسا کہانا جب

اللہ کہلائیگا تو چار و ار سب چیزین اچھی معلوم ہون گی۔

استنے مین ایک کوّا محل کی تیسری منزل کی چھت سے بولنے لگا خورشید آرا نے کہا۔ بہار فال تو نیک ہی۔ کاگا جا کے اونکا پیام تو لا۔ تیری چونچ سونے سے مڑہ دون گی۔ اور روز دوودھ بہات کہلاؤن گی۔ اب حسن اتفاق ملاحظہ فرمائے کہ ادھر خورشید آرا بیگم یہہ کہہ ہی رہی تھی کہ نواب مرزا نوشہ کی ایک خواص موجود۔

خورشید آرا نے نہین دیکھا۔ مگر دلبہار کی نظر پہلے پڑی۔ کہا یہہ لیجئے بی بی وہ آگئین۔

خورشید آرا نے دیکھکر کہا۔ تمہاری بڑی عمر ہو گی۔ اللہ جانتا ہے بڑی عمر ہو گی۔

خواص - اے حضور یہہ آپ کی لونڈی مرنے کی لئی نہین پیدا ہوی تھی - مینے اللہ میان کے فرشتون سے شرط کرلی ہی کہ مین مرون ورون گی نہین - اونہون نے کہا بھلا یہہ کیونکر ہوسکتا ہی - جو پیدا ہوا ہی اوسکے لئے مرنا دھرا ہوا ہی - کوی آگے کوی پیچھے - مین نے جواب دیا - یہہ سچ مگر ایسا ہو کہ لوگ مچھیر مرین چلو چھٹی ہوی - یہ جتنے مردوی ہین یہہ مچھیر مرنے لگین -

خورشید - بہار ان کی ڈولی کا کرایہ دلوا دو - اور کہارون کو چار چار آنے انعام کے الگ دو -

خواص - اے نہین حضور اسی ڈولی پر چلی جاؤن گی - کرایہ کون بات ہی - وہین ڈیوڑہی سے ملجائیگا -

خورشید - ہم بے کہانا کہلاے نہین جانے دین گے -

تمکو دیکھا۔ جان مین جان آگئی۔

خواص۔ اے حضور لونڈی کے دیکھنے سے بیشک آپ خوش ہوی ہون گی۔ مگر وہ چیز لائی ہون کہ اوسپر سے مین اور میری ایسی لاکہو کہا خواصین نچہاور ہو جائین۔ (یہ بیجیے) دیکھتے ہی وہ ماہ لقا پھڑک اوٹھی۔ اوس چیز کا بوسہ لیکر آنکہون سے اور کلیجے سے لگا کر یہہ شعر پڑہا ؎

اک پہول ہی گلاب کا آج اونکی ہاتہہ مین
دہڑکا مجھے یہ ہی کہ کسیکا جگر نہ ہو

اسکے بعد یہہ شعر پڑہا ؎

کہتے ہین مست رندسو دائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

حضرات ناظرین فرمائے وہ کون شے تھی جسکو دیکھکر خورشید ارا بیگم کا
غم غلط ہوگیا۔ اور چہرے کی زردی فوراً سرخی سے بدلگئی اور پھر وہی
اصلی اور بیمثل رعنائی رخساروں پر نمودار ہوئی۔ یہہ خورشید آرا کی
عاشق زار اور معشوق طرحدار نواب مخمور کا فوٹو تہا۔ اہو ہو ہو جب ہی تو
خورشید آرا کا کلیجا ہاتہہ بہر کا ہوگیا۔ نواب کے ہاتہہ مین ایک پہول تہا
گلاب کا سے

	اک پہول ہی گلاب کا آج اوسکے ہاتہہ مین دہڑکا مجہے یہہ ہی کہ کسیکا جگر نہ ہو	

میز پر شاہیین کا ایک گلاس رکھا تہا۔ اسی جام بلورین کو دیکھکر اس
عروس پستہ دہن گلبدن نے یہ شعر پڑہا۔

	کہتے ہین رندمست سودائی		خوب ہمکو خطاب ہوتی ہین

اس تصویر سے نے خورشید آرا کے دل کے ساتھہ وہ کیا جو ہو کون کے ساتھہ شبلجم پختہ اور مفلس کے ساتھہ نقرۂ خام کرتا ہی - بار بار اس فوٹو کو دیکھتی تھی - اور ہر بار کی نظارہ بازی سے معلوم ہوتا تھا کہ کرورون روپیے ملگئے - جیسے دو دن کے پیاسے کو میٹھا میٹھا ٹھنڈا پانی - گویا اہل کنعان سے نے یوسف گم گشتہ پایا -

استنے مین پہر وہی کوا آکے چھجے پر بیٹھا - خورشید آرا بیگم نے فرمایا بہار ہمکو توچا ، لادو نیچے سے اور پہلے اسکو دودہ جلدی سے پلادو - ایسا نہو اُڑ جاے - دلبہار نے ایک کٹورے مین کوئی اوہ سیر دودہ رکھدیا - اور چینی ملادی - اور دور کھڑی ہوگئی - کوّے کو کیا معلوم کہ کس خدمت کے صلہ مین دودہ اور چینی ملی - مگر سویرے سویرے بھنی اچھی ہوی - اس صبحکو خدا جانے کسکا منہ دیکھکر

اوٹھاتا اور اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اس کالے کوتے کی کیا ہو سکتی تھی کہ راتب مقرر ہو گیا۔ یعنے بہار کو حکم ہوا کہ روز تڑکے اسیقدر دودھ دیا جاے اسمین فرق نہ آے۔ اگر کسی روز بھول جائیگی تو یاد رہے سزا پائیگی۔ یہ کہکر پھر تصویر کو دیکھا۔

خورشید۔ کیا بانکا گبھرو ہے (چومکر) آج مین دن بھر چوما ہی کرون گی۔

خواص۔ اللہ وہ دن جلد دکھاے کہ نقل چھوڑ کر اصل چومیے۔

خورشید۔ مین بھی اسوقت کیسی بیحیا ہو گئی۔

خواص۔ اے نہین حضور۔ اسمین بیحیائی کا ہیکی اور وہ ہی کیا۔ تصویر ہے نا۔ پھر کاغذ کے چومنے مین حرج ہی کیا ہے اور وہ خود ہمارے سرکار کو چومے تو کیا۔ ہم اور خوش ہی ہونگے

ہم خوش - ہمارا خدا خوش -

بہار - اللہ وہ دن تو دکہا ے - مین بہی جان پر کہیل کر ایکدفعہ
اون کے گالون کی بلائین لے لون گی چٹ چٹ -

خورشید - ارے کون ا - اے اس بہروسے نہ رہنا کہین
اگر اللہ نے وہ دن دکہایا (خواص نے کہا آمین) تو سایہ تو
تیرا وہ دیکہنے نہ پائین گے -

خواص - (ہنستی ہوی) ای حضور وہ اس قسم کے آدمی نہین نہین
بہار - واہ سرکار واہ - ہم لونڈیون سے یہ بدگمانی - اے
بی بی اگر وزیر بادشاہ بہی بدنیتی سے آنکہہ اُٹہا کر دیکہین تو
لونڈی ہاتہہ جوڑ کے کہڑی ہو جاے اور عرض کرون کہ حضور
جان بخشی ہو تو لونڈی عرض کرے - ہم لونڈیان سرکار کے

غلامون کے قابل ہین نہ کہ سرکار کے - اور یون حضور مالک ہین -
ہمین عذر کیا ہوسکتا ہی -

خورشید - (بہت ہنسکر) اہا ہا ہا - تو تو بات بنگئی - بس صاف صاف
کہدیا کہ حضور مالک ہین - لونڈی کو عذر کیا - چلو چھٹی ہوئی -

خواص - (ہنستی ہوی) جو ایسی جوان جہان گوری چِٹّی عورت کسی
رئیس سے یہ کہے نا تو جھٹ سے محل مین داخل ہوجاے -
دھڑ گہسیٹ - مگر ہان شرط یہ ہی کہ رئیس رسیا ہون - روکھے پھیکے
مولوی نہ ہون -

خورشید - وہ مثل ہی نا - دمڑی کی ہانڈی گئی کتّے کی ذات
پہچان لی - اس سے رہا نہ گیا - پہلے تو بڑی نیک پارسا بنین پہر
کُہل ہی کہیلی کہ یون حضور مالک ہین - لونڈی کو کیا عذر اچھا یاد رکہنا

بہار جو چھاون بھی دکھاؤن۔

بہار۔ حضور جو ضد کرین گی نا توسات پردون مین چاہی بند کیجیے لونڈی گھس پیٹھہ کے پہونچ ہی جائے گی۔

خورشید۔ اچھا تو ہمارا کیا ہرج ہی۔ مگر وہ دن تو خدا دکھائے وہ شبھہ گھڑی تو آئے۔

بہار۔ اللہ نے چاہا تو بہت جلد۔ اے حضور مجھہ ایسی باندیون سے وہ بات تو کرین نہین۔ کہان آپسی پری چاند کا ٹکڑا۔ کہا مین گھر گنجی اب سنئے کہ ایکروز زینت النسا اور پری بیگم نے تخلئے مین خورشید آرا بیگم کی نسبت باتین کین۔ صرف دلبہار رازدار تھی۔ خورشیدی کی حالت زار سے گھبرا کر کھٹکا تھا کہ کہین مرضِ عشق رنگ نہ لائے۔ کوئی نیا گل نہ کھلائے۔ کہین رازطشت ازبام نہ ہوجائے۔

اوسکے چچا اور گہر کے مرد جاناً دو - ناک پر مکہی نہین بیٹھنے دیتے تھے
گو یہ زیادہ تر جاگیرمین رہتے تھے مگر ڈر تو تہا کہ اگر کہل گیا تو بس
غضب ہی ہو جائیگا - ظاہر ہی کہ سب سے زیادہ فکر زینت النسا اور
پری بیگم کو تھی - بہنون مین انکو - اور ملازمونمین بہار کو -
جب خورشید آرا کے دل کی بیکلی دیکہی تو ان دونون نے
صلاح کی کہ خورشید آرا کو کبہی باغ - دریا - تالاب جنگل
صحرا بیابان کی ہوا کہلانے لیجائین - کچھہ تو دل بہلے گا -
چار دیواری مین بیٹھے بیٹھے اورجی گہبراتا ہی - سوچین کہ بڑی بیگم سے
صرف ہوا کہانیکا بہانہ کرو - اور تالاب یا باغ چلو -
زینت - سرکار سے یہہ بہانہ کرینگے کہ ذری ہوا کہانے
جاتے ہین - پہر مزے مزے چل کے تالاب کی سیر کرین گے -

پری - اور کیا انکو خبر ہونیکی -

زینت - نہین جی - کانون کان تو خبر ہو نہین -

پری - جس دن ذرا مینہہ برسے یا بدلی ہی ہو اوس دن چلین

زینت - دو گھڑی بہن کا دل تو بہلے -

پری - کھانا ساتھہ لیتے چلین گے -

بہار - یہہ مواحبشی آکے سرکار سے جڑ دیگا - یہہ بڈہا بڑا پاجی ہی

اور میرا تو بڑا جانی دشمن - مجکو پاتا ہی تو چہری نہین پاتا - چہری

پاتا ہے تو مجکو نہین پاتا -

مین نے ایکدفعہ چھت کی کہڑکی سے اسپر چاولون کی پیچ

پہینکدی تھی - جب سے بہت جلتا ہی -

پری - وہ موا کیا کرسکتا ہی - دو ایک روپے دیدین گے - چلو

بس چھٹی ہوی - روپیہ عجب چیز ہے -

زینت - مجھے خورشید آرا بیگم کی حالت دیکھکر ڈر معلوم ہوتا ہے
کہ کہین کچھ اور نہو جاوے - اللہ نکرے - چہرہ کیسا زرد ہوگیا ہے
منہ تو ہتی کا سا نکل آیا - کہانا آدہا رہ گیا - یہہ بہت ضبط کرتی ہین
تسپر یہہ حال ہے - نہین تو اللہ خیر کرے کیا جانے کیا دلپر گزرتی ہے
یہہ بیٹھے بٹھلائے کیا روگ لگا یا - ہاے ہاے جو یہہ کہین خبر مشہور
ہو تو بڑی بیگم زہر ہی کہا لین - یہہ بہو بیٹیون شریف زادیون کی
باتین نہین ہین -

پری - بہن بہلا تمہین بتاؤ کہ ابتک کونسی ایسی بات ہوئی جس سے
عصمت مین فرق آئے -

زینت النسا - نئی بات تو ہے -

اتفاق سے بڑی بیگم آگئین۔

زینت النسا۔ ایک عرض کرون مانیے گا۔

بیگم۔ کیا پہیلی بجھواتی ہو بیٹا۔

پری۔ یہہ کہدیتجے کہ مان لون گی۔

بیگم۔ اسے تو کچھہ معلوم بھی تو ہو۔

زینت۔ ہوا کھانے نہین گئے بہت دن سے۔

بیگم۔ توبہ پھر اسمین چوری کا ہے کی ہے۔

پری۔ ذری بہن کا دل بہلائین گے۔

بیگم۔ اچھا۔ مانا۔ کیا جانے اسکے دشمنون کو کیا روگ لگا ہے

ہان تمکو یہ اچھی سوجھی۔ اوس سے یہہ کہنا کہ بہن تیری مزاج

مین وحشت ہے۔ مجھسے پوچھنا۔ مین پہلے منظور نہ کرون گی پہر

اجازت دیدون گی۔

اس خاتون ضعیفہ کو یہہ خبر نہ تھی کہ باغ یا تالاب کی سیر کو لڑکیون کی طبیعت ٹھراتی ہے۔

آدمی زاد ہین دنیا کے حسین لیکن امیر
یار لوگون نے پریزاد بنا رکھا ہے

پریزاد تو پرانے وہمی جغرافئے کی بستی ہین کوئی عجیب الخلقت لوگ بستے ہونگے۔ ہمنے آنکھون نہین دیکھے۔ ہان کانون ضرور سُنے۔ اگر گوگرد احمر اور سیمرغ کے انڈون اور کیمیا

اور یاجوج ماجوج کیطرح پریزاد بھی مفقود ہین تو ہمارے آپکے کس کام کے۔ اور اگر ملکہ کلیوپیٹرا اور زیب النسا اور نورجہان بیگم اور پدماوتی کی سی نسترن بناگوش خاتونان زرین کمر سے مراد ہے تو ہمارا بھی صاد ہے اور اِس کا تو اللہ ہی جانے کہ جنت مین حورین ملین گی۔

اپنا قول تو یہ ہے

	نقدے کہ ہزار نسیہ بہتر باشد	

جنّت کی حورین سب بوڑہی ڈہڈہو۔ بھلا وہ ہمارے کس مصرف کی۔ کسی جنتی نے خوب کہا ہے۔

	کہین کیا کیون جنا نمین سے نکلے ہم کہبرای جاتے ہین مُسِن حورین جوان ہم اُنکے غمزے کسکو بہاتے ہین	

ہم جنت کی حورون سے درگذرے دورہی سے سلام۔

دنیا کی پریان ہم آغوش ہون تو لطف ہی۔جنت والیان زاہد

ناحق پرست کو مبارک۔یہان تو یہ وہن ہے ؎

وصل ہو جائے یہین حشر مین کیا رکھا ہے

آجکی بات کو کیون کل پہ اُٹھا رکھا ہے

پریان اصل پریان سچ مچ کی پریان یہ ہین جنکا ذکر زبان قلم سے

لاتے ہین۔قلم خود نوجوانون کے مزاج کی طرح بل کر رہا ہی۔

جب حر موسمی کے اشتعال اور طبیعت کے اضمحلال سے اس

زہرہ جبین مشتری خصال یعنے خورشید آرا بیگم کی طبیعت

درجۂ اعتدال سے متجاوز ہوئی۔

وردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

کا پورا چرچا کچھ گیا اور نوبت باینجا رسید کہ رنگ روز زرد ہوتا
چلا۔ نہ وہ شوخی نہ وہ چابکی نہ وہ رعنائی و برنائی۔ ہردم آہ سرد
لب پر۔ اگر کھل کے ٹھنڈی سانس لیتی تو دل کا بخار کچھ چھینٹ
جاتا مگر ضبط کرنے سے اندر ہی اندر دم گھٹتا تھا اور ترجمان دل
بنجاتا تھا۔

ایک روز شام کے چار بجے ابر سیاہ محیط آسمان ہوا شروع
برسات کا سمان پہلے ہلکی ہلکی پھوار پڑنے لگی۔ اسکے بعد رُم
جھم مینہ برسنے لگا۔ آج اتفاق سے خورشید آرا کے ہاں آن اونکا
جھرمت تھا۔ جوتھی بانکی سجیلی۔ نکیلی۔ رنگیلی۔ پوشاکین مختلف
نیلی پیلی دہانی آسمانی۔ فالسائی۔ زعفرانی۔ سب کم سن کھیل کود
کے دن۔ اس مینہ کے برسنے سے ہر شئے زندہ ہوگئی افسردہ دلو نکے

دل تک سب سے بڑھکرافسردہ دل اس بستی مین کون تہا -
خورشید آرا بیگم بیچاری خورشیدی - بہلا فراق محبوب مین کہین
دلکی کلی کہلی ہے -

اسکی بہن پیاری سے آکے کانمین ہنستے ہوے کچہ کہا -

خورشیدی - اری بہن ہٹو بھی - دل جلے کا دل کاہیکو
خواہی نخواہی جلاتی ہو -

پیاری - اللہ جانتا ہے جو جہوٹ ہو تو جو چور کی سزا وہ
ہماری سزا -

زینت - [نیچے سے تیزی کے ساتہہ آئی] اے بہن چلو
اماجان سے جاکے اجازت لین -

خورشیدی کو اب پورا پورا الیقین ہوگیا کہ معاملہ لیس ہے

مگر کچھ کہہ نہین سکتی تھی۔ دولہن بیگم ہاتھو نمین مہندی لگائے
بیٹھی اور بہار اوسکو آب خاصہ پلا رہی تھی۔ پکار کر کہا بہن
یہ گھس پُہس کیا باتین ہورہی ہین۔ بہتون نے اسکا جواب دیا
اور پیاری نے مُنڈیر کے پاس کھڑی ہوکر چھت ہی پر سے
بڑی بیگم سے کہا۔ آج جیٹھہ جیٹھہ برس بھر ہوتا ہے کہ ہم نے
دریا کی صورت نہین دیکھی۔ گلاب شاہ کے صندل کے دن
ہم کوکا کے ساتھ تالاب گئے تھے۔ مین نئی نئی وطن سے
آئی تھی۔ آج جی بہت گھبراتا ہے چاردواری مین بند رہنے
کے لئے تو ہم پیدا ہوے ہی ہین مگر برسوین چھٹے چھہ ماہے
ذری اگر ادہر اودہر جائین تو کیا ہرج ہے] زینت النسا بیگم
نے بھی اسکی تائید کی۔ بڑی بیگم نے کہا۔ نا بیٹا۔ پانی بوندین

بہلا تم چہوکریون بچونکو مین تالاب والا ب نہ بہیجنے کی۔ سائین کے سوکہیل۔ خدانکرے کوئی نیچ اونچ دور از حال ہو ہین تو جیتے مرہی جاؤن۔ [اسپر پیاری اور زینت دونون نے کہا [اللہ نہ کرے۔]

اور بیگم نے سلسلہ یون جاری کیا۔

[اور لوگ طعنے دین کہ مرنے کے دن آئے۔ اِس بُڑہیا نے اتنی دنیا دیکھی کیا اوس نے دہوپ مین چونڈا سفید کیا ہے۔ اندہیری رات پانی کا واسطہ۔ نا بیٹا۔ مین نہ جانے دینے کی]۔

[الغرض بڑی دقتون کے بعد بیگم راضی ہوئین کہ ہوا کہا کے جلد واپس آو۔

اب سنئے کہ بڑی بیگم نے خود خورشیدی کی بہنون سے کہا

تہا کہ تم اسکو لیجا کر بند گاڑی مین ہوا کہلوالاؤ۔ مگر خورشیدیؔ

ظاہر نکرو کہ مین نے تمسے یہ کہا ہے۔ پہلے مین انکار کرونگی

تم نہ ماننا۔

الغرض زنانی گاڑیون کو حکم ہوا اور بوڑہے حبشی بیراک

کو ساتہہ جانے کا حکم دیا گیا۔ دو سپاہی ہمراہ ہوے اور

دو خواصین ایک گاردن اور بہار۔ ان بیگم زادیون نے

چپکے سے ایک خواص کو انعام کی طمع سے اس بات پر

راضی کیا کہ میر کیڑا بیراک کو جو خورشید کے نانا کے وقت

کا تہا اور بیرنے کا مشہور اوستاد۔ اوسکو ساتہہ لیچلو۔

گاردن ہندو تھی اور بیراک۔ یہ ایک بڑے بیراک کی لڑکی تھی

اسکے باپ نے اسکو کا پنور مین پیرنا سکھایا تھا - یہ قافلہ روانہ

ہوا اور بیگم نے [اللہ کو سونپا] کہکر انکو رخصت کیا -

گاڑیان بڑی اور کشادہ تھین - گھوڑیان دلیر - جوان راتکو

ٹاپونکی آواز کوسون کی خبر لائے - کنوتیان بدلتی چلین -

کوچمین نے کبھی چابک ساتھہ ہی نہین رکھا ؎

تصویر لکھی اسکی مصور تو بڑی دھوم	سرعت قدم توسن تصویر کو لی جھوم
گھوڑا اپنے تعزیر جو چاہی کری مرقوم	ارگ آئین تصویر کا سب رنگ ہو معدوم

نقاش کا دل نقش پہ آمادہ ہی رہجائے
بس ہاتھ مین اوسکے ورق سادہ ہی رہجائے

کے مفہوم کا مصداق -

اب سنئے کہ یہ جوڑیان بعد مغرب میر عالم کے تالاب پر پہونچین

اور جھلملیان گرا دی گئین۔

ابھی تک ناظرین کو یہ نہین معلوم ہوا کہ یہ سب سامان کیون ہو رہا

ہے اور یہ تیاریان کاہے کی ہین۔

واضح ہو کہ زینت النسا اور پیاری بیگم اور دولھن بیگم ان تینون

نے مشورہ کیا تھا کہ جس روز مینہ برسے اوس روز خورشید آرا

کو اونکی بوڑھی مان کی چوری سے تالاب کی سیر کرانے جائین

تاکہ اونکا دل ذرا بہلے اور کلفت دور ہو۔ اس ورد کی یہ

ابھی ایک مسکّن دوا ہے۔ خورشیدی کی والدہ کو یہ نہین

معلوم تھا کہ یہان چھوکریون مین کیا ہنڈیا پک رہی ہے یہ

سب ابھی کم سن بالکل کل کی لڑکیان۔ مگر پوتڑونکی رئیس زادیان

وہ پیش بندی کی کہ اچھون اچھون سے نہو تی۔ پہلے تو اپنے

ایک چچلک کے نام سے ایک نواب نامدار کے اسٹیمر کا بندوبست
کیا۔ یہ انتظام پہلے ہی سے ہو چکا تھا کہ جس دن منہ برسے اوسدن
اسٹیمر لیا جاے اِنکے چچا جاگیر پر گئے تھے انکو اِس کارروائی
کی کیا خبر۔ اسکے علاوہ ایک پرانا خرانٹ پیراک ساتھ تھا کہ اگر
خدانخواستہ کوئی واردات ہو تو وہ مدد دے اور واردات
ہونے ہی کیون لگی تھی اتنا بڑا اسٹیمر سمندر تک مین تھوڑی
دور تک جاسکتا تھا میر عالم کے تالاب کی کون حقیقت ہی۔
مگر پھر بھی احتیاط شرط تھی۔ اِسکے علاوہ ایک پیراک گارڈن
بھی ساتھ تھی سپاہی بھی ہمراہ۔ گاڑیان بند۔ رات کا
وقت تالاب پر سناٹا۔ منہ تھم گیا تھا اور چاندنی خوب
نکھری ہوئی تھی۔ چاند تمام عالم کے معشوقون کو شرماتا تھا۔

لگرجہان غیرتِ ماہ غیرتِ بدر۔ نواب خورشیدی بیگم نے رخِ پُرنور
کی جھلک دکھائی بس شرما کے جلباب ابر مین منہ چھپا لیتا تھا
اور ظاہر ہے کہ آفتاب کے مقابل مین چاند کیا مال ہے۔
جب یہ سواری منزلِ مقصود کو پہونچی تو اسٹیمر قریب لایا گیا
پردہ ہوا۔ کوچبین۔ سائیس۔ سپاہی۔ پیراک۔ ہمراہی دور
کھڑے ہوئے اور اُن مہوشان قوس ابرو نے اسٹیمر کو غیرت
پرستان بنایا۔
پری بیگم۔ اصل پری بنی ہوئی کشیدہ قامت تنی ہوئی۔
سینے کے اُبھار پر جانِ عاشق نثار طرۂ طرار مشکبار۔ ادائین
ایسی دلربا کہ سنورنے سے زیادہ بگڑنے مین لطف۔

دل جُدا جان جُدا مال جُدا لیتی ہین	اپنے سب کام بگڑ کے وہ بنا لیتے ہین

دولہن بیگم۔ نوخیز و نوخاستہ۔ بالکل کم سِن۔ کان حسن۔ جان حسن۔ مگر الڑہ۔ ابھی گڑیون سے کھیلنے کے دن تھے ؎

خدا اترابتِ نادان ورازسن تو کرے
ستم کیے تو بھی قابل خدا وہ اُن تو کرے

زینت۔ دیکھی نہ سُنی ہر ادا مین سو سو انداز اور ہر انداز مین سو سو ادا۔ ہر بُنِ مو مین ساتھہ ہی اُسکے شوخی حیا اور شوخی مین چولی دامن کا ساتھہ۔ لنگوٹئے یارون کی طرح ہاتھہ مین ہاتھہ ؎

شرمائی ہوئی چتونون پر اُسکی نہ جانا
شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلوے حیا مین

اسکے ہاتھون پاؤن مین مہندی کا جھمپا تا ہوا رنگ بہت رچتا تھا

رُپہلے سُنہلے کامو بافت ہر دم منہ پر پڑا رہتا تھا۔ اس سے ان کو
بہت شوق تھا۔ اور نقاب سے ؎
چاہے مرد ہو چاہے نہو۔ افضل۔

نقاب اُس بت کے چہرے پر پڑی ہے
قیامت آڑ مین جسکی کھڑی ہے

خورشیدی۔ پرستان کی پریون کو شرمانے والی
اور زبان حال سے کہتی تھی ؎

عالم فریبیان جو ہین ہین حجاب مین
معلوم فتح باب کشو د نقاب مین

حورون کو ادا سکہانے والی۔ اندر کے اکھاڑے کی پریان
اسکی باج گذار۔ شیرین و لیلی دمن و عذرا اسیر سو جان سے

نثار۔ نازنینی ادا آفرینی اسکی دو لونڈیون کا نام تھا اسکی رفتار
ناز کا نام محشر خرام تھا۔
زندے مردہ مردے زندہ ہو چلے حشر برپا کر چلی رفتار ناز
سیم بر سیم غبغب عالم فریبی اسکے بائین ہاتھ کا کرتب
بدن چھریرا۔ دُہرا نہ تھا۔ مگر کر نزاکت سے دُہری ہوئی جاتی
تھی۔ زلف سیاہ و قیر آگین شاہ حبش سے خراج پاتی تھی
چہرہ مہر آسا والی ختن و تاتار تھا سراپا رشک سراپاے خوبان
فرخار تھا باغین گلگشت کے لئے آئی تو سبزۂ خوابیدہ کا
بخت خفتہ بیدار ہو جائے۔ جہان جاتی تھی شوخی حیا ہمراہ
رکاب۔ بقول امیر ؎

شمیم گل ہین ہم بھی تم اگر باد بہاری ہو

جدہر چلتے ہو چلتے ہین جہان ٹہیرو ٹہرتے ہین

مگر با این ہمہ حسن و جمال - با این ہمہ زیبائی و رعنائی - با این ہمہ جادو طرازی و معجز پردازی - دل اُداس - نہ سیر چشمہ سار خوش آتی تھی - نہ پہولونکی بو باس - تالاب کے ارد گرد جو پہولے ہوے گملے رکھے تھے اور اِدہر اُدہر کے باغون سے جو بوے خوش آتی تھی اور دماغ جان کو طبلۂ عطّار بناتی تھی وہ سبکو خوش آتی تھی مست کر جاتی تھی مگر اس افسردہ دل کو ذرا نہین بہاتی تھی - ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا کے جہونکے روحکی کلی کو کھلاتے تھے - غنچے چٹک کے پہول بنجاتے تھے - مگر اِسکے دل کی کلی کچہ ایسی مرجہائی ہوئی تھی کہ نہ کہلی نہ کہلی -

پری بیگم نے کہا اے بہن کچھ سر سے کھیلو۔ منہ سے بولو
یہاں آن کے بھی وہی بت بنی بیٹھی ہو۔ واہ یہ بھی کوئی
بات ہے ع۔

آدمی ہو بُت نہ بنجاؤ خدا کیواسطے

دیکھو تو کیسی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ خورشیدی
نے یہ سُنکر ایک آہ سرد بھری اور بعد حسرت انشاء اللہ خان
کے اِس شعر کو ترجمانِ دل کیا ؎

نہ چھیڑ اے نکہت بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

یہ کہکر دل بھر آیا اور آپ ہی آپ گنگنانے لگی۔

چین آتا نہیں دم بھر کسی پہلو مجکو

اتنی تکلیف تو اے درد نہ دے تو مجکو

زینت النسا نے کہا ہان بس یہ مانا۔ یہان دو گھڑی ہنسنے بولنے دل بہلانے آئے ہین کہ دشمنون کی جانکو روئے۔

اتنے مین دلبہار نے جو واقف راز تھی کہا اے ذرا چُپ تو رہئے دیکھئے سامنے سے وہ بوٹ کیسا آتا ہے وہ اُتّر کیطرف سے۔ پردہ گوشہ ہو جائے۔

زینت۔ ہان سچ تو ہے وہ کیا آرہا ہے۔

پری۔ دیکھون ہمین تو بوٹ دوٹ موا کچہ بھی نہین سوجھتا۔

دوطھن۔ اے باجی اندہیر کرتی ہو۔ یہ بھی کوئی موئی سوئی ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ دن کو اونٹ اُجیار ری رات

کو آسمان اور اندھیری رات کو تارے نہین سوجھتے -

خورشید - اے وہ کیا آرہا ہی -

پری - اے تم بھی انہین سب کی طرح سے دوانی ہوگئی ہو - بوٹ بھی کوئی ناخن برابر چیز ہوتی ہی کہ اس چاندنی رات مین نہ سوجھے - یا مین کوئی اندھی ہون -

خورشید - اندھے تمہارے دشمن - مگر باتین تو اندھی پن ہی کی کر رہی ہو - وہ پاس آن پہونچا -

پری - ہان اور اُسمین تمہارے نواب بھی ہین - تمکو ڈھونڈھنے نکلے ہین -

۱

دوطن - کیا کوئی تعجب کی بات ہی -

پری - چلو بس جھوٹی باتین نہ بناؤ بہت -

استنے مین بوٹ پاس آیا اور زینت النسا بیگم نے کہا۔

پری بیگم اب بتاؤ کون اندہا ہے۔ ہم کہ تم۔ اب بوٹ یہ ہین تو کیا بلبلہ ہے سب ادہر اُدہر دیکھنے لگین۔

زینت۔ یا اللہ یہ کس کا بوٹ ہی۔

پری۔ ایک ہی آدمی معلوم ہوتا ہی۔

دولہن۔ بہلا شکر ہے کہ بوٹ تو دکھائی دیا۔

زینت۔ اور اب دور کی کوڑی لائین کہ اِس بوٹ مین ایک ہی آدمی ہی۔

بہار۔ سچ کہتی ہین حضور سچ مچ ایک ہی ہی۔

زینت۔ ہان ایک ہی ہی پہٹّیل۔

پری بیگم نے خورشیدی بیگم کو طعنہ دیا تہا کہ ہان ہان

بوٹ آتا ہی۔ تمہاری نواب گہورنے نکلے ہین] لو وہی بات ہوئی۔

زینت النسا۔ نے ورا چہرۂ انور سے نقاب زرین اوٹھائی

اور اپنی چاند سی صورت دکہائی مگر نامحرم کو دیکھکر پہر نقاب

سے مُنہ ڈہانپ لیا۔ بوٹ سے آواز آئی۔

اُٹھا پردہ تو شرم حائل ہوئی
نہ پتلی سے پتلی مقابل ہوئی

خورشید۔ ارے یہ کون ہے بھئی۔

زینت۔ جیسے ہی مین نے نقاب اُلٹی ویسے ہی چار آنکھین

ہوئین اور چھوٹا کتا ہے نہ پتلی سے پتلی مقابل ہوئی۔

دولہن۔ [ڈرکر] چلو بہن یہان سے چلین۔ کیا جانین

کون ہے کہین مردون مین کوئی سن لے تو لینے کے دینے پڑین

زینت۔ اے بہن۔ کیا شہر شملہ ہے۔ یہ بھی کوئی دل لگی ہے۔

میر محبوب علی خان بہادر کا راج ہے۔ شیر کی عملداری۔

جنگل مین اندھیری رات کو سونا اُچھالتے جاؤ تو ڈر نہین۔

شیر بکری ایک گھاٹ پر پانی پیئین۔ یہ ایک مرد ھنگا سا کیا

کر سکتا ہے۔ اِسکی ہستی ہی کیا ہے۔ چہ پدّی وچہ پدّی کا شوربا

اتنے مین اُس بوٹ سے اک گلدستہ اسٹیمر پر آیا۔ ابتو

یہ سب کی سب گھبرائین۔

زینت۔ یا اللہ رحم کر۔

پری۔ ارے مانجھی ذرا ڈانٹ کے پوچھہ تو کہ آپ کون ہین۔

مانجھی۔ اجی آپ کون ہین۔ تقصیر یہان پردہ ہے۔

بوٹ سے آواز آئی س۔

وہ بیکس ہون نہین ہی کوئی میری غمگسار ونمین
فقط اک دل ہی سو وہ بھی تمہاری جان نثار ونمین

خورشیدی بیگم کا غنچۂ دل کھلگیا - کیا جانے کیا مِل گیا - پھرے پر جو زردی مفارقت سے چھاگئی تھی وہ رعنائی سی مُبدل ہوئی - بہار نے خوش ہوکر کہا نواب پری بیگم کا کہنا فالِ نیک نکلا - یہ سُنتے ہی سب کی سب سمجھہ گئین کہ نواب مخمور یہی ہین - سوائے بہار کے اور کسی کو اُن سے ملنے یا بات کرنے کا موقع نہین ملا تھا پھر آواز آئی ؎

جگر روتا ہی دلکو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے
یہ اُسکے سوگوار ونمین وہ اُسکے سوگوار ونمین

اب تو خورشیدی سے بھی نہ رہا گیا۔

دونون طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی

رہا کیونکر جاتا انھون نے گاتے ہوے کہا۔

ادہر دل لوٹتا ہے اُسطرف بجلی تڑپتی ہے
اٹھی خیر ہو بحث آپڑی دو بیقرار ونمین

بس یہ سُننا تہا کہ نواب کے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگے۔ ہای دو بیقرارون کے لفظ نے جان ڈالدی ادہر دل لوٹ رہا ہے اُدہر بجلی تڑپ رہی ہے۔ دونون بیقرارون مین لڑائی پڑی ہے دیکھین پالا کس کے ہاتھہ رہتا ہے۔ دونون برابر سرے کے بیقرار۔

نواب صاحب نے تلنگی زبان مین مانجھی سے کہا اسٹیمر روک خورشیدی نے زور سے مانجھی کو ڈانٹ بتائی۔ خبردار

چلا چل ۔

نواب نے پھر تلنگی مین کہا۔ مانجھی تو جو تنخواہ پاتا ہے اُسکی

وس ناگنی ابھی اسی دم نقد دونگا۔ روک لے ۔

بہار تلنگی زبان کا ترجمہ مغلی یعنے اُردو زبان مین بتاتی

جاتی تھی ۔

زینت النسا نے بہار سے کہا اری تو چپکے سے تلنگی زبان

مین مانجھی سے کہدے کہ روک لے مگر آہستہ سی کہنا۔ اِسنے

کہا [نِوا اڑا انیلا بیٹ لو] یہ سنتے ہی اسٹیمر مین ایک قہقہہ پڑا

اور سب مارے ہنسی کے لوٹ گئے مانجھی نے اسٹیمر کو روکا

اور بہار نے اپنی بیگم کے حکم سے ڈانٹ کے مانجھی سے کہا

[ایرا انیڈ کو نیلا بیٹنا ڈو۔ جیپتی انیکی انو] یعنے حکم نہین مانتا ۔

کشتی کیون روکی۔

اتنے مین نواب صاحب وہم سے کشتی کے اندر موجود۔

کوئی کوئی یون گھر مین ترے وہم سے نہو گا
جو کام ہوا ہے وہ رستم سے نہو گا

خورشید بیگم کے سوا اور سب نے آنچل سے منہ ڈہانپ لیا۔ بہار تو نوکر تھی وہ پردہ کیا کرتی۔

خورشید۔ اے کون نامحرم یہان دہنس آیا۔ یا کوتوال کا نام نہین سنا۔ ابھی اُتر جا اپنی ٹٹی ڈونگی مین۔

نواب۔ سرکار ہم فقیر لوگ ہین ع

چیزے بدہ درویش را چیزی مگو درویش را

خورشید۔ آخاہ آپ فقیر ہین۔ فقیر ہو تو جا کے تکیے مین بیٹھو

مسافرون کو چلمین پلاؤ۔ اکےّ دُکے کی خیر مناو۔ اور اگر کامل درویش ہو خدارسیدہ تو ہم جوان جہوکریون مین کیا کام ہے۔ فقیر بنے ہین سے اب بوریا بدہنا اوٹہائیے۔

نواب۔ اے تو حضور خفا کیون ہوتی ہین۔ فقیر کی صورت سوال ہے۔

خورشیدی۔ بہر وہی ٹہنڈی گرمیان دکہانے لگے بڑی مطلبی آدمی ہو۔ فقیر یہ سوفی کی گھڑی لگاتے ہین۔ یہ شیروانی پہنتے ہین دو ہزار کی۔ یہ عطر حنا دس روپیہ تولے والا ملتے ہین۔

نواب۔ اے تو سرکار مین کچہ طالبِ زر نہین۔ طالبِ زر گر نہین۔ غلام کا سوال تو کچہ اور ہی ہے۔

خورشید۔ وہ کیا حقّے کا پانی؟

اسپر سب کی سب ہنس پڑین۔

پری۔ کوئی دیوانہ سا معلوم ہوتا ہے۔

زینت۔ اسے سپاہیون کو بلاؤ۔

نواب۔ سپاہیونکو کیون بلوائے۔

مشکین زلفون سے مشکین کسواؤ کالے ناگون سے ہمکو

ڈسواؤ۔ عاشق کی سزا تو یہ ہے۔

خورشید [انگوٹھا دکھاکر] اسے لو اب رنگ لائی گلہری

آپ اس اُجڑی صورت پر کسی کے عاشق بھی ہوے ہین اچّھا!

مُنہ بنوا جا کے مُردوے سے بس اب تشریف کا ٹوکرا اُٹھائیے

لو پہونچا دیتے ہی ہاتھ پکڑ لیا۔

نواب۔ اگر ہمسے دو دو باتین نہ کین تو ہم اس گھڑی تالاب
مین ڈوب مرینگے۔ دو ہاتھی پانی ڈباؤ ہے۔
خورشید۔ دو ہاتھی ڈباؤ۔ ارے نادان۔ بے غیرتونکو
دس ہاتھ بہی کم ہے۔ غیرت دار کے لئے ایک چلو کافی ہے۔
نواب۔ فقیر ایک بوسے کا طالب ہے۔ سو وہ بھی زکاۃِ حسن
خورشید۔ معاف کیجئے۔ ہم ایسے لچے فقیرون کو زکاۃ نہین
دیتے۔ لے اب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے۔
زینت۔ اے انکی وہ ڈونگی کہان رہگئی۔
نواب۔ یہ آواز یہ پیاری آواز کس ناہید نغمہ کی ہے۔
اے حضور سرکار ہی ہماری سفارش کرین۔
زینت۔ ہمین غرض مطلب۔ ہم کیون کسی کی سفارش

کرنے لگے۔

نواب۔ آپ کو ہم فقیر دعا دینگے۔

زینت۔ رہنے دیجئے۔ اپنی دعا رہنے دیجئے۔

پری۔ ارے کوئی سپاہیون کو تو بلاؤ۔ آواز دو جلدی آئین

نواب۔ بلوائیے بلوائیے حضور بلائین نا۔ ہم بھی کہین گے

لمصنفہ

کیون ستاتا ہی فقیرونکو پڑا رہنے دے
اے شہ حسن کے دربان ترا کیا لیتے ہین

غرضکہ اسی طرح ایک گھنٹہ رمز و کنایہ کی باتین رہین اسکے

بعد نواب نے کہا آپ کو ہم فیاض اور شاہ حسن سمجھکر آئے

تھے مگر آپ بخیل نکلین۔ دو بوسون پر دو گھنٹے تک تکرار

سے میرا دل مجھے واپس دیجیئے۔ ہم کوئی اور گاہک پیدا کرینگے ٥

	بوسہ دیتے نہین پہر دینے سی حاصل مجکو	
	پہیر دو پہیر دو ایجان مرا دل مجکو	

بڑی منت و سماجت کے بعد اِس پری رو عنبر مو نے ذرا علحدہ بیٹھکر نواب قمر رکاب سے کچہ دیر باتین کین ہا۔ یہ راز و نیاز کی باتین بڑے خوش نصیبون کو نصیب ہوتی ہین۔ یہ عشق و حسن کی لڑائی مریض کے ساتھہ عیسٰے کا کام کرتی ہے۔ جیسے مار گزیدہ کے لئے تریاق تشنہ لب کے لئے آبِ شیرین۔ تھکے ماندے مسافر کے لئے خواب نوشین۔ رشت۔ ذری جیچ پیچ سنبہالو سائین۔

پیاری - تمہاری پیاری کہن گلاب فالودہ بیچتی ہونگی واہ

واہ - بڑے فقیر بن کے آئے ہین - اچھی شاہ جی ہین -

گلاب فالودے کے گرماگرم فقرے پر سب لوٹ ہوگئین -

شاہ جی کے جواب مین نواب نے کہا اچھا صاحب ہم بھی

شاہ جی سہی ؎

ایک بوسہ ہمنے مانگا راہِ مولا واہ جی
پہٹے منہ سے یہ نہ نکلا لیتے جاؤ شاہ جی

اسپر بھی قہقہہ پڑا - آخر کار جلسہ برخاست - دانہ نہ گھاس -

نواب - بادلِ سرو اپنی ڈونگی مین اور یہ سب گاڑیون

پر روانہ باشدراستے مین باہم باتین ہونے لگین -

پری - اے ہے جو کہین گھر کے مردسُن لین تو بوٹیان

چھیلون کو دو نکو دین -

عشرت - [کانپ کر] اللہ نکرے - جہان کی ہین وہین پہونچا دین

پری - یہ معلوم کیونکر انکو ہوگا -

دو وطن - دو گھڑی اچھی دل لگی رہی -

خورشید ی بیگم نے پوچھا ملاح کو کیا دے گئے - بہار (؟) نے تلنگی مین پوچھا - اور کہا سرکار ایک اشرفی دیگئے - گاڑیان روک کر اپنے ہمراہی نوکرون کو انعام دیا اور تاکید کردی کہ خبردار کسی کو کانون کان خبر نہو - اونہون نے قسم کھائی کہ اگر ذرا زبان سے نکلے تو قتل کا حکم دیجئے -

گاڑیان تہوڑی دیر کے بعد ڈیوڑہی پر پہونچین - اب دل لگی دیکھئے - پہاٹک نہین کھلتا - جل جلالہ - آرے

پھاٹک کھولو۔ پہرے والا کہان ہے۔ ارے کوئی ہے؟

[جواب ندارد وکمند سے ہوا۔

[پھاٹک کو دہم دہماکر] ارے پھاٹک کھولو]

چوکیدار نے کہا [تقصیر حکم میرے کو نہین ہی (کیا؟ کس کا

حکم نہین ہے)

[ہو۔ بیگم صاحب کا حکم نہین ہے] اب ان سب کی یہ کیفیت

کہ ع۔

	کاٹو تو لہو نہین بدن مین	
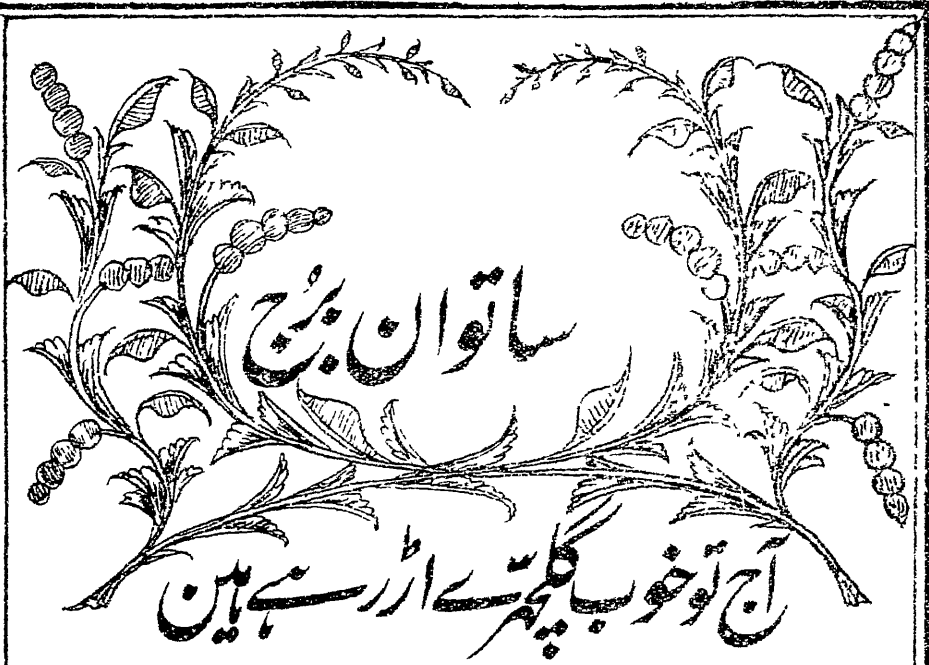
صبحِ دولت میدمد کو جام ہمچون آفتاب	فرصتے زین بہ کجا باشد بدہ جامِ شراب

خانہ از اغیار و مطرب یار و ساقی نکتہ گو۔
موسمِ عیش است و دورِ ساغر و عہدِ شباب

آج نواب نوشہ مخمور کا مکان دار السرور بنا ہوا ہے۔ اسٹیم پر تن تنہا اپنی معشوقہ جمیلہ کے جمالِ مبین سے آنکھین سینکنا

اور کھل کھل کر باتیں کرنا یہ باتیں بڑے خوش نصیبوں کو نصیب
ہوتی ہیں۔ اور زینت النسا ایسی بانکی جاو نگاہ سے دونوں کا
ہنسنا بولنا دیکھا کرتے ہیں۔ عاشق معشوق میں کیا باتیں ہوئیں
اسکا حال خدا ہی جانے مگر چہرے کی بشاشت اس بات پر
دال تھی کہ دونوں خوش ہیں سوز و گداز کی باتوں میں دونوں
کو فتحیابی ہوئی۔

نواب مخمور نے منت مانی تھی کہ اگر خورشید سے ملنے کی کوئی
عمدہ سبیل نکلے گی تو حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی
محبوب سبحانی قدس سرہ الشریف کی گیارہویں کرونگا۔
شب کو تالاب سے واپس آتے ہی فرخ مرزا کو لپٹ گئے اور
کہا لو مرزا فتح۔ مرزا نے کہا مبارک مبارک۔ مگر بتائیے تو

یہان وحشت ہو رہی ہے - مرزا نے مختصر طور پر حال سُنکر
کہا حضور غلام کی تو راے ہے کہ گیارہوین کل ہی ہو -
طائفون کا بندوبست فدوی کے تعلق فرمائیے فرش اور
روشنی کا انتظام داروغہ فراش خانہ کرین اور کھانے کا
انتظام حضوری خاص پر برُہان صاحب نعمت جنگ کی زیر
نگرانی ہو -

نواب صاحب نے منظور کیا اور اوسی وقت سے بندوبست
کے لئے ہرکارے دوڑائے گئے -

نواب - ارے میان یہ مسخرہ کبڑا کہان ہے -

مرزا - پڑے ہونگے کہین افیم کی پینک مین -

اتنے مین ایک آواز آئی ؎ ایسی تیسی شما من ور پینک افیم -

سمرشما۔ این فرخ مرزا را از من لاگ ڈانٹ است۔

نواب۔ ارے یہہ کہان سے سُن رہا تہا کفن پہاڑ کے نکل پڑا۔

فرخ۔ معلوم ہوتا ہے قبر شق ہوگئی اور یہ رسیان توڑا کے بھاگا۔ ابے وہان افیم کہان سے لایا تہا۔

گبرلے۔ اجی منکر نکیر دونون سے یارانہ کرلیا تہا۔ بس وہ صبحکو افیون لاکے گہول کے پلا دیتے تھے اور شام کو چنڈو کے چھینٹے اُڑاتا تہا۔ فرخ مرزا کی بڑی پکار ہے۔ کل گیا رہوین و کہلکے پرسون مرے مرے تمہارا جنازہ لیجا ئینگے

مرزا۔ ترا ہی نکلے تو سہی۔

گبرلے۔ ابے ہم مرنے کے لئے پیدا ہی نہین ہوی ہین

ہمتو اسلئے پیدا ہوے ہین کہ تم ایسے مُردون کی کھیلین لاد
کے لیجا ئین۔
اتنے مین خواص جو پردے کے پاس سے سُن رہی تھی آدُ
اور جھکتی ہوئی بولی کہ اے یہ کیا واہیات باتین کر رہے ہو
یہ موا مسخرا ایک تو دوانہ سری سودائی سے ہی۔
یہ مرزاجی کو کیا ہوا مُردون کا یہان کیا ذکر ہے۔آج ہنسنے بولنے
کا دن ہو۔ گانا بجانا ہو مُردے اور قبر اور یہ اور وہ رٹ
لگا دی۔ سُنتے سُنتے نہ رہا گیا مسخرے نے اپنے کانون پر
اپنے ہاتھون سے تھپڑ لگاے اور کہا سچ کہتی ہو۔ بی خواص
مگر ذرا پردے کے باہر آکر جھگڑا دکھا جاؤ۔
خواص نواب کی منہ چڑھی۔ آگ ہی تو ہو گئی۔ کہا تو مجہ سے

بہت مسخراپن نہ کیا کر۔ مونڈی کاٹا۔

مسخرے صاحب نے پھر اپنے گالون پر ایک دو ہتڑ لگایا اسپر خواص جھلا کر باہر نکل آئی اور مسخرے کے منہ پر اس زور سے تھپڑ لگائے کہ ایک منہ کے دو منہ ہو گئے۔ کہا اپنے ہاتھون سے کیا رسان رسان لگاتا تھا۔ تھپڑ کھانے کا مزا ہے تو یون کہا۔

مسخرہ۔ دہائی ہے سرکار کی۔ اللہ جانتا ہے تمام چہرے بہر مین سوزش اور جھنجھناہٹ ہے۔ اُف۔ معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے منون مرچین پیس کے لگا دین۔

مرزا۔ ابے پاگل ہر ان گورے گورے ہاتھون کی مار نصیب کہان کیسی بجلی کی طرح چمکتی ہوئی آئی۔

خواص [آرمین سے] اخاہ! مرزا صاحب بھی چپ کرنے لگے اسے پتری کی کے صدقے - بیزبانون کو بھی ہمارے لئے زبان آئی -

مرزا صاحب نے بھی پیٹ سے پاؤن نکالے -

فرخ مرزا - بہت جھیپے -

نواب صاحب مسکرائے مسخرا اسوقت فرخ مرزا کو بہت چھیڑتا مگر لیبڑ تڑ اتڑا ایسے پڑے تھے کہ جھلایا ہوا تھا -

اب ناظرین متحیر ہونگے کہ یا الٰہی یہ تالاب مین نواب کہان سے کود پڑے -

واضح ہو کہ نواب صاحب کی خواص نے یہ سب جوڑ توڑ لگایا تھا دل بہار سے گٹھ گئی تھی اور نواب سے اوسکو

برابر روپیے دو پیٹے مٹھائی میوہ دلواتی جاتی تھی اور بہار رتّی رتّی حال کہدیتی تھی - دل بہار نے خواص کو چپکے سے کہلا بھیجا کہ آج سواریان تالاب کو جاتی ہین چپ چپاتے نواب کو بہیجدو - اپنے ڈونگے پر آئین مگر اکیلے - بالکل تنہا چنانچہ ویسا ہی ہوا - خیر شبکو نواب صاحب نے ارام کیا صبح اوٹھتے ہی منہ دہو کر اصلاح بنوائی منہ ہاتہہ دہویا حمام کیا - وضو کر کے نماز پڑہی - وظیفہ پڑہا - لباس بدلا - آج روز سے ذرا قیمتی جوڑا اپنا عسہ ، تولہ والا عطر موتیا ملا جسکی خوشبو سے ڈیوڑہی بہر مہک گئی - دیوان خاص مین تشریف لائے سلام ہوا -

نواب - فرخ مرزا کہو بہئی انتظام لیس ہے -

مرزا۔ خداوند سب سرکار کے اقبال سے لیس ہے۔ سرکار یہ عطر ہے یا ہیجان باہ کی دوا۔ ایک پھاہا فدوی کو بھی عطا ہو۔

نواب۔ کوئی ہے۔ توشک خانے سے چھ ماشہ موتیے اور چھ ماشہ حنا مرزا صاحب کو لا کر دو۔

خدمتگار۔ بہت خوب۔

نواب۔ بہت خوب نہین۔ ابھی لاؤ۔ سو کام چھوڑ کر لاؤ اور میرے سامنے دو۔ تم لوگ انعام کی طمع سے ٹال دیتے ہو۔ آج دونگا اور کل دونگا۔ کنجی نور علی کے پاس ہے اور صندوق کی کنجیون کا گچھا جمال صاحب لے گئے ہین۔ ابھی لاؤ۔

خدمتگار نے وہ شیشہ نمین لاکر فرخ مرزا کو دیا وہ سات بار آداب بجا لائے -

نواب - بھئی سچ کہنا یہ کسکے ملوگے اور کہان پر ملوگے -

مسخرہ [یعنے وہی کُبڑا] غلام عرض کرے خداوند - یہ اپنی والدہ کے سینہ پر ملین گے - اونسے انکو بڑی محبت ہی وہی پی پی کے تو اتنے سنڈے ہوے --

نواب صاحب کا تو مارے ہنسی کے بُرا حال تھا - خدمتگار چوبدار بھی علحدہ ہٹکر لوٹنے لگے -

فیض - اسی وقت چاء لائی تھی - چاء رکھکر ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے اور فرخ مرزا فورا مسخرے کو مارنے دوڑے - وہ جا یہ جا - خیر یہ دل لگی ہو چکی تو سب نے

ملکر جار پی۔ اور نواب صاحب کے دو دلی دوست شیودت لال

اور فتح گر آئے۔ دونون گشائین۔ دونون روپئے والے

دونون مذاق کے آدمی۔ دونون رنگین طبع۔ دونون فیاض

دونون سچّے دوست۔ نواب صاحب کو اطلاع ہوئی فوراً

برامدے تک آئے۔ خوش آمدی۔ خوش آمدی۔ خوش آمدی کہ

دونون سے لپٹ گئے۔

نواب۔ لے اب گاڑی تو رخصت کیجئے۔ اب آپ

کل تک جانے نہ پائیگا۔

شیودت۔ اہا ہا۔ اور جاتا کون بھکوا ہے۔

فتح۔ رسوئیا کو برتن لیکر بلا آئے ہین تین بھولی آتے ہین

آدمی آتے ہین جانا کیسا۔

نواب۔ وہ ہندو کنچنیان تلنگنین آپکی رسوئی سے کھائین گی
اور مسلمان طایفون کا یہان بندوبست ہو جائیگا۔
شیو وت۔ ہان بھئی ہمین وہ پہولون والا بنگلہ وہماری
ساتھ ہماری معشوق بہی ہین۔
نواب۔ [مسکرا کر] اے تو انکے لئے جگہ کی کون کمی ہے
یون تو ہمارے دل مین اونکی جگہہ ہے۔ وہ ہمارے سونیکے
کمرے مین کیون نہین رہین۔
شیو وت۔ ہان ہان! ہرج کیا ہے۔ تمہاری بہن ہی ہین۔
فتح گر۔ اور شیو وت گر چچا زاد بھائی تھے۔ برس سوا برس
کی چھوٹائی بڑائی۔ بے تکلف بھائی۔ نواب کے جانی دوست
فتح گر کو نواب صاحب دل لگی مین شکست گر کہتے ہین۔

آب بہورے نواب اور رہنسارام وکیل آئے اور نوابصاحب سے ملے۔ دونون گسائیون سے ملے۔

بہورے۔ بہئی طائفہ کون کون سے۔

شیو۔ انکو آتے کے ساتھہ ہی طائفے کی ہی پڑی۔ طائفے سب اونچے اونچے ہین۔ دیکہنے سے بہوک پیاس بند ہوجائے۔

بہورے۔ آخر نام بھی توسُنین۔

شیو۔ جب ناچنے آئینگی دیکہہ لینا۔

مسخرہ۔ معلوم ہوتا ہے کنچنیون کے داروغہ حضور ہی ہین اچھا اپنی جہو کر لیو نکو کہانتک چہپائیگا۔

	کبتک چہپے گی کیری پتّونکی آڑ مین	

آخر ٹکے کو بکنے لگے کی بزار ہین

کھرے مسخرے کے کہنے کا صحبت بھر مین کوئی نہین مانتا تھا
اِس فقرے اور بے تکے مگر با مطلب شعر پر زور سے
قہقہہ پڑا اور شیو دت گر خود بھی ہنس دئے۔
اب دونون گسائین اپنے کھانے اور رسوئی وغیرہ کے
انتظام کے لئے گئے منسا رام وکیل کھانا گھر سے
کھا آئے تھے۔ جب کھانے پر فاتحہ دے چکے تو نواب صاحب
معہ احباب و مصاحبین ۔
بھورے ۔ بھئی نواب واللہ تمہارا باورچی اُستاد آدمی ہے
مرزا ۔ سرکار حقیقت یہ ہے شبدیگ بے مثل پکی ہے۔
خواجہ ۔[جاگیردار] یہ بڑا مشہور خاص پز ہے ۔ کباب تو دیکھئے

واہ واہ واہ ۔

مسخرہ ۔ بس اس سے بڑھ کر اور کیا تعریف ہو گی کہ اس خاص پسند کے دونون ہاتھ اور کان کاٹ لے ۔

خاص پسند ۔ اور تمہاری ناک نہ کاٹ لے ۔

مسخرہ ۔ آمین ! یہ نکٹی کا کہان سے بول اُٹھا ۔

خاص پسند ۔ ادب کے ساتھ دور کھڑا سُنتا تھا کہ دیکھیں آپ نمک کی نسبت لوگ کیا کہتے ہین ۔

بھورے نواب نے اپنے دوست سے کہا بھئی اپنا باورچی ایک دن کے لئے کل تو نہین پرسون ہمکو دو ۔ ہمنے ایسی شب دیگ نہین کھائی تھی ۔

خاص پسند نے قریب آکر کہا تعریف شب دیگ کی بھی سنے

تقصیر کہ شلجم اور کباب اور گوشت ایک طرح کے ہون۔ معروضہ
یہ ہے تقصیر کہ ہمارے مُلک مین شلجم کی چیز ان لوگان کم کہاتے
ہین میرے شب دیگ پکانا لکھنو کے ایک خاص پز نے سکہائی
تھی۔ اس سے بھی اچھّی پکتی۔ باورچی خانہ مین میرے کو پکانیکا
جی نہین چاہا اور باورچی دیکھہ کے ترکیب نہ سیکھہ لین وہ
خالی خولی سالنان جانتے ہین جو ماما پکا لیتی ہے کُو یلو مین
جہان پکانا ہوا دہوان بہت آتی ہے۔ اِن کھانون کو بہت سیا
وولتان ہونا۔ ایک تِلّہ چاولان کو گھی ہونا دو سو چالی کا جس
رئیس سے ایسا بولو وہ کہے نکو۔ اسی باسبب کُو یلو مین شب دیگ
پکائی کہ کوئی باورچی مار کے سیکھ نجاسے۔ بند کر کے پکایا ہون

اب سب بیٹھے منہ دیکھتے رہے

خاصہ تناول فرما کر بلبین دانی سے ہاتھہ دہوئے ۔

بیڑے چکنّے پان کے مزیدار
حقّے پیئے مشکبو دہوان دہار

نوبجے محفلِ رقص و سرود آراستہ ہوئی ۔

دل اپنا بتون کا ہوا چاہتا ہی	پرستان یہ کعبہ ہوا چاہتا ہی
دل اپنا بنے گا گھراک شوخ بت کا	یہ کعبہ کلیسا ہوا چاہتا ہے
مریجان جاتی ہو اک مہ لقا پر	خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہی
وہ دل جسکو پالا تہا ناز و نسے ظالم	شہید اک ادا پر ہوا چاہتا ہی

گواہی یہ دیتا ہو دل اپنا عاشق
کہ عشق مسلّم ہوا چاہتا ہے

محفل رقص و سرود کا ذکر خیر زبان قلم آیا اور ع ۔

خامہ بل کرنے لگا مثل مزاج نوجوان

یا خدا وہ کون روکھے پھیکے لوگ ہین جنکو یہ صحبتین پسند نہین -
وہ پیدا ہی کیون ہوئے تھے - زندگی بیکار - اون سے کہو مسجدون
خانقاہون مین جاکے آدمیون سے دور بیٹھین - یا کسی پہاڑ کی
چوٹی یا کسی پہاڑ کی کہوہ مین رام رام کرین - دنیا اور دنیا دار نہین
اونکا کیا کام ہے - مانا کہ کثرت ہر شئے کی بُری مگر ہم کب کہتے ہین
کہ کثرت کرو - لیکن کبھی کبھار جلسہ دیکھنا بھی تفریح طبع کے لئے
ضروری ہے - حکماے فرزانہ تک کا قول ہے -

آپ نواب صاحب کے جلسہ طرب انگیز کا حال سنئے آج اس امیر
روشن گہر فرزانہ فریدون فر کا مکان رشک عیدگاہ بنا ہوا ہے
احاطۂ باغمین ایک شالی شامیانہ کئی چوب تنا ہوا ہے -

شامیانۂ عشرت کا شانہ۔ اور امیر گردون سریر صاحب خانہ۔
نازک مزاج طبیعت شاہانہ۔ خوش لباس وضع مردانہ۔ علم موسیقی
اوستاد زمانہ۔ فن سخن مین یکتا و یگانہ۔ اہل آبرو سے یارانہ
شمع علم و فضل کا پروانہ۔ بوئے عنبر بار زلف قیر آگین کا دیوانہ
مگر فسق و فجور سے بیگانہ۔ صاحب دیوان و فسانہ۔ وقت پر
تسبیح زہد ہزار دانہ ہمیشہ محفل سے دور گالی و پیمانہ۔ دل صفا
منزل صوفیانِ صافی کا کاشانہ۔ شام کو رقص و چنگ و چغانہ۔
سے ستے زبان صرف استغفر اللہ۔ لب پر طامات شیخان گمراہ

از قول زاہد کردیم توبہ
وز فعل عابد استغفر اللہ

فرش مکلف بیش بہا گلکاری کئے ہوئے ایرانی غالیچے۔

قیمتی رنگ برنگ قالیچے۔ امرائے نامدار کے لئے کتنی کاشانی مخمل کے مسند تکئے گاؤ تکئے بھاری کارچوبی جیا کام جھولی بیاد کی سونے کا لگاؤ نہ نام۔ رات رشک لیلۃ القدر۔ غیرت لیلۃ القدر روشنی کا پورا انتظام۔ شک ہوتا تھا کہ یہ محفل ہے یا شب عروسی کا اہتمام۔ شامیانے کی چوبوں میں پھولوں کے گجرے۔ بیلے چنبیلی کے ہار مخمل بندھن وارکے لٹکا ہے تھے۔ کہیں موتیے کی بہار۔ کہیں ناگیسر کے پھول خوشبو دار۔ پیچوان گڑگڑی حقے قطار در قطار۔ لکھنو کا دوسرا ابنا کو مشکبار۔ مگر صحبت رنگین مزاج احباب کی۔ دم میں نمد الشیخ وشباب کی جب مہمانان ذیشان جمع ہوئے طائفے بلوائے گئے۔

سب سے پہلے ایک قتالۂ عالم پری جہم برق دم۔ بانئے ستم

ہجوم غمزہ قاطع تیغ رنج و الم۔ نگاہ کی نوک تیر و خانہ زاد رشک خوبان کشمیر و تاشاد ہے

یہ ناز یہ نگاہ یہ چہل بل یہ شوخیان
تم اُس سے بھی سوا ہو قیامت سے کم نہین

محفل نمونۂ شہر خموشان۔ نظر اوس جادو نگاہ کی طرف اور لب پر آہ و فغان ہے

مرادین مان رہا ہون قضا کے آنیکی
بُری گھڑی تھی دلِ مبتلا کے آنیکی

پندرہ برس کا سِن۔ مرادون کے دن۔ آتشِ حسن بھڑک رہی تھی بوٹی بوٹی پھڑک رہی تھی۔ جدھر دیکھا کٹا وُ کر دیا۔ صف کی صف کا ستھراو کر دیا ہے

بسمل تڑپ رہی ہین نکلتا نہین ہی دم
اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا

پانون ہین ہندی۔ٹکسال کے کامل فن سناروں کی دستکاری کے چھلّے۔خالص چاندی۔چاندی کے کڑے اور چھڑے آلی اوسے

کڑے کو کڑے سے بجاتی چلی
عجب ناز سے اچپلاتی چلی

اٹھلاتی ہوئی۔کمر ہزار جگہہ سے بل کھاتی ہوئی۔

وہ بن سنور کے ادھر آئے ہین جفا کیلئے
مرے ہین آج دلِ دردآشنا کے لئے

گھٹنا چُست مخمل زرد کاشانی۔ازار بند لاہوری دہائی۔کرتی اطلس کی

گلابی محرمِ آبی سینہ صافی دریاے حسن شباب۔ تو ادھر اُدھر
کا اُبھار۔ دو حباب۔ ہاے مار ڈالا۔

کیسی محرمِ آبِ رواں وہ یا دائی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

بلا کی بیباک۔ پری سے زیادہ چالاک۔ مگر بیباکی سے ساتھ
حیا پرور۔ چالاکی کے ساتھ پاک نظر۔ ہاں الھڑپن کے سبب
سے وہ شوخ اور بے پردہ ضرور تھی لیکن ایک بات کا بڑا
خیال تھا کہ نارپستان کو جس مرد کی پہلے نظر پڑتی اور اتنے
دو پہلوانوں سے نگاہ پہلے کشتی لڑتی ہے اس طرح چھپاتی
تھی اور دوپٹے کے آنچل کی گلک لاتی تھی جیسے کوئی گھر گرہست
اس نوخیز نادان سے کوئی اتنا تو پوچھتا کہ بھلا گلزار شباب کی

یہ بہار اور سینے کا یہ ابھار کہیں چھپائے سے چھپتا ہو ۵

	کیون رُک نہ سکی اُمنگ دل کی
	پستان بنکر شباب نکلا

آنکھیں شرمیلی رسیلی [رسیلی بتیون والیون نے جادو ڈالا]
گردن فوارۂ نور جمال مبین۔ ۶ ۔

	دیکھے تو غش کرے اَرنی گو مُوا ج طور

زلف چلیپا مار سیاہ۔ وہ زہریلی ناگن جس کے کاٹے کا
منتر ہی نہیں ۔
گوری گوری گردن کے پاس کالی چوٹی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ کوہسار کشمیر پر قبلہ رخ سے جھوم کر کالی گھٹا چھائی ہے چوٹی
میں خوشبودار پھولون کے ہار لپٹے ہوے تھے ۔

چوٹی ہین اپنی پھول جو رکھے ہین یار نے
دکھلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف

کل سراپا کی تعریف شاید کچھ ہو سکے۔ مگر کمر کی تعریف محال ہے۔ کمر مصنوعی نہین جیسے خاتونان فرنگ بناتی ہین۔ قدرتی پتلی کمر۔ اپنے آپ بل پر بل کھاتی ہوئی۔

افسانے مین خالی ہی جگہہ چھوڑ دی ہمنے
مضمون یہ باندہا تری نازک کمری کا

توڑے بھرنا اور بھاؤ بتانا۔ اور گانا اور بتانا ابھی بالاے طاق۔ محفل مین آتے ہی رنگ جم گیا۔ در و دیوار تک کو والہ و شیدا بنایا۔ انسان کی کون کہے۔

جسوقت ناچنے کھڑی ہوئی بس اوسوقت کا حال قلمبند کرتے ہوئے

م

تمام عالم کے شعراکو کہنا پڑتا ۔

یارب مرے خامہ کوزبان دے
منقار ہزار داستان دے

اور گلا تو وہ نور کا پایا تہا کہ اوسکی خوش گلوئی کی قسم کہانی چاہئے گو اسکے بعد اور بھی خوشرو اور خوش گلو آئین مگر اسکے پاسنگ کو بھی نہ پہونچین ۔

اگرچہ شیخ نے ڈاڑہی بڑہائی سن کی سی
مگر وہ بات کہان مولوی مدن کی سی

کئی مردانے اور زنانے طائفے تھے صبح تک ناچ ہوتا رہا ۔ اور پھر ناشتا کرکے دس بجے سے پھر دن ۱۲ بجے تک رہی بعد ازان جلسہ برخاست ۔ ۲ بجے کے قریب نوابصاحب نے

آرام کیا اور آرام کرنے کے قبل خواص کو بلا کر کہا آج جاکے وہان کی

خبر تو لاو۔

خورشیدی بیگم سے کہنا اپنی تصویر گھوڑے کی سواری کی کل

ضرور کھینچون گا۔

۵ بجے نواب صاحب کی آنکھ کھلی۔منہ دہو کر مع رفقا چار پی

کہ اتنے مین خواص آئی۔

فرخ مرزا نے کہا حضور شکر پی وہ خرامان خرامان آرہی ہین۔

[اس خواص کا نام کچھ اور تھا مگر نواب صاحب نے شکر پی نام

رکھا تھا] نواب نے دیکھتے ہی فرط طرب سے کہا ؎

مرحبا ای پیک مشتاقان بدہ پیغام دوست

تا کنم جان از سر رغبت فدای نام دوست

مگر خواص قریب آئی تو عیش دور ہو گیا - دیکھا تو چہرہ اُترا ہوا -
گالون پر وہ سُرخی نہین - وہ چال نہین - یہ جوان خواص تیز
چلتی تھی - جیسے کڑی کمان کا تیر - مگر اب جونکی طرح رینگتی ہے آنکر
کھڑی ہو گئی اور دہیمی آواز سے کہا [ہو آئی سرکار] نواب
اِن سب باتون سے تاڑ گئے کہ کچھہ دال مین کالا کالا ضرور ہے
یہ تو سو قدم سے ڈنکا بجاتی آتی ہے کہ سرکار سے انعام لونگی
خوشخبری لائی ہون اور آج بیمار کی طرح بولتی ہے - علحدہ لیجا کر
اوسنے کہا - اے سرکار آج تو نئی بات ہوئی - وہان تو کوئی
ہے ہی نہین - پھاٹک بند - پہرے والے کئی قفل پڑا ہوا -
ڈولی مین سے جھانک کے دیکھا تو اصطبل مین گھوڑے نہین
آدمی نہ آدم زاد - دروازے بند - پھاٹک بند - بہوئیون کو

بہیجا تو پہرے والے نے کہا وہ سب تو کل ہی چلے گئے تھے۔
سنتے ہی نواب کے ہوش اوڑ گئے سخت افسوس کیا مصاحب
سب خاموش۔ تہوڑی دیر مین ایک کارپرداز جو جاگیر سو اُسی روز
آیا تہا اور مصاحب اور محرم راز بھی تہا اسکو کہا [صوبہ دار یار
تم جاکے مفصل خبر لاو] اپنا پابوکسو اکر وہ فوراً گیا وہان سے
آکے کہا [خداوند وہان کا پہرے والا ایک پوربہیا [پوربیا]
میرا پہچانت ہے۔ میرے سنگات اورنگ آباد تک گیا تہا
وہ بولتا ہے کہ ہوا کہا نے صاحبزادیان لوگ گئے تھے۔ اُسکی
صبح کو بڑی امّان ناراض ہوے اور پوتیان کو لیکر کہین کو
چلے گئے۔ میرے کو معلوم نہین کہان گئے کہ۔
نواب کا رنگ فق ہوگیا۔ گاڑی تیار کراکے اور فتح گڑکے

ہاں گئے اور رُخ مرزا سے کہا کہ بہو رسے نواب کو لیکر
وہیں آؤ ۔

ہای اس عشق مین رونا بھی نہ آسان نکلا
جسکو ہم قطرہ سمجھتے تھے وہ طوفان نکلا

یا اللہ مین نچھون جلی اس دنیا مین پیدا کیون ہوئی تھی - اور پیدا ہوئی تھی تو پیدا ہوتے ہی مر کیون نہ گئی - ہاے اجل بھی نہین آتی ایڑیان رگڑ رگڑ کر زندگی کے دن بسر کرنے سے تو آنکھین موند لینا ہی اچھا ہے نہین کلنک سے آشوب چشم کے وقت بیزار ہو کر کسی پریشان حال نے خوب کہا تھا کہ اللہ آنکھہ ہوے پیر جای

سچ ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ مین موت کی میزبانی کے لئے
دل وجان سے تیار ہون جسطرح میرے دلکے کاشانے مین غم
اور رنج ناخوانده مہمان بن بیٹھے ہین اسیطرح اگر موت آجاے
تو اوسکی مین تہ دل سے عزت کرون کہ وہ خوانده مہمان ہوگی مین
نہین جانتی تھی کہ یہ روز بد خدا مجھے دکھاے گا۔

ہاے وہ تالاب کا جانا اور دو گھڑی ہنسی مذاق کرنا میری جان کا
گاہک ہوگیا۔ اور وہ جان کا گاہک بھی تو نہین ہوا۔ ہاے سب سے
زیادہ رونا تو یہی ہے کہ جان کا گاہک بھی نہین۔ یہ ہوتا تو پھر رونا
کیا تھا تسلی ہے تو یہ کہ مین خوب جانتی ہون کہ دم جلد نکلے گا۔
کیونکہ مین خوگر راحت تھی جانتی ہی نہ تھی کہ بیقراری و اشکباری
کسے کہتے ہین۔ دیده گریان اور سینہ بریان کتابون مین

پڑھا کرتی تھی عشق کے صدمون کا حال فقط واسوختون کے ذریعہ سے سنتی تھی ۔

نہ تھے ہم پیش ازین آگاہ حالِ عشقبازی سے
نہ تہا معلوم دل آتا ہی پہلے یا قضا پہلے

مگر اب تو پڑھا پڑھایا اور سنا سنایا سب آگے آیا ۔ واسوخت خود میرا دل بنا ہوا ہے ۔ اشکِ خونی کلیجے کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کے ساتھ لاتے ہین ۔ بیقراری کا پہاڑ ایک دم سے مجھپر پھٹ پڑا ۔ سینہ بریان کا حال سوزش دل سے کوئی پوچھے ۔ معلوم ہوتا ہی بھٹیان سلگی ہوئی ہین ۔

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تہا
کہ جسکے عوض یون رلایا مجھے

یا خدا مین کیا کرون زہر کھا لون پھانسی دیکے مرجاؤن کنوین مین کود پڑون تو مشکل چٹکیون مین آسان ہو جاے مگر اللہ کو حشر کے روز کیا منہ دکھاؤنگی۔

ہتو نکی ہجر مین ہم جانِ زار کھو بیٹھے
عجب امانتِ پروردگار کھو بیٹھے

یہ جان خداے تعالیٰ کی امانت ہی۔جان آفرین کے حکم سے جان جاے تو انسان گویا جی جائے۔ازسرِنو زندگی پائے اور زہر کھاکے مرجانا اور خودکشی کرنا مرنے کے بعد اللہ کا عتاب اپنے اوپر نازل کرنا ہے۔خودکُشی کرنے والی عورت کا حشر نیک بی بیون کے ساتھ نہوگا۔بس اسکے یہ معنی کہ موت سے بدتر زندگی کے دن بسر کرون اور دل ہی دل مین جلون ہای

میں کیا کروں۔

ناظرین۔ یہ نالۂ دلخراش جس سے پتھر کا کلیجا بھی موم ہوجاے کیسا ہی سنگدل کیوں نہو زار زار رونے لگے یہ نالہ کس کا ہے صاف ظاہر ہے کہ خورشید ی بیچاری پر خدانخواستہ کوئی بڑی مصیبت پڑی ہے۔ خدانخواستہ کا لفظ بے اختیار زبان قلم سے نکل گیا۔ خدانخواستہ کیسا مصیبت سی مصیبت اس بیچاری پر پڑی ہے بس انتہاے مصیبت یہ ہے کہ قضا کو ڈھونڈھ رہی ہی اجل کو دعوت دے رہی ہے کہ میرے گھر مین آکے مہمان ہو۔ اور یہ اوپر کے دل سے نہین سچے دل سے۔ واقعی جو کوہ غم اسپر ٹوٹ پڑا تھا اور جو مصیبت کی بجلی اسکے خرمن صبر پر گر پڑی تھی اور اسکی کشت جمعیت پر جو ژالہ باری ہوئی تھی اوسکا کوئی

ساری خدائی مین متحمل نہین ہو سکتا تہا۔ کیسا ہی سخت جگر کیون نہوتا اس تبرنا گہانی سے چہد جاتا۔ اسکے مہمان کون تھے۔ دیدۂ غمناک گریبان چاک۔ نومیدی خانہ خراب۔ دل بیتاب۔

اب بتائیے یہ قیامت کی حالت کبتک رہ سکتی ہے۔ ذراسی چہوکری بہلا یہ بار غم کیونکر سہ سکتی ہی۔ بقول مخفی ؎

عمر شد صرف جنون نیست از محمل نشان
چند سرگردان درین وادی سراغ دل کنم

یہ شہزادیان نوابزادیان بیگم زادیان رئیس زادیان امیرزادیان راحت کی خوگر بہلا رنج و حرمان کیا جانین اور جب یکایک وادی الم مین جہان وسنی ہاتھی ڈباؤ ہو پڑ جائین اور سوار پا بزنجیر ہوا ور ریندے ہوا سے اُچہل رہے ہون اور تلاطم آب سے سفینے پر سفینے غرقاب

ہوتے ہین تو یہ خس کس قطار شمار مین ہے کشتی شکستہ۔ مانجھی اناڑی۔ بادِ مخالف کی گرمی بازار بخت برگشتہ کی سرد مہری۔ ساحل دور۔ رات تیرہ درونون کے دل اور بے ایمانون کی قبر کی طرح تاریک اور ہائل۔ اس مجدہار سے خدا ہی بچاے تو بچے ورنہ بیڑا پار ہونا خدا کا نام ہے۔

ناظرین آپ کو کیا معلوم ہے کہ خورشیدی بیگم پر کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے ذرا دل کو خوب مضبوط کر لیجئے۔

نالۂ بلبلِ شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

اب سرے سے حال سنئے۔ اسٹیمر کی چہل پہل خورشیدی اور اوسکی ہمجولیونکی چہل پہل خزانِ غم والم کی شکست فوج بہار کی فتح اور

عمل - ابر عیش سے کشت مراد جل تھل عقدہ ما لا ینحل عل جنفنگان تالاب مین لوٹ اور ڈونگی کی روانی اور دہما چوکڑی کی ہلچل - پانی صافی کو شوان کے دل کی طرح صاف اور رزل ہنسی خوشی گہر آئی راستے مین خورشیدی اور اوسکی ہمجولیون مین دو دو چونچین ہوتی جاتی تہین کسی کے فرشتے خان کو خبر بھی نہ تھی کہ اب کیا ہونیوالا ہی - گہر پہونچے تو پہاٹک بند - پہرے والا دروازہ نہین کہولتا - آدمی کنجیان نہین دیتے - یہانتک معلوم ہو گیا کہ بیگم صاحب نہایت ہی ناراض ہین بہت ہی خفا اور حکم دے دیا ہے کہ خبردار پہاٹک نہ کہولنا - اونکا جہان سینگ سماسے وہان جائین - میرے نزدیک وہ مرگئین اور اونکے نزدیک مین مرگئی یہ خبرین سُنکر سب کی سب کانپ اوٹہین - ع -

کالوٹو تو لہو نہین بدن مین

بید کی طرح تھرّانے لگین - اب جائین تو کہان جائین - رات کا
وقت - بیگم کا غصّہ - شتر کینہ - حکم نادری - قضا چاہے ٹلجاے
مگر اِن کا حکم نہ ٹلے - کیا مجال کہ کوئی آدمی اندر سے باہر تک
عدول حکمی کر سکے -

خورشیدی - اب کیا کرین بہن -

زینت - بڑا غضب ہو گیا - اب یہ بات دور دور تک پہونچیگی
یہ سب انکی بدمزاجی کا باعث ہے - تمکو جو کچھ بُرا بھلا کہنا تھا اندر
چار دیواری مین بُلا کے کہو - موتی کی طرح آبرو تو نہ اوتارو -
اندر سے باہر تک ذلیل کر ڈالا کہ لڑکیان آئی ہین ادہر باہر
بیوارثون کی طرح پڑی ہین - اِس مین اِنکی بڑی عزت

پڑہیا بانو بی - واہ -

پھپھی - میرا تو کہو خون خشک ہو گیا آپا - اوہ ! کیا جانے

کیا ہوگا - یا اللہ میں تو کہین کی نہ رہی - جو یہ آئی ٹل جاے تو

رتجگا کرون - دل کانپ رہا ہو -

بہار - یہ بات کیا ہے - دیر ہو گئی اس سے خفا ہو گئیں مگر

ذرسی دیر ہونے مین اتنی خفگی - کچہ ٹھکانا ہو -

زینت - ایسا غصّہ آتا ہے کہ جی چاہتا ہے اپنی بوٹیان تو

نوچ لون اور تو کسی پر بس نہین ہے - اپنے اوپر تو ہے -

دولہن - بڑی بری ہوئی - مین بھی گیہون کے ساتہ گھن

کی طرح پسونگی - پہر جو ہو -

زینت - تجکو کون پوچہے گا چھوکری - ساری مصیبت تو ہمپر

پڑے گی۔ تو تو چھوکری بنکر چھوٹ جائیگی۔

پری۔ اور نہیں تو کیا۔ مرے پر تو ہم ہی ہونگے۔ انکو کون پوچھیگا

یہ اور اولٹا آپا اور باجی کو دھروا دیگی۔ ان سے تو کوئی بال بیکا

کر ہی نہیں سکتا۔

زینت۔ مین جب سے یہی سوچ رہی ہون کہ اب کیا کرین۔

پری۔ کچھ کرتے دھرتے بن نہیں بڑی آپا۔

خورشیدی۔ آؤ سب کی سب مل کے ایکا ایکی اندر

پہٹ پڑین۔

دولہن۔ اور پہاٹک بندی جو ہے۔

خورشید۔ کسی کے پاس کنجیوں کا گچھا ہوتا تو ہاتھ ڈال کر

کھول لیتے۔

بہار۔ لونڈی کے پاس ہے۔

یہ کہکر دلہبار بچّہ لیکر گاڑی سے اوتری۔ پہاٹک ویسا نہ تہا کہ بند کرلیا تو ادہر کا آدمی ادہر اور ادہر کا آدمی اُدہر نہ جا سکے بانس کا پہاٹک تہا۔ بڑا مضبوط۔

بہار نے ہاتہہ ڈالکر کنجی لگائی۔ ایک بار فیل ہوئی۔ کنجی چہوٹی تھی پہرنا کام ہوئی۔ تیسری بار کہٹ سے قفل کُہل گیا۔ اور بہار نے خوش خوش کہا لیجئے سرکار فتح ہے۔ کوچوانون سائیسون سپاہیون کو ہٹا کر سب اُترین اور سپاہی کو دور سے چلا کر کہا پہرے والے ہٹ جانا سواریان آتی ہین۔ پہرے والا کانپ اوٹہا۔ کہا ای ہاہجور ہمارے آدہ سیر آٹے کی پہکر رسہے۔ ہمکو بیگم صاحب چہڑا دینگی۔ ہمتو مرے۔ بس اب بہار نے ڈانٹ کے کہا ہٹ منّو ی کا

سامنے سے دور رہو] یہ پوربیا آدمی جھلّا گیا۔ مگر قہر درویش برجان درویش

اب بہار کی دانائی دیکھیئے گا گارڈن کو سکھایا کہ دروازہ وہیں سم دھا

اوسنے دروازہ پر ہاتھ مارا۔ اندر سے گارون نے جو پہرے پر تھی

کہا [کون] بہار نے گارون کو سکھایا۔ کہدے منجھلی بیگم کی ڈیوڑھی

سے حصّہ آیا ہے۔ اندر والی گارون نے دروازہ کھول دیا اور

یہ سب کی سب بھڑ بھڑا کے گھس گئین۔ گارون نے دانتون کے

تلے اونگلی دبا کر کہا [یہ آپ نے کیا غضب کیا۔ اچھا اب چپکے سے

اوپر چلی جائیے] خورشیدی بیگم نے گارون کو اشارے سے

چھت پر بلایا۔

گارون۔ سرکار کچھ نہ پوچھئے۔ بڑی سرکار آج بڑے غصے مین

ہین کھانا بھی نہین کھایا۔ بہت روئین۔ گھڑی گھڑی ہم لوگون کو

باہر بھیجتی تھین کہ دیکھو سواریان آئین۔کھٹ ہوا اور یہ چونکین۔گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ کی آواز آئی اور سمجھین کہ آپ سب آگئین۔بارے آخر جھنجھلا کر حکم دیدیا کہ پھاٹک ہرگز نہ کھولنا۔جہان سینگ سمائے وہان جائین۔خبردار نہ کھولنا۔ہرگز نہ کھولنا ورنہ ایسی سزا دونگی کہ روتے نہ بنے گی۔یہ آپ چلی کیونکر آئین دروازہ کیونکر کھلا۔

زینت۔تو خفا کاہیکو ہین۔قصور ہمارا کیا ہی۔

گاردن۔کہین کی عورت آئی تھی۔اوس نے کیا جانے کا ہین کیا پھونک دیا۔بس اللہ دے اور بندہ لے۔آگ بھبوکا ہو گئین رو ئین پیٹین۔

خورشیدی۔اس عورت کا پتا تو بتاو۔جلد بتاؤ۔

کاردن - گوری سی ہے - کچھ یون ہی سے چیچک کے داغ ہین او نہڑ ہے - لانبا قد ہی -

خورشید - مین سمجھ گئی !! - اب مین کہین کی نہ رہی - بس اب زندگی تلخ ہو گئی -

راوی - خورشید نے گاردن سے اور باتین بھی کھود کھود کے پوچھین اور زینت النسا سے کہا بہن وا ؤہیر چل گیا - سارا کھیل مٹیا میل ہو گیا - کہین کی نہ رہی -

پری - اس سے تو تالاب نہ گئے ہوتے تو اچھے رہتے -

زینت - لے اب جو ہوا وہ ہوا اور جو ہونا ہو گا وہ ہو گا - بات پیش آنے کی جو ہو گی وہ پیش آوے گی مگر ہم ابھی سمجھے نہین کہ وہ عورت کون تھی بھس مین چنگی ڈال جما لو الگ کھڑی -

خورشیدی بیگم نے صاف صاف بیان کر دیا کہ یہ سب
آگ لگائی ہوئی نواب کے رقیب کی ہے جو مجھپر جان دیتا ہے
اور مین نواب کے مقابل مین اوسکو جوتی کی نوک پر مارتی ہون
یہ اسی کمبخت کی کارستانی ہے - معلوم ہوتا ہے ڈیوڑھی کے
کسی آدمی کو اوس نے ملا لیا ہے اور روپیہ کے لالچ سے یہا لگا
کچا چٹھا جان کے کہدیا کرتا ہے - غضب ہو گیا - مین بے موت
مری - زینت - پری - دولھن - بہار - سب کو معلوم تہا کہ وہ کون
رئیس زادہ ہے جو خورشیدی پر مرتا ہے اور خورشیدی
اوسکے نام پر تین حرف بہیجتی ہے اور وہ نواب نوشہ کا جانی
دشمن ہے اوسی کے ہان سے یہ عورت آئی تھی - کیا جانے
کیا کیا کہہ گئی اور دیر تو ہو ہی گئی تھی بڑہیا کا ماتھا ٹھنکا کہ ذرا ذرا سی

لڑکیان اور یہ و یدہ دلیل - یہ کوئی نئی بات نہ تھی - بڑی بوڑہی عورتین تو ایسی باتون پر ٹوکا ہی چاہین - شریفون کی بہو بیٹیان ہندوستانکی لڑکیان بہلا میمون اور مسون اور برمہہ سماج لیڈیونکی طرح آزاد کب ہو سکتی ہین -

گاردن - دیکھیے اللہ کو ایک دن مُنہ دکہانا ہے سرکار - آپ نے بڑی زیادتی کی اور ان ضعیفہ کو اس بُڑہاپے مین بڑا صدمہ پہونچایا -

خورشید - کیا جانے اِن لوگون کے کیسے خیالات ہین - یہ سب کو بد ہی سمجھتی ہین ذرا ذرا سی بات پر اعتراض - اُٹہتے جوتی بیٹھتے لات واہ واہ یہہ بھی کوئی بات ہے کوئی پوچھے بُرائی کیا ہوئی - یا ہم تم جانتے ہین یا ہمارا اللہ -

پری۔ دو گھڑی ہنسنے کی تو قسم نہین کہاتے مگر اسمین بدی کیا ہی۔

زینت۔ ہوئی بُری۔ ہماری کسی کی خبر نہین۔

خورشید۔ یہان جو کبھی بدی بھولے سے پاس بھی پہٹکتی ہو۔ ہمارا دل تو صاف ہے۔ آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔

پری۔ بڑی سرکار بڑی شکّی ہین۔

گاردن سرکار قصور معاف۔ آپکی جانب سے بھی بڑی زیادتی ہوئی۔

زینت۔ پھر وہی مرغے کی ایک ہی ٹانگ کہے جاتی ہو۔ اپنے میان سے باتین کرنا کوئی گناہ ہے۔ پھر مین سامنے پری بیگم اور دولہن اور بہار۔

گاردن۔اے توجب میاں ہوں گی۔

زینت۔میاں کے سر پر کیا دو سینگیں ہوتی ہیں بیشک ہمارا دل آئینہ ہے۔

گاردن۔سرکار اس بات میں حجت نہیں چل سکتی ہے جس بھلے مانس کی کم سن عورتیں اتنی رات کو باہر رہیں گی اور تالاب کی سیر کرینگی وہ بگڑ جائے گا اور آگ ہو جائے گا۔مگر میں جانتی ہوں بڑے سرکار سے اس موئی عورت رانڈ نے کچہ بڑہکر لگائی ہے نہیں تو رونے کی نہیں ہے اب خاصہ نکلوائیے۔

خورشیدی۔اور سبکو کھلوا دو۔ہمکو بہوک نہیں ہے۔

پری۔بہوک پیاس سب جاتی رہی۔اب تو زہر کھانے کا وقت ہے۔

گاردن۔اے اللہ نکرے۔واہ یہ کیا باتیں منہ سے نکالتی ہو

فالِ بد کبھی نہ کہنا چاہیئے -

زینت - سچ کہتے ہین بلیون تو خون خشک ہو گیا اب کھانا کون

کھائے اور کھایا کس سے جائے گا - تڑکے دیکھیئے کیا ہوتا ہے -

اُف چار آنکھین کیونکر ہونگی -

پری - چار آنکھین کیون نہونگی - کیا مال مارا ہے یا چوری کی ہو -

گارون اپنے پہرے پر گئی اور بڑی ماما کو جگا کر کہا کھانا گرم کرکے

چُپکے سے خاصہ صاحبزادیون کو کھلا دو - ماما خوش ہو گئی کہ خیر گو

دیر مین آئین مگر آئین تو - جلدی سے اوٹھکر کھانا گرم کیا اور خاصہ

اور دو چھوکریون کو دیگچیان اور خوان لیکر اوپر گئی - ہاتھ دُھلایا -

زبردستی دسترخوان پر بٹھایا - بھلا کھانا اوسوقت کیا کھایا جاتا -

توبہ توبہ وہان سے

	ہین غم کہاتا ہون درد و رنج مہرجان کہاتی ہین	
	سبھی ایسے ہی ہوتے ہین کہ کہاتی ہین کہلاتی ہین	

مگر بہزار خرابی نوش جان تو کیا۔ مچھلی پکّی تھی۔ پڑاسٹھے تھے۔ آلو کا سالن امبارٹے کی بہاجی خشکا اور مرغ کا قورمہ۔ چٹنی۔ اچار۔ مربا جس سے جس قدر کہایا گیا تہوڑا بہت کہایا اور ہاتہہ دہو کر گلوریان کہائین نیند کہان مگر جب رات بہیگی تو ذرا پلک لگی ع۔

	مثل سچ ہے کہ جو سکے نیند کے سولی پر آتی ہین	

بڑی سرکار نے خورشیدی کو بُلایا اور خورشیدی سے ملین بھی نہین اور حکم دے دیا کہ یہ کارروائی ہونی چاہیئے۔ اسکے بعد زینت النسا کو حکم ہوا کہ تنس پر اپنی سسرال جائین بڑی بیگم اور دولہن بیگم کو بریک گاڑی مین رخصت کیا مگر سلام کا موقع ایک

ایک کو بھی نہ دیا۔

زینت النسا اور بری بیگم اور دولہن بیگم ادہر اُدہر خورشیدی اور دلبہار کو ڈہونڈہتی پہریں مگر ندارد۔

الغرض زینت النسا الگ گئیں۔ بری بیگم اور دولہن بیگم علیحدہ روانہ ہوئیں اور خورشیدی اور بہار ایک زنانی گاڑی پر علیحدہ بھیجی گئیں۔ اور سب کا حال تو معلوم تہا کہ کون کہان گئی مگر یہ ابھی تک ظاہر نہ ہوا کہ خورشیدی کا کیا حشر ہوا۔

آب سنئے کہ بڑی بیگم کو رتّی رتّی حال معلوم ہو گیا تہا۔ یہانتک کہ نواب نوشہ مخمور کی ڈونگی تک کا حال سُنا مگر اسٹیمر پر اونکا آنا اور خورشیدی سے دو بدو گفتگو کرنا اور زینت النساء کے دوگال ہنسنا بولنا اس کا علم نہ تہا نہیں تو یہ بدمزاج عورت زہر کی پڑیا ہی پلا دیتی۔ لڑکے

انکو معلوم ہوا کہ لڑکیان کہین سے گُس بیٹہہ کے اندر آہی گیئن۔
زینت النسا اوران دونون بہنون پری اور دولہن کو اونکے
اونکے ٹہکانے بہیجدیا اور خورشیدی کو مع دلہار جوڑی گاڑی
مین سوار کرایا گہر کا ایک سوار اور ایک سپاہی ہمراہ کیا۔
اور ایک مشعلچی دو خواصون دو گاردلون اور ایک پہرے والے
کو ساتہہ کیا اور روانہ باشد۔
خورشیدی سے ملین بہی نہین بہن بہن نہ مل سکین اور جدائی ہوگئی

غنیمت جان لو مل بیٹہنے کو
جدائی کی گہڑی سر پر کہڑی ہو

ہاے کیا تفرقہ ہوگیا۔ ایک کو ایک کی خبر نہین۔ ایک دوسرے
کو ڈہونڈہ رہی ہے۔

فرقتیں اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے
دل بھاگ ڈھونڈتا ہے ہم دل کو ڈھونڈھتے ہیں

خورشیدی - مصیبت کی ماری ستم رسیدہ آفت زدہ صید محن بہار کو ساتھ لئے ہوئے گاڑی پر چلی جارہی ہے - عابد کمپنی کی دوکان کے پاس پہونچی - بہار نے کہا عابد کی دوکان ہو -

آگے بڑھی کہا لال باغ میں ہیں - یہ رزیڈنسی ہے - یہ انگریزی تھانا ہے - راگھورام کا باغ - افضل گنج کا پل - مغل کا ہوٹل - دیوان کی ڈیوڑھی - مچھی کمان - چار کمان - گلزار حوض - چار منارا - مکہ مسجد - [مسجد] پنچ محلہ - شادیخانہ کا دروازہ - شاہ جہارڑو کا تکیہ - شالی بنڈہ راجہ رائے رایان کی ڈیوڑھی - نانک باؤ - ناگول چبوترا - لال دروازہ [یہ کونسا گنج ہے] راجنا کی باوڑی - راجہ رائے رایان کا باغ -

یہ سب وہ غمزدہ چُپ چاپ سُنا کی جب بہار خاموش ہو رہی اور
خورشیدی نے جھلملی سے دیکھا تو مبدان - اب اسکی وحشت کو اور بھی
ترقی ہوئی اتبک تو سمجھتی تھی کہ شہر مین کہین جاتی ہون اب تو جنگل مین آگئی - یا اللہ
یہ کیا ہو رہا ہے - بے گناہ قتل کیجاتی ہون - بہار یہ ہم چل کہان رہے ہین

بہار - کوچوان - تم ہمکو کہان لئے چلتے ہو -

کوچمین - ہمکو تو کچھ بتایا بھی نہین - سواران کو معلوم ہے -

تقصیر - جدہر وہ جاتے ہین ہم بھی جاتے ہین - سائیسان کو بھی نہین معلوم -

بہار - یہ رستا کہان کا ہے -

کوچمین - کیا ہے کہ - میرے کو نہین معلوم

خورشیدی - سواروں سے پوچھہ -

کو چمن۔ تقصیر وہ تھاپ دیتے ہین۔ نکو پوچھو وہ کہتے ہین۔
خورشید۔ [ایک ٹھنڈی سانس بھرکر] الٰہی یہ خواب دیکھ رہی
ہون کہ سچ مُچ جلا وطن کی گئی۔ ہاے کیا کرون۔ کود پڑ دن
ڈوب مرون۔ کِس سے کہون۔ کِس سے نہ کہون۔ دل بُجھا جاتا ہی
اُف یا میرے اللہ یہ دن سا تو ین دشمن کو نہ دکھاتا۔ نہ گھربار۔ نہ
بھن نہ مان نہ شہر۔ اکیلی پٹ پٹ میدان مین چلی جاتی ہون۔ کہان
جاتی ہون کیون جاتی ہون کچہ خبر ہی نہین۔ کیسے بھرے پُرے
گھر کی رہنے والی اور کِس بے بسی سے سفر کرتی ہون۔ کبھی ایسا
اتفاق کا ہیکو ہوا تھا۔ یہ خیالات اسکے دل مین ایسے جا گزین
ہوے کہ بے اختیار رونا آیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہان
بجز دلبہار کے سمجھانے والا کون تھا۔ اور وہ خود کم سن اور

خود تو گرفتار مصیبت - کون کسکو سمجھاے - وہ بی بی کی پریشانی سے
اور بھی پریشان حال تھی - خود زار زار رو تی تھی - ہاے یہ گھڑی
خدا دشمن کو بھی نہ دکھاے - تھوڑی دیر کے بعد ایک گالون مین
گاڑیان پہونچین اور ایک پتھر کے مکان مین پردہ ہوا اور خورشیدی
مع دلبہار کے اُتری - دیکھا تو دو دالان ہین دو کوٹھریان دو کویلو
[کھپریل] اور چھت پر ایک بنگلہ معمولی فرش بچھا ہے - ایک مالن
ہے اور بس اِنکے ساتھ کی گاڑیان اور خواصین بھی آئین - بی بی کا
منہ ہاتھ دُھلایا اور خاصہ چُنا گیا -

خورشیدی [مین ابھی نہین کھاؤن گی] کہکر علحدہ کونے مین
جاکر رونے لگین - لوگو یہ میری سزا کس جرم مین ہوئی - کونسا گناہ
مین نے کیا کہ جسکے عوض یون زار زار رو رہی ہون - یہ مکان مجھے

پہاڑ سے کہاتا ہے۔ مین اسمین جیتی کیونکر رہون گی جی لگنے کی
کوئی صورت نہین۔ نہ بہن نہ بھائی نہ مان نہ چچا نہ کوئی رشتہ دار
یہان ہے۔ ہون کہان۔ یہ بھی نہین جانتی۔ دیر تک اپنی حالت
پر تاسف کھاتی رہی۔ بہار کا بھی بُرا حال تہا۔ یہ چھوکری ہنس مکھ۔
ہنسوڑ۔ کہین گاردن سے چھیڑ خانی۔ کہین خواصون سے دود د
چونچین۔ کہین بی بی سے ہنسی۔ کہین اس سے مذاق کہین اُس سے مذاق
آب اس کنج قفس مین جس سے رہائی کی امید نہ تھی گرفتار ہو گئی۔ جس کا
نمک کہاتی تھی اوسکی آشفتہ حالی سے اور رنج بڑہتا تہا اپنے درد دل
کا حال کُھل کے کہہ نہین سکتی تھی۔ بیگم کو سمجھاے تو کیا سمجھاے۔
اتنے مین کہپریل پر ایک کوّا بولا۔ بس کوّے کا بولنا تہا کہ غضب
ہو گیا۔

خورشیدی کو وہ دن یاد آیا جب کوّا مہتابی پر بولا تہا اور
خورشیدی نے کہا تہا کہ اگر کوئی اچھی خبر لا تو دودہ بہات کھلاؤن
اور اسی وقت محبوب مطلوب کی خواص مژدہ لائی تھی اور کوّے
کو دودہ بہات کہلایا گیا تہا۔ یہ یاد کرکے خورشیدی کا دل بہر آیا
اور اشکون کے طوفان پر طوفان ایسے اُمنڈ اُمنڈ کر آئے
تو پندرہ منٹ کامل تک اس بیچاری کو کوئی شئے نہین سوجہتی تھی

ہائے اس عشق مین رونا بھی نہ آسان نکلا
جسکو ہم قطرہ سمجہتے تہے وہ طوفان نکلا

اشک کچہ تو وامن کی خبر لاتے تھے اور کچہ آنکھون ہی مین تہم گئے
تھے۔ جس سے آنکھین کڑوی ہوگئین آخرکار ایک گاردن سے
اُٹھکر آنکھین دہوئین منہ دہویا۔ تولئے سے پوچہا اور بہار سے

تم ساتھ کی رہنے والی ہو۔ اپنی مالکن کو تسلی دو سمجھاؤ۔ بہار نے
کچھ جواب نہ دیا۔ اور دل ہی دل مین کہا کہ اری نادان سمجھاؤن
کیا اور کس کو سمجھاؤن۔ سمجھانے کی کوئی بات بھی جب ہو۔ ہاے
مجکو تو کوئی سمجھاوے تب تو مین انکو سمجھاؤن۔ اپنے غم کا آسمان ٹوٹ پڑا
اور مین سمجھانے جاؤن۔

گاردن نے کہا سرکار ذرا دل کو ڈھارس دین۔ اللہ سب کا مالک
ہے۔ غم کے بعد خوشی ضرور ہے۔ کوئی بری گھڑی آئی تھی کہ یہ دن
دیکھا۔ آپ نازونکی پلی ہوئی یہ مصیبت کیا سہ سکین ابھی کھیلنے کودنے
ہنسنے بولنے کے دن ہین ہاے وہ سب تو الگ رہا۔ آٹھ آٹھ آنسو
رو رہی ہو اور رونا بھی تو نہین آتا اللہ کو یاد کرو۔

خورشیدی نے جواب نہ دیا اور زبان حال سے اوسکے

دل نے کہا آب تو بندی اللہ کی بھی قایل نہین رہی - مجھ بے گناہ
پر یہ قہر - مین پوری قیدی ہو رہی ہون - ہاے یہی میری قسمت
مین بدا تھا - اتنا تو عمر بھر ہنسی بھی نہ تھی جتنا آج سویرے سے
رو چکی ہون - مین ہون کہان اور جرم کیا ہے خطا کونسی سرزد
ہوئی - اور عتاب بھی کیسا کہ دس بارہ آدمیون کو اگر کوئی قتل
کرڈالے تو بھی یہ سزا نہ دیجائے - اتنے مین کوئی گاتا ہوا نکلا -
[مورا دن دن بڑہت سہاگ سیان نہین آے رے] اتنے
مین خورشید ی نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور چیخ کر گر پڑی خواصون نے
پنکھا جھلا - کھیت سے ایک پتلا سا کھیرا لائین اوسکو تراش کر سنگھایا
وہان جنگل میدان بیابان مین یہی خواصین اور گاڑی بان اور
مالنین اس مصیبت زدہ مریضہ کی حکیم اور وید اور ڈاکٹر تہین -

تہوڑی دیر مین اوٹہین - منہ ہاتہہ دہویا - سب نے اصرار کیا کہ اب
کچہہ تہوڑا کہا لیجئے مگر کہانے کے نام سے انکو نفرت تہی - کہاے
کون - بہوک کہان یا تو انسان غم کہاے یا کہانا کہاے - دو دو
چیزین نہین کہا سکتا - غم کہاتے کہاتے پیٹ بہر گیا - اب کہانے کی
گنجایش کہان -

شام ہوتے ہی دلبہار کو باہر سے آواز آئی [دلبہار تم یہان آؤ -]
دلبہار کا باہر جانا تہا کہ دروازہ کسی نے باہر سے بند کر دیا اور
باہر ہی سے قفل پڑ گیا اور دلبہار کے رو رو کر کہنے کی آواز آئی
کہ [ارے لوگو یہ کیا ظلم ہے مجہے نکال دیا - ایک مین بات کرنیوالی
تہی - تو پہر اونکو مار ہی کیون نہ ڈالو] پہر آواز نہ آئی - ہاے اب
بتلائیے اس نوخیز بیگم کا کیا حال ہوا ہو گا کہ اپنا نہ پرایا - خویش نہ بیگانہ

ایک بہار ورد دکھ کی بات سننے والی وہ بھی جدا کرلی گئی -

جو نوحہ نظم میں ہمنے عنوا نمین لکھا تہا وہ اسی جیلخانہ اسی حوالات اسی زندان سے خورشیدی کا ترجمان دل تہا -

ہا ہے اس عشق میں رونا بھی نہ آسان نکلا
جسکو ہم قطرہ سمجھتے تھے وہ طوفان نکلا

الفت کا یہ مزا ہی کہ ہون وہ بھی بیقرار
دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

نواب نوشہ مہجور از جانان مطلوبہ معشوقہ محبوبہ جور دور از قصور دل خور۔ وہ مہجور یہ خبر وحشت اثر سنکر کہ اونکی بیماری اونکی جان کا کہین پتا نہین ازبس بیتاب و بیقرار پریشان و حیران تھے۔ آنکھین خونچکان۔ دل مثل ماہی بے آب تپان۔

بلبون اُچھلتا ہوا گریان ونالان شیو دت گرا ور فتح گر گسائین کے گہر پہونچے۔ ان دونون کو کیا معلوم تہا کہ کیا گل کہلا ہے شیودت گر نے معمول کے موافق زور سے کہا ع۔ بہیا ہرا در آدرسے بہائی اور نواب سے لپٹ گئے۔ نواب اوس تپاک کے ساتہہ نہین ملے جس تپاک کے ساتہہ ملتے تھے۔ شیودت نے کہا کہو بھئی سب ٹہیک ٹہاک ہے دونون فرش پر بیٹھے۔

آب شیودت گرنے جو انکی طرف دیکہا تو ع۔

کچھہ اور ہی گل کہلا ہوا ہی

نہ وہ رنگ روپ نہ وہ مسکراہٹ چہرہ اُداس مصاحبون میں مسخرہ اور منشارام وکیل ساتہہ مگر دونون مغموم اور مثل نواب کے رنجیدہ و ملول۔

شیووت ۔ یہ کیا ماجرا ہے بھئی ۔ ابھی سویرے دوپہر تک تو بفضل الٰہی شامل حال تھا یہ دفعتہً خدا نخواستہ کایا پلٹ کیا ہو گئی خدا خیر کرے ۔

راوی ۔ شیووت گر کچھ کہنے ہی کو تھے کہ نواب کی آنکھوں سے آنسو کی جھڑی بلکہ آنسوؤں تار بندہ گیا ۔

شیووت گر ۔ ارے ! یا پرمیشر ہر بلا سے بچانا ۔ کوئی ہے پانی اور تولیا لاؤ ۔ جلدی لاو ۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا ۔ اجی منسارام ۔ جی یہ کیا بات کیا ہے ۔

منسا ۔ ارے یار کیا بتائین بھائی نئی بات سنی ہے ۔

مسخرہ ۔ ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ یہ ہوا کیا ۔

منسا ۔ ہمارا تو سنتے ہی ماتھا ٹھنکا ۔

شیووت - منسارام کے پاس بیٹھ کر کیا بات کیا ہی جی -

منسا - ارے بہی بیگم صاحب اپنی لڑکی اور اونکی بہنوں کو لیکر

کہین چلدین - تالاب کا سب حال معلوم ہوتا ہے کہین سے

اونھون نے سن لیا - ڈیوڑہی بہر مین کو اتک نہین بولتا - چو

طرفہ پوربیون کے پہرے ہین - سبکو لیکر خدا جانے کہان

چلدین -

شیووت - بری ہوئی - بہر -

منسا - ان کی کیفیت مین بیان نہین کرسکتا - جیسے مردہ قبر سے

نکل آیا - رنگ زرد - اور آنسو جاری -

شیووت - اب کیا کیا جاے بہائی - پرمیشر کو جو انکی جان

یون ہی لینی ہے تو اوس کا دسرا کوئی نہین - ارے کوئی ہے

فتح گر کو بلاؤ -

فتح گر آئے - نواب کی طرف دیکھکر کہا آؤ بھئی چڈ اگلنیر و - اخاہ

منسارام جی بھی ہین ع

	آج کیا آپنے جالی ہولی دیبا دیکھی	

یہ مسخر الدولہ بھی ساتھ ہین -

مسخرہ - جی ہان - آداب عرض کرتا ہون -

فتح - [متحیر ہو کر] یہ نواب آج کچھ اُداس سے معلوم ہوتے ہین

مسخرا - ہان ہین -

فتح - کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے - پرمیشر خیر کرے کیا بات

بھائی -

شیو دت - ارے بھئی جوڑ توڑ کے آدمی ہو - کچھ جوڑ لگاؤ

کل ہم لوگ کیسے خوش تھے -

فتح - پر پیشتر نے چاہا تو تمام عمر ہنسی خوشی ہی مین گذرے گی مگر اب رہا نہین جاتا - اِس اُداسی کا سبب تو بتاؤ میرے کو خلجان ہوتا ہے -

شوکت - ارے ابھی تین پہر تک سب کمیرکسل تھا - چار پانچ بجے تک یہ سو یا کئے رات بھر جاگے تھے جب بیدار ہوئے تو خواص کو وہان بھیجا کہ جاکے خبر لاو - اس نے آکے کہا وہان کوئی نہین ہے بیگم اپنی لڑکی کو لیکر کہین چلی گئین - وہان اب چوکی پہرا ہے - اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیگم بدظن ہو گئین اور خورشید آرا بیچاری مصیبت مین ہین -

فتح - یہ تو بڑی بری ہوئی بھائی -

ننسا - یار جب تمکو عیار سمجہیں جب اتنا پتا لگا دو کہ کب گیں۔ کہان

گیں - کون کون گیا - اور جو جو ہوا ہو سب کچا چہٹا لاؤ -

فتح - ابہی ابہی - نواب بہائی غم سے کئی کچہ نہوگا - تدبیر مقدم ہے

راجہ گاڑی تیار کراوجی - ابہی جاتا ہون -

شیووت - اللہ کرے فتح تمہارے ہاتہ ہو -

مسخرا - آمین - اللہ مالک ہی -

شیووت - ارے گاڑی جلد لاؤ -

سائیس - ابہی حاجر ہوتی ہی -

نواب - اتنا معلوم ہو جاے راجہ کہ وہ ہین کہان -

فتح - ابہی تم دیکہتے جاؤ بہائی کہ ہمارا اشکست گرگس بہوریچ کا

آدمی ہے -

مسخرہ۔ آسمان پر تھگلی لگانے والا چڑیا کا دودھ لانیوالا۔

فتح۔ تو اپنے مسخرے پن سے باز نہین آیا۔ تو چڑیا کا بیٹا باپ چڑیا کا۔

مسخرا۔ ارے بھائی چڑیا کا دودھ کہا۔ تکو چڑیا کا نہین بنایا۔

نواب۔ (مسکرا کر) اجی وہ تم دونون چڑیا کے سہی۔ ہمارا کام نکلے تو جانین۔

فتح۔ ارے بغل مین لا کے اگر بٹھا نہ دون تو سہی۔

ہین کور کے جو نہین رکھتے ہین نظر ہم
اُڑتی ہوئی چڑیا کی بھی گن لیتے ہین پر ہم

مسخرا۔ اب تو چڑیا کے ہوے۔

نواب اور فتح گرا اور شیو وت گرا اور مسخرے صاحب اور

عشنا رام ہنس دیئے -

نواب - روتے کو ہنساتا ہے ظالم -

مسخرا - اجی روئیں تمہارے دشمن -

فتح گر [جے گرو] کہکر چلے - برو ہم پر سوار ہوئے - عزلی جوڑی جتی ہوئی - منزل مقصود پر پہونچے - سائیس نے بہرے والے کو بلایا گسائیں جی اُترے - بہرے والے سے باتیں کرتے کرتے کہا - ارے یار تم تو ہماری طرف کے معلوم ہوتے ہو - اُسنے کہا ہاں - مہنت جی تمہاری طرف کے تو ہیں ہی - پوچھا کہاں رہتے ہو - کہا اُناو جلا - [ضلع اوناؤ] فتح گر نے کہا - واہ واہ تو تو تم ہمارے پروسی ہو - ہمارے باپ دادا بھی رنجیت پورے میں رہتے تھے -

پوربیا۔ (سنتری) ہمارا جانا ہے گروجی۔ آپ کے دادا کی چھتری رنجیت پور سے دو کوس پہ ہو۔

فتح۔ ارے یار بیگم صاحب کے مختار سے ملنا تمام کہتے ہو یہاں کوئی نہیں ہو۔

پوربیا۔ مہنت جی وہ جون بڑھیا ہیں بیگم تو ن اون کو کچھ سنک ہو گوا اپنی لڑکی سے۔ تو اونکا لے گئیں رسنت سے کو لوگاوین مان لے گئیں ہین۔ پہلے چھوٹی بیگم کا گاڑی پہ بھیج دہن۔ پھر اور بیگمن کا بیٹھے وہن۔ پاچھو سے آپ گئین۔ کونے گاون مان ہین یو ہمکا نا ہین معلوم۔

فتح۔ تمہارا نام کیا ہے یار۔

پوربیا۔ رام اوتار۔ ہمارا ایک بھائی ہے گروجی۔ بیکار بیٹھا ہو۔

آپ باہر سے دیس کے ہین ۔ کہین آدھ سیر آٹے کا بندوبست

کردو مہنت جی ۔

فتح ۔ ڈیوڑھی پر بھیدو یہ تم تو قنوجے برہمن ہو نا ۔

پوربیا ۔ ہان سرکار ۔

فتح ۔ ارے یار بیگم صاحب کا پتا لگاؤ ۔

پوربیا ۔ اچھا گرو ۔ سام کو گلام سب کا پتا لیکے ہاجر ہوگا ۔

فتح ۔ اپنے بہائی کو لیتے آؤ ۔ اور رسوئین بھی وہین جیمو ۔ ماس مچھلی

کہاتے ہو کہ نہین ۔ قنوجے تو کہاتے ہین ۔

پوربیا ۔ [سلام کرکے] اچھا گرو جی ۔ ہان ماس مچھلی کہاتے ہین ۔

اتنے مین ایک ڈہیر سائیس کسی کام کو جاتا تہا ۔ پوربئے نے پکارا ۔

گنڈا وا او گنڈو ۔ یہان آؤ ۔ ارے آج سویرے چھوٹی بیگم کی سواری

کہان گئی تھی ۔ گنڈ وسے تلنگی مین کہا۔ گاؤن گئین ۔ وہین رہین گی
کوئی دو مہینے تک ۔ گاؤن کا نام بیسرآباد ہے ۔ بس بیسراباد
سے گولی بھر کے ٹپے پر ہے ۔ بیسراباد مین تو آبادی ہے ۔
جہان ہم پہنچ رہین گے وہان بس دو مکان ہین ایک بڑاسا باغ
ایک پکا تالاب ۔ ایک بنیے کی دوکان ۔
بس فتح گرنے نوٹ لکھ لیا اور پوربیئے سے کہا بھیا رام اوتار
تم ہمسے ضرور ملو اور اپنے بھائی کو لیتے آؤ ۔
یہان سے گئتا مین فتح گر صاحب خوش خوش ہشاش بشاش
چلے ۔ راستے مین ایک سوداگر کی شاپ مین اترے اور
فوراً برانڈی کھلوائی اور علیحدہ کونے مین جا کر خدمتگار سے
اپنا گلاس مانگا اور سوڈا اور برف ملا کر نوش جان ۔ یہ دوکان

کے گلاس مین نہین پیتے تھے ۔ اپنا چاندی کا گلاس ساتھ رکھتے
تھے دام بارگی تھے ۔ گوشت ماس قلیہ سالن ۔ گھلے بند ون کھاتے
تھے ۔ ولایتی شراب چوری سے ۔ دل ہی دل مین سوچتے تھے کہ مارا
چار ون شانے جیت ۔ سیدھا ڈیوڑھی جا کر کل تڑکے توپ دغے
شیر آباد پہوچون گا ۔ اب نواب ہمین شکست گرنہ کہین گے فتح کا
جھنڈا ہمارے ہاتھ ہے ۔ آدھی بوتل برانڈی پیکر گھر کی جانب
رخ کیا ۔

اب میان کا حال سنئے کہ شیو دت گر اور نواب کیا کر رہے تھے
فتح گر کے روانہ ہونے کے دس بارہ منٹ بعد پہر سے نواب کو
لیکر فرخ مرزا آئے ۔

شیو دتا نے پوچھا [حال سُنا] کہا ہان بھائی مرزا صاحب کی

زبانی سُننا ۔ وہی معاملہ ہے کوئی گر ویل گئے ۔ نگہت پیکی کر دی
مگر اب پتا لگانا چاہتے ہئے لڑکی تو وہ بالغ ہے ۔ اب یہ موقع ہے کہ اوسکو
جس طرح ہو ہمگا لاے ورنہ یہ ظاہر ہے کہ اوس غریب کی زندگی تلخ
ہو جاے گی ۔

نواب لونشہ صدمے اوٹھا ئین بلا سے مرو ہین ۔ مگر وہ پری پیکر
عیش کے سوانح کی صورت نہ دیکھے ۔

شیو رت فتح گر بڑا اوٹھا گئے ہین ۔

بہو رسے ۔ بس اس فتح لگتا ہے ۔ وہ بڑا الو ہی بڑا کا ئیان آدمی
ہے بھی زو ٹیل ہو گا ۔ اودھر آسمان اودھر پاتال تک کی خبر
دو لانیوالا ہے ۔ اس مین ذرا بھی فرق نہین ہوگا
اب مین خوش ہو گیا ۔ کیا فتح گر کہہ گیا ہی کہ پتا لگا ہی لاے گا ۔

شما - ہان وہ تو بڑے دعوے سے گئے ہین -

بھورے - فتح ہے - بھئی ہمارا تو دل گواہی دیتا ہو -

مسخرہ - انشاء اللہ -

فرخ - آتے ہی ہونگے -

مسخرہ - اللہ کرے خوشخبری لیکر آئین -

فرخ - آمین -

بھورے - آمین -

شیو دت - بھئی وہ تو کچھ کر ہی کے آئیگا - خالی آئے تو ناک ناک بدتے ہین -

مسخرہ - افسوس یہین نکٹا نہوا - نہین تو ناک ناک بدلیتا -

اسپر بڑا قہقہہ پڑا - شیو دت گرنے کہا افسوس کا ہے کا ہے

آج حجام کو بلا کر ناک کٹوا ڈال -

مسخرہ - آپکی ناک کٹوا ڈالوں ؟ ایسی کیا بہا دو ہوئی ہی -

اسے میں مست فتح گر صاحب نشارے میں رہت گاڑی پر تشریف

لاے اور گاڑی سے اُترتے ہی یہ شعر پڑھا -

ہی کور کے جو نہیں رکھتے ہیں نظر ہم

اُڑتی ہوئی چڑیا کی بھی گن لیتے ہیں پر ہم

مسخرہ - آگئے آگئے - چڑیا والے آگئے - مگر خوش خوش

آتے ہیں -

نواب - ہاں بشاش ہیں -

بھورے - کچھ توہ لگا کے آتا ہے - ضرور فتح ہی -

عمرا - خوش بھی ہیں اور چڑہی بھی ہی -

منسا۔ اب آتے ہو یا نخرے بگھارتے ہو۔

فتح۔ [کوٹھے پر آکر]

ہیں کور کہے جو نہیں رکھتے ہیں نظر ہم
اڑتی ہوئی چڑیا کے بھی گن لیتے ہیں پر ہم

وہ مارا سب حال آئینہ۔ جنیو کی قسم۔ پرمیشر گواہ ہے۔ ارے بھائی نواب اب ہمکو شکست گر نہ کہنا۔ ہم فتح گر فتح گر ہیں۔ ہم فتح گر ہمارا باپ فتح گر۔ رتی رتی حال معلوم ہے۔

نواب۔ وہ ہیں کہاں؟

فتح۔ [جام لیکر] مشیر آباد۔

بھورسے۔ واللہ! پاس ہی ہیں۔ وہاں تو میرا بھی ایک مقطع ہے۔

نواب - بھئی یہ تو خوب خبر لائے شکست گر -

فتح - بھائی صاحب بات یہ ہوئی کہ پہلے تو بیگم صاحب نے حکم دیا کہ لڑکیاں اندر نہ آنے پائین - مگر وہ پرکیخی کر کے چلی گیئن بیگم سو رہی تھین - صبحکو اُٹھتے ہی پہلے خورشیدی بیگم کو روانہ کیا کسی کو کانون کان خبر بھی نہین -

شیودت - خورشیدی کا سلام قبول ہوا -

فتح - نہین بھائی - بس گاڑی پر سوار کرایا - اور روانہ کیا -

بھورسے - کہان -

فتح - اب سُنتے جائیے [ایک جام اور پیکر] اسکے بعد وہ جو اور آئی تھین - ظلیری بہن یا ماسی کی لڑکیان -

بھورسے - خالا زاد کہو صاحب -

فتح - پھر وہی بیچ مین کود پڑے - بڑے زباندان کے وہ بنے ہین -
خیر - چچازاد بہن اونکو بیگم صاحب سے اونکے اونکے ٹھکانے بھیجدیا
اور پھر خود سوار ہوکر مشیرآباد گئین - جہان خورشیدی بیگم بھی ہین -
اب تو رات ہوئی صبحکو بندہ درگاہ مشیرآباد جاتے ہین -

نواب - شکست گر بھی خدا تیری دلی مراد پوری کرے -

فتح - نواب - میری دلی مراد پر بیشر جانتا ہے وہ یہ کہ تو نواب
اسمین کامیاب ہوا اور مین تو بھگوت کی قسم اپنی جان لڑا دونگا -

شیو دت - بھی بڑا کام کیا -

نواب - بھلا اسوقت مین اپنا سانڈنی سوار بھیجدون کہ مشیرآباد
سے خبر لاوے -

مرزا - نواب صاحب - سرکار علیل کی عقل علیل - سرکار اس بار رہنے

دخل نہ دین ہم سب کی راے پر چھوڑ دین۔

راوی۔ مرزا سے مراد فرخ مرزا سے ہے۔کہین پر انکو مرزا لکھا ہی اور کہین فرخ۔

فتح گرنے کہا نواب صاحب جلد بازی نکرو۔دیکھو تو مین کیا کیا بندوبست کرتا ہون۔جان لڑا دون گا۔آپنے شترسوار بھیجا تو اس سے کیا ہوگا۔اب اتنی جلد بازی نہ کیجئے بندہ نواز۔ بس بدنامی۔شہر مین اونٹ بدنام آپ اس غلام کی راے پر چھوڑ دین۔شیو دت گر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔بھائی۔ابھی تک تمنے نواب کے خاصے کا بندوبست نہین کیا۔

نواب۔ارے یار خاصہ گیا ایسی تیسی مین۔

فتح۔پاگل ہو تم۔کیا کھانا چھوڑ دوگے۔

نواب۔ نہین بہائی کوئی کہانا چہوڑتا ہے مگر جب دل خوش ہوتا ہے تو سب سوجہتی ہے ورنہ کچہ بھی نہین سوجہتا۔

شیودت۔ ارے میان ہم لاکہہ عمدہ پکائین ان مسلمانونکو اچہا نہ معلوم ہوگا۔ ہمارے ایک دوست کے ہان منجملہ اور طائفون کے ایک مسلمان طائفہ بھی تہا۔ اِس طائفہ نے رسوئی سے کہانا نہین لیا۔ دام لئے اور کہانا الگ پکوایا۔ اور کہا سالنان اِنکے ہان اچہے نہین پکتے تقصیر۔

فتح۔ اسمعیل صاحب کو بلاؤ۔

اسمعیل۔ حاضر۔

فتح۔ اسمعیل صاحب بہئی دس حاجیون کے لئے بریانی مرغ پلاؤ متنجن۔ پراٹھے۔ تلی اروریان۔ امباڑے کی بہاجی کا

سالن اور املی کا کھٹا یہ دو گھنٹے مین تیار کرو۔

اسمعیل۔ جو حکم ہو تقصیر۔ اور ایک معروضہ سے ہے حیا و لون کا کٹ بھی ہو۔

مسخرہ۔ ضرور ہو۔

اسمعیل۔ بہت اچھا۔ دو گھنٹے مین لیجئے۔ مگر سینہ ہی بھی ہونا اور منجل ہونا۔

فتح [پہر جام لیکر]

مال و زر میرے کونکو ہونا
تیری در کی گدائی بس تقصیر

دس بجے نواب صاحب کو زبردستی کھلایا گیا۔ کہانے کی بڑی تعریف کی۔

بھورے سے بھی واہ رے گشائین سب بے مثل مسلمانی کھانا

کھلایا ہے۔

فتح۔ نواب بھورے صاحب ہم ساد ہون کو کیا سواد۔

مسخرہ۔ مرغ خوب پکا ہے۔

منسا۔ زیادہ نہ کھا جانا۔ آجکل ہوا خراب ہے۔

مسخرہ۔ اجی اب یہ کھانا تو نہین چھوڑا جاتا۔ چاہے بدہضمی ہو

اور چاہے ہیضہ ہو۔

شیووت۔ یہ سچ مگر۔

نہ چندان بخور کز دہانت برآید
نہ چندان کہ از ضعف جانت برآید

شیووت گر نے منسارام وکیل اور دو ایک اور سندو نکے

ساتھہ کھانا کھایا اور نواب مخمور نے شبکو یہین استراحت فرمائی -

صبحکو چار بجے فتح گر صاحب تشریف لے گئے کسی کو کانون کان خبر بہی نہوئی -

نواب نوشہ مخمور کا ایک سپاہی ساتھہ گیا تہا - وہان سے گیارہ بجے واپس آے اور کہا بہائی صاحب ہمتو موقع پر پہونچ گئے تھے اور ڈہونڈہ نکالا تہا مگر ہمارے جانے کے تین گہنٹے قبل تارونکی چہانون مین بڑی بیگم صاحب اپنی صاحبزادی کو لیکر کہین اور چلدین - اونسے کسی نے کہدیا کہ ایک گستاخ کو معلوم ہو گیا ہے کہ خورشیدی بیگم کہان ہین -

نواب - غضب ہو گیا -

بہور سے - پہر پتا لگایا جاے گا ؟

فتح- اجی کل - کل آپ دیکہئے گا -

نواب- اب انتہا سے زیادہ پریشان ہوسے کہ ٹہکانا مِلا بھی اور پہر وہان سے غائب - اِسقدر رنج انکو عمر بہر نہین ہوا تھا جتنا اب ہوا -

دسوان برج

رنگیلے شاہ

جاڑے کی رُت۔ دوپہر کا وقت۔ ابھی ابھی گھڑیالی گھڑیال پر موگریان ٹھوک کر بارہ کا گجر بجا چکا ہے۔ خوشنما خوش نوا خوش آواز۔ خوش لہجہ خوش رنگ طیور درختونکی شاخون پر اپنی اپنی پیاری بولیان بول رہے ہین کسی ہری ٹہنی پر مرمرین پروبال تولتے جھول رہے ہین کسی اونچے سربفلک کشیدہ

درخت سے مینا اپنی صدائے دلربا سے لبھاتی ہو ع -

می فشاند فاختہ دستک زنان بال و پرے

کہین قمری ناشاد سرو آزاد پر چہچہ زن ہے - کہین عرعر بالیدہ پر صلصل شوریدہ سر حق سرہ کی دہوم مچا رہی ہے کسی شاخ گل پر بلبل مست ہو ہو کر چہک رہے ہین - اور فاختونکی جانب مخاطب ہو کر زبانِ حال سے یون زبان طعن دراز کرتے ہین ؎

بلبلِ شیراز کے آگے نہ طرّا فاختہ
صاف کرلے پہلے اپنا روزمرّا فاختہ

الغرض ہر شاخ اور ہر درخت سے نغمہاے دلکش اور ترانہاے خوش کی صدا بلند - پالو جانورون مین کاکوا ؎

گریہ مسکین اگر پرواشتے
تخم کنجشک از جہان برداشتے

کو دیکھکر کفن پھاڑ کر اس زور سے چیخ اوٹھا کہ بلّی کو بھی سر پہ پانون رکھکر بھاگتے ہی بن پڑی - چنڈول اپنے پنجرے سے جو بولی سنتا ہو اوسکا چربا اُتارتا ہے ایک نہایت سجے سجائے بنگلے سے آواز آرہی ہے ؂

بہ گلشن عندلیبان را سحر گہ در فغان آرد
دلِ غمدیدہ ام ہر گہ کہ ہمراہ سخن گردد

جو سنتا سمجھ جاتا کہ کسی مصیبت زدہ ستم رسیدہ خاتون بلقیس مرتبت شانزدہ ہفت دہ سالہ کی آواز ہے - یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک خس پوش خوشنما بنگلہ بنا تھا - دیوارین آسمانی

شیشے کی جوڑیان وہانی۔ بیل بوٹے زعفرانی۔ چھت گیریان اندر کے کمرون مین گلابی۔ باہر آبی۔ سامنے خانہ باغ۔ خضارت کا چشم وچراغ۔ اِس باغ کی ایک گھنی ٹٹّی مین ایک نواڑ کی پلنگڑی بچھی ہوئی تھی۔ اوسپر ایک قیمتی سوزنی اوسپر سفید چادر۔ شفاف جیسے بگلے کا پر۔ ایک پری دُخت جادو جمال زہرہ تمثال نکیلی سجیلی البیلی چھیل چھبیلی ؎

چلتی تو زمین مین سرو گڑتے
باتو نمین مُنہ سے پھول جھڑتے

ناز وادا کے ساتھہ لیٹی ہوئی ۔

لیٹے تھے جو بال کروٹون مین
بل کھا گئی تھی کمر لٹون مین

ایک نئی خواص سکینہ خانم - ایک ماما مراد بی - ایک چھوکری ڈھیڑلی تین بجے کے وقت خاصہ چنا گیا اِسکے ایک روز قبل یہ بیچاری بِن بگھاری دال - جواری کی روٹی - موٹا چاول اور اباڑے کی بھاجی کھا چکی تھی جو اِسکے ہان کی لونڈیان بھی نہین کھاتی تھین - مگر قہر درویش برجان درویش آج مُرغ کا قورمہ اور پراٹھے اور جگر قیمے مین پکا ہوا اِملا - ہزار غنیمت سمجھکر کھانا کھایا - اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر وہی شعر پڑھا ؎

بہ گلشن عندلیبان را سحر گہ ور فغان آرد
دلِ غمدیدہ ام ہر گہ کہ ہمراہ سخن گردد

خواص - بی بی اگر بُرا نہ مانئے تو مین اتنا پوچھون کہ

آپ کون ہین -

بی بی - [آہ سرد بھر کر]

کیستم دل شکستہ غمزدہ -

آنکھونمین آنسو بھر آئے -

ماما - کیا جانے اپنر کیا ایسی بپتا ہے -

خواص - ہے ہے اِن کی مان باپ کیسی سنگدل ہین -

ماما - بپتا پوری بپتا اِسیکا نام ہے -

خواص - اللہ کو کچھ اسی مین اچھّا کرنا ہوگا - سائین کے سو کھیل -

ماما - بیگم صاحب اپنے اللہ کو یاد کیجیے -

خواص - وہی بیڑا پار کرنیوالا ہے -

بی بی۔ اری بہن مین تو اب اللہ کو بھی بھول گئی۔ ہائی بیگناہ قتل کیجاتی ہون۔

خواص۔ حضور آخر حال تو بتائیے۔

ماما۔ یہہ بات کیا ہے۔

بی بی۔ میری قسمت کا پھیر ہے بات وات کچھہ بھی نہین ہے۔

خواص۔ سرکار یہہ رنگیلے شاہ جو آج آئے تھے بڑے صاحب کمال بڑے رسیدہ فقیر ہین۔

بی بی۔ معلوم تو ہوتے ہین مجھے حکم تو دے گئے ہین کہ تو یہہ شعر ورد زبان رکھ۔ وہی شعر بس ورد زبان ہے ؎

	بہ گلشن عندلیبان را سحرگہ در فغان آرد دل غمدیدہ ام ہرگہ کہ ہمراہ سخن گردد	

آب سنئیے کہ فتح گڑھ کے جانے اور پوربیے سپاہی ملنے کا سب
حال بڑی بیگم کو معلوم ہو گیا گو انہون نے کوچبیون کو تاکید کر دی
تھی کہ سیدھے راستے سے نہ جانا ذرا پھیر کر کے
جانا مگر ع

جانتے ہین حالِ دل عاقل قیافہ دیکھکر
خط کا مضمون بھانپ جاتے ہین لفافہ دیکھکر

یہ خبر سُنکر بڑی بیگم نے کہ اب خورشیدی کی جانی دشمن ہوگئی
تہین مشیر آباد سے اِنکا محلِ استقامت دور کر دیا تھا۔ اور
جس مقام پر اب اِنکو بٹھایا تھا اوسکا نام رنگیلا بنگلہ تھا وجہ تسمیہ یہ تھی
کہ رنگیلے شاہ ایک درویش کامل۔ رسیدہ۔ خداشناس
و خدا آگاہ۔ عارف باللہ۔ ولی اللہ کا یہان مزار تھا اور سالہا سال

شروع فصل بہار مین یہان ایک مہینے تک آٹھوین دن
میلے ہوا کرتے تھے اِنکے جدّ امجد کی پُشتین ہوئین خواجہ عثمان
ہارونی کی بیعت لائے تھے اور اپنے ولی حق آگاہ قدس سرہٗ الشریف
کی خدمت سے عظمت پائی تھی - اِن میلون مین اجمیر شریف
اور دیوا شریف اور رُدولی شریف اور دور دور سے
فقرا اور علما اور مشائخ کبار اور صوفیان صافی اور قوال اور
ارباب نشاط اور اہل دل اور تماش بین جوق جوق جمع ہوتے
تھے اِس درویش بزرگ و مقدس کے کمالاتِ ظاہری و باطنی
صوری و معنوی مین سے ایک کمال یہ بھی مشہور تھا کہ وصال
کے دو روز قبل اپنے مریدون سے کہہ گئے تھے اور
وصیت کر گئے تھے کہ میرے مزار کے سرہانے یہ شعر

کندہ ہو ے

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے
یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

اور پائینتی یہ دو مصرع ہون ے

السلام ای بعد ما آئندگانِ رفتنی
برشما خوش باد نا خوشہای دنیای دنی

سچ ہی فقرا کا گھر بڑا۔ وصال یعنے فردوس منزل ہونے کے پہلے ہی معلوم ہو گیا کہ میری قبر پر میلے ہوا کرینگے اسی مزار مطہرہ اور مرقد منورہ کے پاس ایک بنگلے مین خورشیدی کو انکی مادر نامہربان سنگدل نے ٹکایا تھا۔ شبکو نیکی خواص نے خواب دیکھا کہ رنگیلے شاہ نے اوس سے کہا کہ ہم کل تمہاری

بی بی تمہاری بیگم سے ملین گی قبر کا منہ شق ہو جاے گا اور یہہ
کفن لپیٹے ہوے باہر نکلین گے۔ اوس نے خورشید ی
سے کہا اور یہی ہوا۔ ایک پیر مرد سن کی سی داڑھی سرخ و
سفید بہت بوڑھا۔ بھوین تک سفید کفن پوش آیا اور خورشید ی
سے ہمکلام ہوا۔

شاہ۔ بچا تیرا مطلب جلد نکلے گا۔

خورشید [قدمون پر گر کر] شاہ جی تم میرے لئے خضر
ہوے۔

شاہ۔ گھبرا مت۔ بس اس شعر کو ورد زبان کرے

به گلشن عندلیبان را سحر که در فغان آرد
دل غمدیده ام هر گهه که همراه سخن گردد

خورشید۔ شاہ جی میرے پاس یہ جڑا اور کڑے کی جوڑی ہی یہ نذر ہے۔

شاہ۔ کسکو دیتی ہی بجا۔ مُردے کو۔ قبر مین کڑے کی جوڑی لیکے کیا کرون گا۔ ہان دو لٹیرے دو ڈاکو۔ دو ٹھگ وہان ہین۔ وہ لُوٹ لین گے (ہنسکر) وہ کون منکر اور نکیر۔ کل ۵ بجے شام کے تو نہا دہو کر صاف پاک ہو کے ایک منظر پر کھڑی ہو جانا مین تجھے تیرا مخمور دکھا دون گا اوسکا کوئی خط تیرے پاس ہو تو مجھے بطور نشانی کے دیدے اور مین اوسے دکھا دون۔

خورشید۔ بہت اچھا۔

خط دیا۔ شاہ جی رخصت ہوے۔ شاہ جی کے آنے سے خورشید کے دل کو ڈہارس ہوئی اور کھانا کھایا۔

خواص۔ یہ شاہ جی بیشک سرکار کے لئے خضر ہوی۔

ماما۔ اللہ کرے انکی مراد پوری ہو۔

خواص۔ ای یہ قبر سے کیونکر نکل آئے۔

ماما۔ سُنا نہین۔ فقیر کا گھر بڑا۔

خواص۔ مگر کیا جانے ہماری چھوٹی بیگم صاحب پر کیون اتنی نظر عنایت ہی۔

ماما۔ اِن کے مزار کے پر وس ٹکے ہین نا۔

خواص۔ اہا ہا کیا بات کہی ہی اب مین سمجھ گئی بس۔

ماما۔ یہ تربت والے مردہ نہین ہین۔ یہ مرنے کے بعد جی اوٹھتے ہین۔

خواص سچ ہے امان سچ ہی۔

خورشید۔ اور کفن تک میلا بھی نہین ہوا۔

ماما۔ اور نہ کبھی ہوگا۔

خواص ۔ اب نہا دہو کے بیٹھئے۔ طاہر ہو کر۔

خورشیدی نے حمام کیا اور سر سے پانون تک سفید جوڑا

پہنا سب شالی اور بعد مدت آج عطر ملا۔

اتنے مین خورشیدی نے ایک آواز سنی۔ کہا یہ تو میری

دلبہار کی آواز ہے۔ خواص نے کہا اے حضور بڑی سرکار

بھی تو اوس طرف فروکش ہین۔ بہار اونہین کے پاس ہین۔

خورشیدی دیوار کے پاس کھڑی ہو کر باتین سننے لگین۔

بہار۔ سرکار ابھی بچی ہین صاحبزادیون پر اتنا غصہ

نہ چاہیئے۔

بیگم - دور ہو یہان سے مردار - صاحبزادیان ہین - صاحبزادیان
ایسی ہی ہوتی ہین - یہ صاحبزادیان ہین یا رنڈیان کنچنیان ہین یا
بلسوائین ہین - مالزادیان ہین - یہ تو افضل گنج کے کمرون پر
کرسیون پر بیٹھین گی - یہ صاحبزادیان کہانکی بنی ہین -
خورشیدی کی آنکھومنین خون اُتر آیا - سوچی کہ بس اب یا زہر
سے کام لونگی یا نواب کو ڈہونڈہ نکالونگی ورنہ زندگی تلخ ہے
اب اِس گہر مین رہنا حرام ہے -
حضرات ناظرین - آپ کچہ سمجہے یہ رنگیلے شاہ کون تھے -
اصل رنگیلے شاہ کی ہڈیون تک کا پتا نہ تہا وہ بہلا کفن پہاڑ
کے قبر سے کیا نکلتے - یہ رنگیلے شاہ گشائین فتح گڑھ کے تھے - یہ
شخص آفت کا پرکالا تہا - اِس نے خورشیدی بیگم کو ڈہونڈہنی

نکالا۔ اور کچھ نہین تو مردہ ہی بنگیا نئی خواص کو سو روپیہ اور
ماما کو ایک اشرفی دیکر راہ پر لایا تھا۔ بڑی بیگم کے فرشتے خان
کو بھی خبر نہین۔ یہان سے کامیاب ہوکر وہی کفن پہنے ہوے
آپ گھر گئے۔ وہان بھورے نواب اور ہنسارام وکیل اور
فرخ مرزا اور کبڑے مسخر الدولہ بیٹھے گانا سن رہے تھے۔ پہلی
تو فتح کرکو کسی نے پہچانا نہین بلکہ ڈر کے سے رہگئے کہ یہ مُردہ
کفن پوش کہان سے آگیا۔ رنڈی تو چیخ کے بھاگی۔
سب کے پہلے مسخرے نے پہچانا۔ اور انھون نے کفن پھینکا
ڈاڑھی صاف کی۔ بال وال صاف کئے اور کہا [بیار بادہ]
شیوہ دت۔ حال کہہ چلو۔
فتح۔ بھائی مردہ فقیر تکیے مین گیا۔

شیو وت - کیا ملاقات ہوئی -

فتح - ارے بہائی پرستان کی پری کی کوئی اصل وحقیقت نہین ہے بہائی وہ کوشش کی کہ بایدوشاید اور قسم ہے کہ فتح گر نہین اگر انکی بغل مین نہ بٹہادی ہو -

نواب - حال کیا ہی -

فتح - مین نے خواص کو توڑا - ماما کو اشرفی دی - تمہارا مطلب حاصل ہوا -

نواب - یار ہم کیونکر دیکہین -

فتح - پہر وہی پاگل پنے کی باتین -

بہورے - کہتا جاتا ہی کہ بغل مین بٹہادونگا -

فتح - دیکہو تو سہی -

مسخرہ۔ شکر ہے اللہ کا۔

بھورے۔ اب ہین کہان۔

فتح۔ [جام پکیر] اجی تمھین آم کھانے سے غرض ہی کہ گٹھلیان گننے سے۔

شیودت۔ واہ رے فتح گر۔

نواب۔ بڑا کام کیا میان شکست گر۔

شیودت۔ اِسمین کیا شک ہی۔ بڑا کام کیا۔

مرزا۔ آسمان مین تھگلی لگاتا ہی یہ شخص۔

شیودت۔ نواب کو کب لیجاوگے۔

فتح۔ جب جی چاہے۔ ذرا پی لون اور کچھ کھا لون۔ بس تم سبکی چلو الگ کھڑے رہنا۔

مرزا۔ ہاں چلیئے۔

مسخرہ۔ حق تعالے ان کو کامیاب کرے۔ بس دلی دعا تو یہہ ہے۔

مرزا۔ آمین۔

بھورے۔ ثم آمین۔

منشا۔ بڑا اچا لیا آدمی ہے فتح گر۔ مین وہک سے رہ گیا۔ کہ یہ کفن پوش کون ہے بھئی۔

فتح۔ [رنڈی سے] لے کوئی غزل تو گاؤ [رنڈی نے غزل گائی]

اس برق جمال نے جو غزل گائی یہ حضور بندگا نعالی خلد اللہ ملکہٗ کی غزل ہے جسکے ایک ایک مصرع پر سامعین داد دیتے اور

وجد کرتے تھے - اور سب پڑھے لکھے سب رنگین مزاج رندی
کا دماغ اُسوقت عرش بریں پر تہا - کہ اتنے بڑے شاہ خاقان
کلاہ کا کلام کلام الملوک نوکِ زبان تہا -

غزل

سُنکے دردِ دل کہا اچھا ہوا
کیون مری جاتے ہو ایسا کیا ہوا

کب یہ دل منت کشِ عیسےٰ ہوا
تو نے جب اچھا کہا اچھا ہوا

خط جو آیا ہیک کر چپکا ہوا
وصل کا قاصد شگون اچھا ہوا

نامہ بر سے بد گمانی مٹ گئی
وہ برا ٹہیرا وہان اچھا ہوا

دردِ دل کہکر جو چپ ہوتا ہون مین
پوچھتے ہین مجھسے وہ پھر کیا ہوا

فتنہ گر تیرے خرام ناز سے
فتنہ تا ملکِ عدم برپا ہوُا

دیکھتا ہو جو ترے بیمار کو
اپنے گھر جاتا ہے وہ روتا ہوا

شکر ہی خود اُسنے پوچہا مجسے آج | حال دلکا ہجر مین کیسا ہُوا
منزلِ مقصود ہاتہ آتی نہین | پہر رہا ہون ہر طرف بہٹکا ہوا
چرخ کی گردش سے پہر سکا نہین | دل ہمارا تمپہ اب آیا ہوا
عشق کے نیرنگ ہمسے پوچہیے | عمر بہر کیا کیا کیا کیا کیا ہُوا
ایسے کیون انجان ہو تم دی ہو کہو | مینے دل تمکو دیا تہا کیا ہوا
دیدۂ تر مین ہی خاکِ راہِ دوست | پہلے یہ دریا تہا اب صحرا ہوا
غیر سے تمنے بنا ہی دوستی | یہ تو فرماؤ نتیجا کیا ہوا
لاکہ دشمن کچہہ کرین پہرتا ہی کب | اب یہ دل جسکا ہوا اُسکا ہوا
جو مقدر مین ہی وہ ہوگا ضرور | حرف مٹتا ہی کوئی لکہا ہوا
کاش آغوشِ لحد مین چین ہو | مین شبِ ہجران کا ہون جاگا ہوا
دور اُس ناوک فگن سے پہرتا ہی | میرا مُرغِ نامہ بر بہٹکا ہوا

لاکھ تدبیریں کرو آصف تو کیا	
کوئی چھٹ سکتا ہے دل اٹکا ہوا	

دو گھنٹے کے بعد فتح گران سبکو ہمراہ لیکر رنگیلے شاہ کے مزار پر گئے وہان سُنا کہ بیگم صاحب مع خورشید کے کہین اور چلدین جل جلالہٗ۔

گیارہوان برج

فتح گر

کو بڑی بیگم نے لاکھون جتن کیے۔ اور خورشید آرا کو سات
پردون مین چھپا کر رکھا۔ مگر واہ رے فتح گر یہہ فتح علی شاہ بنکر
گھس پل کے پہونچ ہی جاتے تھے۔ آسمان پر تھگلی لگانا
ہاتہیون سے گنّے کہانا۔ شیر کے منہ سے بوٹی چھین لینا
ان کے بائین ہاتہہ کا کرتب تھا۔ حق یون ہی کہ نواب نوشہ کا
گرتا ہوا گھر انہون نے تہام لیا۔ لکھنو کی ماما سکینہ خانم کو

انہون نے وہ چاٹ دی کہ انکا کلمہ پڑہنے اور دم بہرنے لگی
سچ ہے ؎

	اے زر تو خدائی ولیکن بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی	

انہون نے بڑی بیگم کی آنکھون مین پٹی باندہ کر خورشید آرا کو
پٹی پڑہا دی کہ جو تمہاری امی جان کہین وہی کرو۔ اگر اسی مہینے
کے اندر ہی اندر نواب سے عقد نہو جائے تو اپنا نام بدل
ڈالون وہ تدبیر سوجہی ہے کہ پٹ نہ پڑے انشاء اللہ تعالی
بہادر مرزا کو مارون چارون شانے چت۔ سنگ جی ونگ جی
کی ایک نہ چلے۔ بڑی بیگم صاحب نے خورشید آرا کو بلایا وہ
حاضر ہوئین۔ اور آداب بجا لائین۔

بڑی بیگم۔ بابا ابھی ناکردہ کار ہو۔ بہادر مرزا کو تمنے ابھی اچھی طرح پہچانا ہی نہین۔

سکینہ۔ سرکار بھلا ان بچون سے یہ باتین آپ کیا کرتی ہین۔

بہار۔ اے حضور یہ بھلا آپکی حکم عدولی کرسکتی ہین۔

بیگم۔ ہان بس یہی تو مین چاہتی ہون۔ ہمنے دہوپ مین چونڈا نہین سفید کیا ہے۔

اتنے مین بڑی بیگم نماز پڑہنے لگین اور ادہر گھوڑونکی ٹاپون کی آواز آئی اور کسی نے زور سے پکارا۔ او جھٹکے والے بازو سی بازو سے یہ سنتے ہی اس مہوش شوخ وشنگ رشک پری رخان فرنگ نے ایک طرار ابھرا اور چق کے پاس جا کھڑی ہوئی چق اوٹھا کر بیحجاب براگندہ نقاب سڑک کی طرف جھانک کر سوار ہی

دیکھنے لگی۔

پہلے ایک سوار حبشی۔ اسکے بعد دو حبشی سوار۔ اسکے بعد جوڑی گاڑی نہایت ہی بیش بہا عربی گھوڑے۔ سُرنگ۔ کنوتیان بدلتے ہوے جاتے تھے۔ بنے ہوے دونوں کے کلغیاں لگی ہوئی۔ سائیس بھی زرد از زرد۔ گاڑی کی گدیون کے غلاف بھی زرد مخملی۔ یہ شاہ آصف جاہ ہزہائینس میر محبوب علی خان خلد اللہ ملکہٗ و دولتہ فرمانروا ے مُلک دکن کی سواری بادبہاری تھی۔ خورشیدی بیگم ڈلی کھڑی ہی رہی۔ بادشاہ نے ادہر دیکھا تو اس پری نے بصد ناز دلبری جُھک کے سلام کیا۔

حضور بندگان عالی نے بطیب خاطر و کشادہ پیشانی جوابؔ دیا۔

گاڑی کے پیچھے پانچ حبشی سوار اور گاڑیون کا تانتا۔ امرا اور

ایڈیکانگ اور سول اور فوجی افسر اور شاگرد پیشے کے لوگ۔
خورشیدی بیگم اس سواری کو دیر تک دیکھا کی اور جہان بڑی بیگم
صاحب نماز پڑہ رہی تہین وہان کھڑی ہو کر ماما سے کہنے لگی۔
[مین نے تو آج سواری دیکھ لی۔ اللہ چشمِ زخم سے بچاسے
کتنی پیاری صورت ہے۔ آنکھون مین موہنی۔ مگر اِن کالے
کلوٹے حبشی دیوزاد سوارونکو دیکھکر مین ڈر گئی۔
اُف جو کہین اندہیرے مین کوئی دیکھے تو غش ہی آجاسے]
بڑی بیگم نماز سے فارغ ہو گئین اور وظیفہ ابھی شروع نہین
کیا تہا کہ بیگم نے خورشیدی کی طرف مخاطب ہو کر کہا [واہ بیٹا
واہ۔ اچھے گُن سیکھتی چلی ہو۔ آج یہ بھی پہل ہوئی کہ سڑک
پر جاکے چق اوٹھا کے امیرونکی سواریان دیکھو۔ واہ واہ واہ

یہ باتین اچھی نہین ہین۔ میری آنکھون مین خون اوتر آیا۔ نماز پڑھنا
اجیرن ہوگیا اورکس ڈہٹائی سے کہتی ہین کہ ہمنے سلام بھی کیا]
خورشیدی بیگم بولی [اے امّی جان بادشاہ کی سواری
تھی۔ اب کیا اپنے بادشاہ کو بھی نہ دیکھین۔ مجھسے تو نہین رہا گیا آخر
مین نے توجھک کے سلام کرہی لیا۔ اورکسی نے نہین دیکھا بس
سوا ے حضور کے۔
اللہ جانتا ہی جی چاہتا تہا کہ کود کے قدم پکڑلون آج میرا نصیبا
جاگا کہ اتنے بڑے بادشاہ کی سواری دیکھی اور سلام قبول ہوا
بڑی بیگم نے زبانی تو کچہ نہ کہا مگر دل مین بڑی خوش ہوئین کہ
صاحبزادی کو بادشاہ کا اتنا خیال ہے۔ اِنکی ہمیشہ سے راے
تہی کہ جو اپنے بادشاہ کا خیرخواہ ہوگا اوس سے خدا ہمیشہ

خوش رہیگا۔ اتفاقاً نواب مع مصاحب بطور سیر و تفریح اس سمت آئی ہوئی تھی
جب حضور بندگانعالی کی سواری کی آمد ہوی یہہ سب کے سب کیونتر خانہ کے
مین کہڑی ہوکر سواری بادبہاری کی شان و عظمت دیکھنی لگے جسوقت
خورشید آرا بیگم چق اوٹھا کر مجرای عرض کیا اسوقت دریچہ پر نواب کی نگاہ پڑی
جہٹ سی اپنی مصاحبین کو دخوشی مین آکر) جلدی سے وہ دیکہو خورشیدی دریچہ مین
کہڑی ہی۔ مصاحبون نے خورشیدی کو اسوقت سر سے پانون تک دیکہہ لیا جب
وہ سواری دیکہتی تہی مصاحبان کہا خانہ زاد تو بس ع گوری گوری گردن مین طوق
سنت کی دیکہکر کیا عرض کرون سے ہوش اڑتی ہین دیکہکر انکو دہ ایسی دیکھی پری نہ تھی لقا
رئیس۔ اب شعر شاعری تو آپ رہنی دیجئیے کوشش کرو کہ کیطرح انجاح مرام ہو
مصاحب کوئی ہے۔ ادہر آؤ۔ کتاب خانے والے سی
ذرا غیاث اللغات تو لاؤ۔ اور جلدی ابہی لاو۔

سرکار نے کیا فرمایا۔(انجاح مرام) میرے تو ابّا جان اور نانا جان اور نانی امّان نے بھی لَعْلَقَ۔ یُعَلِّقُ۔ یَعْلقاً۔ فہو لعلقار نمی۔ نہین سُنا تھا۔ عنایات لاؤ۔

رئیس۔ اِس مسخرے کو اس وقت بھی دل لگی سوجہتی ہے۔ ع۔

	وای بیدردی کوئی تاپی کسیکا گھر جلے	

خدمتگار نے حاضر ہو کر عرض کی [حضور سبز پوش حاضر ہے] حکم ہوا فوراً بلاؤ۔ ایک میانہ قد عورت۔ کوئی پچیس ۲۵ چھبیس ۲۶ برس کا سن۔ سرخ و سفید۔ برقع پوش۔ برقع بھی سبز اور لباس بھی سبز اور خود سبز تہِ گلگون۔

	حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم	

یہ رئیس عالی تبار کی مصاحبہ خاص تہی - بڑی طرار عورت - تجربہ
کار خسار رجامہ زیب - زاہد فریب - خوش خرام زیبا اندام -
رئیس نوجوان سے اوسکو ایک دلی الفت تھی مگر پاک -
اس عشق وحسن کے جھگڑے چکانے کے وقت یہی کام
آتی تہین - انہون نے بلا کر کہا د سبز پوش میری سبز پری
اس گاڑے وقت میرے آڑے آؤ تو مین سمجھون کہ تم
میری ہو) سبز پوش ایک ہی ٹہٹول منہوڑ عورت - بات تو سمجہ
گئی کہ میان کی کسی پر جان جاتی ہے - اور چوٹ کھایا ہوا
دل ہے - بڑی مشکل ہے - مگر دیکھا جائیگا -
رئیس - اگر تمنے پوری پوری مدد دی تو جان تک حاضر ہے -
سبز - اے تم تو سٹری سے ہو گئے ہو - سوت نہ کپاس کو رہی سے

لٹھم لٹھا - آدمی بنو - صاف صاف بتاؤ - کون ہین - کہان
رہتی ہین - حیدرآباد مین کس کس سے رشتہ داری ہے -
ہندوستان کی ہین یا یہان کی - یون ہی ملنا چاہتی ہو یا
عقد ہونا چاہتے ہو - اُنکے عزیز کون کون ہین - عورتون کے
بس مین ہین یا مردون کے - مرد بوڑہے ہین یا جوان -
نیکھی ہین یا اُلاسنے - گھبراؤ کیون ہو - مین تو آسمان کے
تارے تمہارے لئے اوتار کے لے آؤن - مگر ذری چہری
تلے دم تو لو -

رئیس - اللہ جانتا ہے کہ میری نظر سے ایسی پری نہین گذری
تہی - مین دل کو کیا کرون -

سبز - میان سچ کہتے ہو - ہاے یہ اندر والا نہین مانتا - اسکو

کسی کروٹ چین نہین آیا۔

رئیس۔ تم مین ایک وصف یہ ہو کہ تمہارا مرغ دل بہی چوٹ کہایا ہوا ہو۔ ضرور چوٹ کہائی ہے۔

سبز۔ کیا جانے۔ ارے ہم سب پاپڑ بیل چکے ہین ؎

	تری گلی مین ہم اسطرح سے ہین آئے ہوئے شکار ہو کوئی جسطرح چوٹ کہائے ہوئے	

رئیس۔ اچہا لے اب مطلب کی بات سُنو دکانین کچہہ کہا)

سبز (رئیس کا مُنہ دہنے ہاتہہ سے بند کرکے) ارے رے رے رے!!! وہان جاکے آنکہہ لڑی۔ مین وہان جاتی ہون۔ خورشید آرا بیگم کو بہی جانتی ہون۔ اُفوہ۔ یہ کہو۔ دور کی کوڑی لائے مگر اسمین شک نہین کہ سچ مُچ پری ہی بلکہ پری سے بہی دو ہاتہہ بڑہ کر

پہر سے پہر سے لیس - عمر ابہی کیا ہی - بالکل بچہ - دودہ کے دانت
بہی نہ ٹوٹے ہونگے - ہاتہہ پانون کیسے اچہے تک سُک سے درست -
قد نہ تاڑ کہ بچہڑا معلوم ہوا ورنہ ٹہنگنی کہ بونی کی پہتی ہو -
رئیس - یہ تو سب ہوا مگر کچہہ وعدہ تو دے جاؤ - کچہہ اقرار تو کئے
جاؤ - مین بے اس کے جانے نہ دونگا -
سبز - اے ہی تم تو اب بڑی جلد بازی کرنے لگے - میرا ذمہ اگر
اسی اٹہوارے مین اسی مسہری اسی سیج پر نہ سولی ہون
اور مین پانون نہ دباتی ہون تو جو چور کی سزا وہ لونڈی کی -
لے خدا حافظ - اب سُنئے کہ نواب نوشہ مخمور نے ایک دفعہ
آہ سرد بہر کر کُٹہڑے سے کہا ؎

	اوسکی چتون نظر مین پہرتی ہی	

اک چھری سی جگر مین پھرتی ہی

ہاے اوس جادو نگاہ پرکالہ آتش سحر آفرین کے تیر نگہہ کا گھائل ہون اوس عنبر مو کی زلف عنبر بیز کے دام مین دل ایسا پھنسا کہ نکلنا دشوار ہی ؎

نکلنا سخت مشکل ہو نہ کیونکر کوے قاتل سے
جہان عاشق تڑپتے ہون ہزارون غم بسمل سے

اوس معشوقہ نازنین مہ جبین کی ایک ایک ادا پر دل لوٹ پوٹ ہی تیر عشق دل کے آر پار ؎

یہ ناز یہ نگاہ یہ چھل بل یہ شوخیان
اُس سے بھی تم سوا ہو قیامت سے کم نہین

اپنے ایک مصاحب خاص سے جو مزاج دان اور رازدار تھا

انہون نے کہا بھتیا یا تو یہ جان لے گی یا تنِ مردہ مین جان ڈالدے گی۔

رئیس یعنے نواب نوشہ مخمور نے ہاتھہ پکڑکر کہا مین بے غزل سُنے ہوے نہ جانے دونگا غزل گاکے جاؤ سبزپوش نے یہ غزل گائی ؎

جن جنکے قتل اہلِ وفا بے خطا کیا
اب ہاتھہ ملکے کہتے ہو مین نے یہ کیا کیا

نواب۔ بارک اللہ کیا مطلع ہوا ہے ؎

پوچھو یہ کون کیون ستم ناروا کیا
اُس فتنہ گر کے ذہن مین جو آگیا کیا

بھورے۔ اہہی بے مثل شعر ہے ؎

قربان سرکو تم پہ کیا دل فدا کیا
جو دوستی کا حق تہا وہ پورا ادا کیا

نواب اور بہورے دونون نے تعریف کی ۔

ملنے کہا تمہین پہ دل و دین فدا کیا
سُنکر دیا جواب نہایت بُرا کیا

نواب ۔ یہ کسکی غزل ہے بہئی ۔

تیری خطا نہین یہ ہمارا قصور ہی
ہمنے ہی جان کہکے تجہے بیوفا کیا

بہورے ۔ بہت ہی خوب ۔

ہو حق کے نعرے تو نے سنے ہونگے زاہدا
مستون نے میکدہ مین بہی ذکرِ خدا کیا

نواب - اہا ہا ہا - بارک اللہ ٥

اسکو جواب بن نہ پڑا کچھ بجز سکوت | اُن پہلوؤں سے ہمنے ستم کا گلا کیا

ہی کام عاشقی کا نرالا جہان سے
کیا پوچھتے ہو کیا نہ کیا اور کیا کیا

نواب - رنگ تو حضور کا معلوم ہوتا ہے۔ بندگان عالی

بھورے - مین کہنے ہی کو تہا ٥

اپنی سے میرے دلکو جدا کر تو ہی کمال
یہ کیا کیا جو تن سے مرا سر جدا کیا

نواب - جو شعر ہے چوٹی کا ہی ٥

اس دن انکو جان لینگے قیامت کا دن ہے یہ
جس روز تو نے ایک بھی وعدہ وفا کیا

بہورسے - کیا خوب ؎

جب اپنی خاک جمع ہوئی لے اُڑی صبا
بن بنکے یون نشان ہمارا مٹا کیا

نواب - اے سُبحان اللہ -

بندے ہی جب ہوے تو گنہگار کیون نہون
تو بخشدے قصور جو ہمنے کیا کیا

نواب - پہر گاؤ ؎

یہ چتونین یہ نوک پلک یہ شرارتین
مین جانتا ہون تو نے مرا فیصلا کیا

نواب - کیا قافیہ چمکا ہے ؎

تمنے تو کی ہے ایک زمانے کی پرورش

آصف سلوک تمسے زمانے نے کیا کیا

نواب۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔

دوسرے دن سبزپوش پھر آئی ۔

نواب۔ آج تو تم قتل ہی پرآمادہ ہو غضب کا جوبن ہی اور کچہ نہین تو ایک بوسہ ہی دیدو ظالم۔

سبز۔ خبردار بس دورہی دورسے باتین کیجیے۔ بوسہ وسہ مین نہین جانتی یہ ٹھنڈی گرمیان مین نہین جانتی ۔

نواب۔ کیا ایک بوسے مین گال گھس جائینگے ۔

سبز۔ گال تو نہین گھس جائینگے مگر تم مردون کا اعتبار کسے ۔

نواب۔ کھو گئی تہین ۔

سبز۔ بیشک گئی تھی ۔

نواب فسیح۔

سبز۔ ہان ہان فتح فتح اون کے یہان ایک چھوکری ہے دلبہار اوس سے مین نے جا کے لوٹہ لی معاملہ سب لیس ہے تمہاری طرف سے کوئی فتح علی شاہ جاتے ہین اون کا کہنا سُننا بڑی بیگم بہت مانتی ہین اور شاہ جی تمہارا جامہ پہنے ہوے ہین لے اب کیا پوچھنا ہی پانچون گھی مین۔

نواب۔ ای تمہارے مُنہ مین گھی شکر۔

مسخرہ۔ اور ہمارے منہ مین۔

سبز [آہستہ سے] پ اپ وش۔

اسپر مسخرہ صاحب بہت بگڑے اور جتنے بیٹھے تھے سب نے قہقہہ لگایا اتنے مین سبز پوش رخصت ہوئی اور ایک درویش نواب صاحب سے ملنے آئی تخلیہ ہو گیا۔

چٹتری منگنی اور پٹ تراپیاہ

متصنفه

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام
کہیں جشن نوشاہ کی دھوم دھام

دکن سے اُٹھا ابر مشکین پرند
صدا اشربو کی ہے ہر سو بلند

موذن بھی کہتا ہے حی الصبوح
کہ جان بخش ہے بادۂ راح روح

یہ رندونکی بیٹھی شوالومنین ہلاک
کہ پنڈت بھی پینے لگے جام پاک

در میکدہ ہی کہ جنت کا باب	لگا ہی کھڑے ٹھٹھہ ہین شیخ و شاب
نکھر کر وہ آئی عروس بہار	ہی دھانی لباس اور پھولونکی ہار
عروس بہاری ہی گل پیرہن	گل اندام گلفام اور گلبدن
خدا پاک کو دل سی مرغوب ہے	کہ قدر نگارنگ اوسکو مطلوب ہے
وہ رم جھم برستا ہی مینہ ساقیا	مرے منہ سی اکشا کی بوتل لگا
مسیت ہون ایسی نشاۂ جمبین	پئی جائین جبتک نہ بوندین تھمین
وہ پھر اٹھی ہان کالی کالی گھٹا	ترستے در پہ رندونکا ہی جمگھٹا
و نادن اُڑین کاگ بوتلکی آج	رہی شاہ آصف کا تا حشر راج

لٹائینگے مینخانے مین جنس و نقد
کہ ہی آج خورشید آرا کا عقد

ہم بھی کہتے ہیں کہ بار خدایا یہ کس جلوس میمنت مانوس کس جشن

فرخ کی تیاری ہے کس خسرو گل کی چمنستان جہان مین سواری ہے کہ ماہ سے ماہی تک جسے دیکھو تماشائی ہے روش روش پر نسیم سحر یہ مژدہ طرب انگیز سنا آئی کہ بلبلین کہان ہین خوشی کے شادیانے بجائین شہر بھر کے پیر مغان اپنی اپنی دوکانین سجائین رندان تر دماغ مست ہو ہو کر حافظ شیراز کی غزلین گائین —

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما
مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

جس دن کا ذکر خیر ہم زبان قلم معجز رقم پہ لاے وہ رشک صبح عید ہے ۔ بلاشک اور بلا شبہ وہ دید ہے نہ شنید ہے ۔ اور شب نور افشان ضیا باری مین غیرت خورشید ہے ۔

سہانا سماں باد نو روزی محلہ بیز۔ ہوا کے جھونکے گلریز۔ طرۂ طرار مہوشانِ گلعذار رشک خوبان فرخار ختن پر طعنہ زن عنبر ترازِ مشک تتار۔ زلف قیر آگین و عطر بیز عود قماری ہے۔ کیون نہو عروس بہاری کی سواری ہے۔ ساری خدائی مست ہی محتسب جام بدست ہی۔

زینت النسا۔ سنبل مو۔ پری بیگم پری رو۔ دولہن بیگم یاسمن بو۔ کوئی شوخ و شنگ۔ کوئی رشک گلرخان فرنگ۔ کوئی کافر بدکیش ستم کوش۔ بادۂ مسرت کا ہر طرف جوش ہر خاتونِ مہ جبین ناز آفرین۔ غارت گر دین۔

زینت النسا کی ہر ادا مین سو سو ادائین۔ جو عاشق مزاج دیکھہ پاتا یہ مطلع زبان پر لاتا ہے

بدام زلف دلم را شکار خود کردی
ترحمے بکن اکنون کہ کار خود کردی

دولہن بیگم - بالکل کم سن مگر پرکالہ آتش ہے

خدا ترا بہت ناداں درا زسن تو کرے
ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

پری بیگم - اسم بامسمے سچ مچ کی پری - نازک اندام نازک دا مگر

سادگی سے سخن عشق در گوش نہین
ابھی کم سن ہین کسی بات کا کچہ ہوش نہین

اب سوال یہ ہے کہ عروس مہ لقا خورشید آرا کی کس سے شادی
ہے - کون خوش نصیب اس پرستان کی پری کو عقد نکاح مین
لائے گا - قارون کا خزانہ پائے گا جی تو نہین چاہتا کہ اسقدر

جلد بتا دین۔ مگر خیر ناظرین کی خاطر ہے۔

بہا در مرزا۔ دولہا بنکے آنے والے ہین۔ ارے! یہ کیا غضب کی بات سُننے مین آئی۔ یہ کیا خورشیدی بچاری پر آفت ڈہائی۔ ہمارے نواب نوشہ کا کیا حال ہوگا۔ جلنا جنجال دنیا مین رہنا جان کا وبال ہوگا۔

آب سنئے کہ شادی کی تیاریان دہڑے اور دہوم کے ساتھہ ہونے لگین۔ یا الٰہی خیر کیجیو۔

گوٹے والے سنہری۔ رہپلی لچکا۔ بنت گوکہرو۔ چمپا چٹکی۔ گوٹا۔ بانکڑی۔ کرن۔ لیس لئے چلے آتے ہین۔ کامدانی کے تہان دوپٹے کرتیان دکہائی جاتی ہین۔ زربفت کمخواب مشروع۔ گلبدن۔ اطلس۔ ساسرلیٹ۔ دریائی دکہائی جاتی ہے۔ سنار

قطار در قطار بیٹھے ہوے چاندی سونے کے برتن بنا رہے
ہین۔ کہین مینا ہو رہا ہے کہین کندن۔ باریک چاول دور
دور کے شہرون سے آتا ہے اور ہر قسم کے غلّے اور شکر
اور چینی اور قند اور مسالے اور اعلےٰ سے اعلےٰ درجے کے
گھی کا انبار لگایا جاتا ہے۔ کیوڑے گلاب کے قرابے کے
قرابے بھرے جاتے ہین۔ قنوج۔ جونپور۔ لکھنو سے فرمایشی
عطر بڑا قیمتی چلا آتا ہے۔ بسوان لکھنو۔ بنارس۔ فیض آباد سے
تمباکو سے کشیدنی و خوردنی کے پارسل پر پارسل آ رہے ہین۔
کٹک کے سُنار چاندی کا کام بنانے کے لئے بُلوائے
گئے ہین۔ غرضکہ شادی کا سامان پورا لیس ہی۔
خورشید آرا کا تو یہ سب سامان دیکھکر ابتک خدا جانے

کیا حال ہوا ہوتا مگر دوبا توں سے اسکا دل مضبوط تہا ایک فتح علیشاہ کے عقیدے سے اور دوسرا سبب ہم اس ناول کے آخر مین بتائین گے۔

یہ ہنڈیا سب اندر ہی اندر پک رہی تھی۔ عورتون مین بڑی بیگم اور مردون مین خورشیدی کے چچاؤن کے سوا اور کسی کو کانون کان خبر بھی نہ تھی ع۔

	نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا	

تمام شہر بہر مین دہوم مچگئی۔ مگر نواب مخمور کو مثل خورشید آرا کے اون خبرون اور تیاریون کا ذرا بھی خیال نہ تہا۔ گھر کی باندیون خادماؤن خادمون نوکر چاکرون مین اندر سے باہر تک یہی چرچا تہا۔

مہتاب - بہار یہ تیاریان چھوٹی بیگم کے لیے ہو رہی ہین نا -

بہار - اسے نہین بہن - بڑی بیگم اپنا عقد کرنے والی ہین -

تو بھی گدہی رہی - اور اس گھر مین کون بن بیاہی ہے -

تو یا مین -

آب سنئے کہ ایک خواص نے آنکر عرض کیا کہ [سرکار وہ شاہ جی آئے ہین] حکم ہوا پردہ کرادو اور شہ نشین مین باغ کی طرف بٹھا دو کہ اوس رخ سے پردہ ہو جاوے وہ [مردانہ آتلہے] کہتی ہوئی شاہ جی کو لائی اور جہان حکم ہوا تہا وہان بٹھا دیا -

ناظرین متحیر ہونگے کہ یہ شاہ جی یہان کہان پہونچے - یہ شاہ جی کون ہین - سوا سے شکست گر کے اور کون ہو سکتا تہا - وہی فتح گر - فتح علی شاہ -

اِس گھس بیٹھیہ کا آدمی بھی نہین دیکھا - بایان قدم لے اُستاد کا -
نواب مخمور کا تو دوست اور بیاہا سُر ہی تہا خورشید سے اِس طرح ملا
کہ وہ اسکا دم بھرنے لگی - گھر کے سب آدمیون کو مِلا لیا اب
بڑی بیگم تک رسائی پائی - واہ رے شکست گر - تو فتح گرِ تیراباب
فتح گر -

ہوا یہ کہ بیگم صاحب کے اگلے پچھلے کُل حال ادہر اُدہر آدمیون
نوکرون وغیرہ سے دریافت کرکے کُل امور سے واقف
ہوگیا -

بیگم صاحب کے پاس اونکی ایک آتوجی سنے جنھون نے بیگم کی
بہنون کو پڑہایا تہا فتح علی شاہ کو سب سکہادیا - شاہ جی سے جے
پوچہا فوراً صحیح جواب پایا - بس عقیدہ جم گیا -

شاہ جی نے یہ پٹی پڑھا دی اور کامل یقین دلا دیا کہ فلان تاریخ کو اگر خورشید آرا بیگم کا عقد ہو گا تو جو بچہ پیدا ہو گا سال بھر کے اندر دو کرور روپیے کا مالک ہو جائے گا۔ عقیدہ تو جما ہوا ہی تہا فوراً یقین کامل آگیا اور ٹہان لی کہ چاہے ادہر کی دنیا اودہر ہو جائے عقد اوسی تاریخ کو ہو گا۔ یہ ساعت ٹل نہین سکتی۔ فتح گر نے یہ بھی یقین دلا دیا تہا کہ اگر نوشہ کو گھوڑے پر سوار ہونے کے بعد چکر آئے یا غش آئے یا جی مالش کرے یا بخار معلوم ہو یا کوئی آثار علالت ظاہر ہون تو عقد نہ کرنا۔ ہرگز نکرنا۔ دوسرا نوشہ اوسی وقت تجویز کر لینا۔ اسکا بھی بڑی بیگم کو بدل خیال تہا۔ غرضکہ جو جو بات فتح علیشاہ نے کہی سب کی تعمیل کو یہہ فرض سمجھین اور بعد خدا و رسولؐ خدا شاہ جی کو تصور کرنے لگین۔

اور اونکی بیعت لانے پر تہ دل سے مستعد ہوگئین۔

شاہ جی کو بڑی بیگم نے دس سے پوری اشرفیان ایک چاندی کی قیمتی ڈبیا مین بند کر کے دین ۔ فتح علیشاہ نے انکار کیا اور کہا فقیر کا گھر بڑا ہے۔ یہ کہکر رخصت ہوے۔

خورشید آرا نے اپنے گوندے لگا رکھے تھے کہ لڈو لیئے رہین۔ اور گھر کی عورتین سب ملی ہوئی تھین۔ شاہ جی کے جاتے ہی چھوٹی بیگم کو رتی رتی حال کی خبر ہوگئی۔ طبیعت بشاش چہرہ گلنار مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہین سماتی تھی۔ بیگم نے اپنے دیورون سے شاہ جی کے حکم کا حال کہا وہ تو بھاوج کے حکم کے مطیع تھے ہی۔ کہا اب ذرا خورشید آرا کو بلا کر تسلی کی باتین کرو۔ ڈھارس دو۔ ہم دونون چپکے چپکے آڑ مین سے سنین گی۔

بیگم صاحب نے خواص بھیجکر خورشیدی کو بلوایا۔ یہ سُنتے ہی کہ سرکار
نے یاد کیا ہے باچھین کھل گیئن اور جھٹ پٹ دوڑی آئی۔
جُھک کر آداب بجا لائی اور قدمون پر گر کر رونے لگی۔ بڑی بیگم
نے گلے سے لگایا پیار کیا اور کہا بیٹا وہ شُبھ گھڑی جلد آنیوالی
ہے کہ تم دولہن بنی ہوگی سُکھپال پر سوار ہو کر آگے آگے دولہا کا
عربی گھوڑا پیچھے پیچھے تم دولہن بنی ہولی باجا بجتا ہوا سُسرال
جاؤ گی۔ خورشیدی نے سر جُھکا لیا۔

بہار۔ اللہ وہ گھڑی دکھائے۔

مہتاب۔ آمین اللہ۔

خواص۔ وہ بہاری پیاری کے جوڑے ہمکو ملین گے کہ جسکا
حق ہے۔

اب بڑی بیگم اور منجھلے میان کے دل مین ڈھارس ہوئی اور
دیور نے کہا پالا مار لیا بھابی جان ۔ انھون نے کہا [مبارک
ہو ۔ لے اب تیاری جلد کرو] منجھلے میان بولے ۔ اب اسمین
باقی کیا ہے ۔ کپڑا پارچہ زیور جواہرات ۔ فرش فروش
آدمیون کے جوڑے یہ وہ سب ہمین دم موجود ۔ بیگمات
اور دامادون اور عزیزون کے جوڑے دیکھنے کے قابل ہین
میان شکست گر نے گھر جاتے ہی [فتح علیشاہ کے نام کی فتح
ہے بحکم معبود ۔ بیا ریا وہ] کی ہانک لگائی ۔

شیو دت ۔ آگئے آگئے شاہ جی آگئے ۔

نواب ۔ شاہ جی دعاے خیر دیجئے ۔

شاہ ۔ اپنے ہاتھ سے جام بھر بھر کر پلا ۔

	ہان بہلا کر ترا بہلا ہوگا یہی درویش کی صدا ہی آج	

بہورے۔ شاہ جی ابے سلام۔

شاہ۔ آبادرہ بچاّ۔ لا دودہوا پلا دودہوا پلا۔

شیودت۔ ابے تو مسخرے کچہ منہ سے بولتا بھی ہی۔

شاہ۔ ارے یار۔ یاردن کی پانچون گھی مین اور اس

مسخرے کہڑے مردود کا سر کڑہائی مین ہی فتح فتح فتح۔

بہورے۔ آمین۔

نسا۔ کچہ خلاصہ کہہ تو دو۔

فتح۔ بے جام کے نہ کہین گے۔

آتنے مین خدمتگار نے جام دیا۔ پیکر کہا۔ یہی کل حال بتاؤنگا

دیوار گوش دارد فهمیده لب بجنبان مگر بھگوت کی قسم رقیب کو
مارا چارون شانے چت -

وہ مارا ایسی ییتسی بہادر مرزا کی اور اوسکے باپ کی اور روم مین
نمدار نہیر سنگہ اور اوسکے دادا کی پردادا کی -

منسا - اے تو جیتا رہ میرے شیر -

فرخ - مگر مختصر حال بتایئے تو کوئی ہرج نہین معلوم ہوتا -

شیو دت - شکست گرہی کی راے پر رکھو -

نواب - یہ بڑا کھوہ ہے -

مسخرہ - کھوہ - اے حضور جتنا اوپر اوتنا ہی نیچے اوتنا
ہی اوپر -

فرخ - بھئی خدا کرے کوشش مشکور ہو -

مسخرہ۔ آمین۔

بھورسے۔ [شیو دت گر کو علحدہ لیجا کر] شکست گر سی پوچھو تو بلا کے بطور خود ذرا۔

شیو دت۔ ارے بھائی سو دوست سو دشمن۔

بھورسے۔ تو یہان تو کوئی ایسا ہی نہین۔

شیو دت۔ اِس مسخرے اور ان مرزا صاحب کا اعتبار آپ کو ہوگا۔ میرے کو تو نہین ہی۔

بھورسے۔ اچھا پوچھین گے۔

شیو دت۔ وہ تو خدا ہی نے کہا ہی۔

فتح گر نے اتنی دیر مین آدھی بوتل ختم کی اور کہا بھئی سب سے بوسہ لئے نہ مانین گے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب اور شیو دت

بیگم۔ ارے جلدی دولہا لاؤ

بڑی بیگم تو قریب پاگل ہو گئین۔ اُنپر تو فتح علیشاہ کی قول کا پورا اثر پڑا۔ یہ تو تہِ دل سے چاہتی تھین کہ جھٹ عقد ہو جائے۔ مردون مین مشورہ ہوا کہ نواب نوشہ بُرا لڑکا نہین ہے خوبصورت ہے حسین ہے تندرست ہے تربیت یافتہ ہے۔ روپیے والا ہے صحبت اچھی ہے۔ عالی خاندان کیسا کچھ نجیب الطرفین۔ بیگم صاحب سے کہا گیا کہ اب آپ جہالت کو چھوڑیے اللہ کو یہی منظور ہے کہ نواب نوشہ اور خورشیدی کا پیوند ہو۔ اور لڑکا ہر طرح سے ہونہار سعادتمند۔ بدوضع نہین۔ پڑھا لکھا۔ دو ایک اور بیگمات نے بھی نواب مخمور کی تعریف کی اور ہر طرح سے بیگمصاحب کے دل پر رنگ جما دیا۔ انھون نے فتح علیشاہ سے

تخلیہ مین پوچھا۔ شاہ جی کا توکل کیا دھرا ہی تھا۔ تھوڑی دیر مراقبہ مین گئے اور کہا حکم معبود یہی ہے۔ اسی وقت پیغام گیا۔ نواب کی والدہ اور بہنون اور پھوپھی نے منظور کیا۔ وقت کم رہگیا تھا مہندی کی رسم اوسی وقت ادا کی گئی۔ ساچق بھی چٹکیون مین گئی دوسرے روز دعوت کے رقعے تقسیم ہوے۔

شیووت گر کے ہان جشن جمشیدی۔ نواب نوشہ مخمور نے چولی کے طائفے بلوائے۔ چٹ تری منگنی اور پٹ ترا بیاہ۔ دوسرے روز برات گئی۔

برات بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ اس قرینے سے دولہن کے مکان گئی۔ سب کے پہلے نشان کا ہاتھی۔ حضوری فیلخانہ مبارک کا مست گنجل۔ اکڈ نتا۔ جھومتا جاتا لگا وہ مست گنجل۔ ہاتھی جھومتا

پہیلا - اسکا نام نوبت پہاڑ تہا - مستک پر سیندور کا رنگ اور کچھ نیلا پیلا - جہول زرد - فیلبان زرد از زرد - دو چرکھے ہمراہ ایک سونڑ کے ادہر - ایک اودہر - ہاتھی کے ایک پانون مین بہاری زنجیر - آگے آگے دس بلّم بردار - زر دوزی نشان - پہریرا اوڑ رہا تہا جہنڈے پر ع -

	نصرٌ من اللہ فتحٌ قریب	

دور سے پڑہ لیا جاتا تہا - ہاتھی کے بعد نظم جمعیت - راٹہور چہتری سوار - گہوڑون پر پرانے فیشن کے خوگیر - وردیان معمولی سفید بنی دار پگڑی - چہرے سے سپہ گری صاف ظاہر اور کیون نہو چہتری ہین - جنکی تعریف مین ٹاڈ صاحب سے باخبر مورخ نے اپنی مشہور کتاب راجستان مین پُل باندہ دئی ہین -

سب تلوار کے دہنی ۔

اِنکے بعد سند ہی سوار ۔ بقاعدہ ۔ جرار و کرار ۔ پورے سپاہی اونکے بعد جمعدار پیشہ ۔ عمدہ عمدہ گھوڑون پر سوار ۔ گھوڑے ہوا سے باتین کرتے ہوے زمین پر قدم رکھنا سیکھا ہی نہ تھا کوئی مہدوی پٹھان ۔ کوئی عرب مسالے دار چمکتی ہوئی کلیان سر پر ۔ بانکی ۔ کوئی دہانی کوئی زعفرانی ۔ ناندیڑ کی بنی ہوئی بہت باریک پگڑیان ۔ ران پڑی جمائے ہوے پشت توسن پر ڈٹے ہوے ۔ اِنکے بعد عرب ۔ پہلے سوار ۔ گھوڑے باد رفتار پھر پیادے ۔ عربی مین گاتے بجاتے لمگیان پلٹتے ۔ ناچتے جاتے تھے مگر یہ ناچ بھانڈون یا کتھکون کا ناچ نہ تھا ۔ مردانہ ناچ تھا ۔ سپاہیون کا ناچ ۔ بعد ازان جوش آئے ۔ یہ پیدل

یہ بھی گاتے بجاتے تھے۔سب قوی ہیکل۔سکھون کی جماعت تہوڑی تھی مگر دس سکھ سو سپاہیون پر بہاری۔اسکے بعد باجا مغلی۔طنبور۔بانسری۔تاشا۔مرفا۔علاقہ صرفخاص کے سترہ ڈنکے انگریزی بینڈ کی کئی برادریان۔باجا بجانے والے سب ہوشیار۔دکن کے رئیسون کے ہان کے چوبدار ہرکارے آرایش کثرت سے تھی اور اچھی بنی تھی۔آتشبازی جا بجا چہوٹتی جاتی تھی۔ہوائی نشان کے پاس سے چہوٹتی تھی اور چرخ چنبر بن کی خبر لاتی تھی۔روشنی کا خوب انتظام تہا اگر رائی یا خشخاش کا دانہ گرتا تو اندہے تک کو سوجہتا۔نوشہ کے گلگون صبا رفتار بادپا کے آگے براتی امرا روسا عماید عزیز اقربا مصاحب اہلکار۔یار دوست خرامان خرامان جاتے تھے

نوشہ کا گھوڑا اخاص الخاص عرب۔ زین زردوزی بھاری سیاسان
چاندی کا ۵

	زرد گھوڑیکی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہی دولھن پہنے ہوئے چمپا کلی معلوم ہوتی ہی	

دولہا سرخ و سفید۔ نہایت خوشرو۔ کلائی شیر نر کی سی۔ کمر چیتے کی سی
ہاتھہ پانون سڈول۔ خوبصورت۔ بھاری خلعت۔ قیمتی جوڑا
زیب تن مقیش کا سہرا۔ اوسپر پہولون کا سہرا۔ دست حنائی مین
سروہی جوہردار۔ ایک بات رہی جاتی ہے۔ یون تو یہ برات
ہر طرح قابل دید تھی اور لایق تعریف۔ لیکن پانچ چھہ ہاتھیون پر
جو لولیان پری چہرہ جوان نوخاستہ اداے دلربا کے ساتھہ
متمکن تھین اوس سے بڑی بہار معلوم ہوتی تھی اور جلے تن

عاشق مزاج تماشبین برات بھرین ان ہاتھیوں ہی کو زیادہ
پسند کرتے اور یون چہل مذاق کرتے تھے اور عاشقی کا
دم بھرتے تھے -
ایک بھئی یہ رنگین ہاتھی سب سے اچھے -
دوسرا - ارے یار فوجدار بھتیا فیلبان - ذرا ہاتھی بٹھادو
ہم بھی چڑھ جائین -
تیسرا - اللہ کرے ہاتھی کا پانون پھسلے -
چوتھا - بس برات بھر مین اسی کے دم کا جھورا [ظهوره] ہی -
پانچوان - جی چاہتا ہے ہاتھی پر کود پڑون -
جو رنڈیان سیدہی یا مھذب یا کم گو یا مغرور تھین وہ تو ان
لچون کا جواب نہین دیتی تھین اور جو طرار اور حاضر جواب تھین

وہ چوملکی جگت لڑاتی تھین۔جس تماش بین نے کہا تھا ہاتھی بٹھا دو ہم بھی آئین۔اوسکے جواب مین رنڈی نے کہا [آؤ آؤ بھائی بہن کے ساتھ بیٹھو۔وہان طبلہ کون بجاے گا۔

اسپر یار لوگون نے قہقہے لگاے۔جس نے کہا تھا اللہ کرے ہاتھی کا پانون پھسل پڑے۔اسکا جواب یون شوخ زبان راز نے دیا۔[اللہ کرے جب ہم ہاتھی سے اوتر جائین تو ہاتھی تجھپر پھٹ پڑے]

الغرض برات اس عظمت وشان کے ساتھ دولھن کے مکان پر پہونچی۔اب باجا بہت ہی زور زور سے بجنے لگا۔اور دولھن والون کے کلیجے ہاتھ بھر کے ہو گئے۔

برات مستورات نے کوٹھے پر سے دیکھی تھی جتنی عورتین تھین

سب دولہا کو دیکھکر عش عش کرتی تہین کہ واہ کیا صورت پائی ہی
آنکھوںمین موہنی ہے ۵

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

جس جس راستے سے برات کر و فر کے ساتھہ آئی جس نے دیکھا
تعریف کی کہ دولہا ہو تو ایسا - معلوم ہوتا تہا کہ شیر نر کے بچے
کو گہوڑے پر سوار کردیا ہے - اور پہر بہدا انہین تہلتہل نہین -
ہاتہہ پانون سانچے کے ڈہلے ہوے سڈول -
عورتین خصوصاً ٹکٹکی باندہکر گہورتی تہین اور کہین کہین رنگین مزاج
اور بیباک عورتین اپنی ہمجولیون سے باہم چہل بہی کرتی تہین -
اے کیون دولہا کو چومنا چاہے تو چوموا لو یا نہین -

۲۔ واہ وا۔ یہ خوب سوال کیا اگر وہ منہ چومے تو ہم زبردستی اتنی

مچھیان لین کہ گورے گورے گال اور بھی لال ہو جائین۔

۱۔ اور جو تم کسی کی بہو بیٹی ہوتین اور نکاح ہو گیا ہوتا تو وہ بیچارہ

اپنا سر ہی پیٹ لیتا۔

۲۔ ارے ہم خود اوسکا سر پیٹ لیتے۔

دولہا نے برات کے روز بعد مغرب اصلاح بنوائی تھی۔ یہ سبزہ آغاز

تھے۔ اصلاح کے بعد جوڑا زیب تن ہوا عطر مین ڈوبے

ہوے۔ اِنکے مامون نے سہرا باندہا جس سے اب یہ پوری

نوشہ بنگئے۔ فرط طرب سے کبھی کبھی آنکھون سے آنسو نکل جاتے

تھے۔ اور یہی بعینہ دولہن کا میکے مین حال تہا مگر دوشیزہ

اور کم سن ہونے کے سبب سے حیا کا تقاضا تہا کہ دل کو

تھاموا ور ضبط شادمانی کرو۔ بہت مصیبتیں سہنے کے بعد یہ دن اللہ نے دکھایا ہے۔ نوشۂ مطلوب پایا ہے۔ آرزوی دلی برآئی خدائی یہ سُبھہ گھڑی دکھائی کہ دولہن بنی۔

آدھی رات کو یہ برات جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے روانہ ہوئی تھی جب برات داخل منزلِ مقصود ہوئی تو براتی سب علیحدہ ہوگئے صرف دولہا کے قرابتدار قریبہ رہے۔ دولہا اپنا گھوڑا پھاٹک کے قریب لے گئے۔ یہان ایک عورت کی گود مین دولہن نکیلی مگر شرمیلی دولہن آئی۔

پھاٹک کے پاس دولہن نے پردے کے اندر سے پھول اور چاول دولہا کے سر پر تین مرتبہ پھینکے اور پھر اسی طرح دولہا کے ہاتھ سے دولہن کے سر پر پھکوا ے گئے۔

آب دولہا کو مردانے مکان مین لے گئے۔ جس کمرے مین دولہا
بیٹھنے کو تھے اوسکے دروازے دولہا کے سالون سے بند
کر لئے۔ اور اب سمدہنون مین مذاق کی باتین ہونے
لگین۔ دولہا کے سالے اس مذاق مین چپ رہے اور دولہا نے
مجبور ہوکر اونکو کچھ جرمانہ دیا ع۔

	آتش شوق تیز تر گردد	

کا معاملہ تھا۔ سالے تو جیتے ہوئے وہان سے چلدئے۔ اس
رسم کو [ڈھنگانا] کہتے ہین۔ حیدرآباد کے اہل اسلام کی یہ قدیم
رسم ہے۔

آب دولہا نے مسند کو زینت بخشی اور برائی پایہ بیٹھے۔ نماز
صبح کے وقت ایک صاحب دولہن اور ایک صاحب دولہا کیجانب

سے قاضی صاحب کو بُلا اسے گئے۔ قاضی صاحب بردیمانی وربر
اور شملہ بمقدار حلم پہ سر عقیق کا گنڈا ہاتھ مین لئے ہوے سر گھٹا
کفش پانو مین اس قطع سے تشریف لائے مہر کی نسبت گفتگو شروع
ہوئی دولہا کی جانب ایک صاحب اور دولہن کی جانب سے دو
صاحب وکالتاً مقرر ہوے اب مہر کے معاملہ مین بحث پیش ہوئی
پُرانی ایشیائی رسم کے مطابق دولہن والونکی دلی خواہش تھی کہ
مہر زیادہ سے زیادہ ہو۔ اور دولہا والونکی کوشش کہ مہر کم ہو۔ اور
ادھر دولہا دل مین جھلا جھلا کے رہجاتا تھا کہ ان بڈھون نے
یہ کیا نکا روگ لگا یا ہے۔ مہر کا جھگڑا خواہ مخواہ نکالا ہے۔ اگر میرا
بس چلتا تو مین ان سے دست بستہ کہتا کہ قبلہ آپ یہان خوب
پیٹ بھر کے لیاڈگی کیجئے۔ بندے کو تو بس جھٹ سے دولہن کے

پلنگ پر بٹھا دیجیے اور وہان کی رسمین شروع ہو جاتین -
یہان قاضی صاحب قبلہ اور مفتی صاحب مدظلہ العالی اور
شاہ جی صاحب ولی حق آگاہ پُرانے دقیا نوسی خیال والے
مہر کی نسبت گھنٹون بحث کر رہے ہین -
آستنے مین نوشہ کے ایک عزیز نے کان مین جھک کر کہا
[کہو بچہ اب تو سونے کی چڑیا ہاتھ لگی - اب تو چاندسی دولہن بغل
مین آئی] نوشہ نے کہا [ارے یار ع -

	وعدۂ وصل چون شود نزدیک	

کا نقشہ ہے - یہ بڈھے بڈھے کیا گور کدھندا لیکر بیٹھے ہین -]
الغرض بعد خرابی بصرہ مہر کی بحث طے ہوئی - الحمد للہ - اور
دولہا کی جانب سے ایک کشتی صندل کی کٹوری مین سوت

اور باریک چاول قاضی صاحب کو نیگ کے طور پر دئیے گئے اور کئی اور کشتیون مین مصری خرما بادام کشمش پستہ دولہا پر نثار کرنے کو قاضی صاحب کو پیش کئے گئے۔ انہون نے کشتیان کہولین اور کورے کاغذ پر سیاہہ نکاح لکہا یعنے دولہا کا نام مع ولدیت وسکونت اور دولہن کا نام مع ولدیت وسکونت وغیرہ وکیلون اور گواہون کے نام مع ولدیت اور سکونت لکھے اور مقدار مہر کی تشریح کی فاتحہ خیر کے بعد خطبہ۔ اب ایجاب وقبول کا وقت آیا دولہانے توجلد جلد تین بار [قبول کیا مین نے] کہکر اتمام حجت کیا۔ دولہن بیچاری شرم وحیا سے خاموش۔ بڑے اصرار بلیغ پر دولہن نے بہت آہستہ سے جواب دیا۔ اب دولہا پر سے بادام نثار کئے گئے اور اہل محفل

سے نئے شوق سے لوٹا شربت پلائی ہوئی پہلے دولہن والون نے
کشتیون مین چھوٹے چھوٹے گلاس رکھے اور نوشہ کے سامنے
پیش کئے اور شربت پیکر دولہا نے ایک اشرفی اوسمین رکھدی
اور مبارکباد شروع ہوئی مگر دولہا کو اون کل تکلفات سے
خفقان ہوتا تھا۔ اب انواع واقسام کے لذیذ کھانے چنے گئے
نوشہ کے ایک چھوٹے سالے نے دو نوالے اپنے ہاتھ
سے کھلائے ایک مین روپیہ تھا۔ ایک مین ڈلی۔ دیر تک
مذاق رہا۔ اور کھانا کھانے کے بعد؎

بڑے سچکے پانکے مزیدار
حقّے سے مشکبو دھوان ہار

محفل رقص و سرود آراستہ تھی۔ کُل حاضرین ناچ رنگ سے خوش

تھے۔ مگر دولہا کو اور ہی دُہن تھی۔ خدا خدا کرکے دولہا زنانے
مین بلوائے گئے۔ یہ بھی پلنگ پر بیٹھے اور دولہن بھی قریب
جلوہ افگن ہوئین۔ ایک میراثن نے کہا چاند سورج کی جوڑی
مبارک دو مین ملکر بولین آمین اللہ آمین۔ سالیون نے
دولہا کو دولہن کی جہولی مصری کئی بار کہلائی اور چہل کرکے انگلیان
زینت۔ دولہا تو معلوم ہوتا ہی کئی دن کا بہوکا ہی۔
پری۔ اے بہن مصری کہاتے کہاتے کہین تمہاری ایک آدہ
اونگلی نہ کتر لے۔
زینت۔ معلوم ہوتا ہے گہر مین کہانیکو نہین ملا۔
آرسی مصحف کے رسم مین دولہا نے بڑی کوشش کی کہ عروس
ماہ وش مہ لقا مہ جبین کا جمال مبین آنکہ بہر کے دیکہین اور

کو زینت النساء نے بڑی کوشش کی مگر چونکہ گہر بہر عورتون سے بہرا تہا دولہا اسمین کامیاب نہوے - ڈومنیون نے سمدہنون کو گالیان سنائین - دولہن کی طرف کی بیگمات اور عورتین اِن گالیون پر ہنستی کہکہلاتی تہین اور دولہا کی طرف کی جہیپ جہیپ کر مسکراتی تہین - میراثنون نے بہرپور انعام پایا -
جب میراثنون کا جلوہ ہوچکا تب سلامی کی کشتیان اہل برادری کو دیگیئن - کشتیون مین اشرفیان روپئے پاندان کا مسالا تہا دولہا سبکو سلام کرکے سالیون سے ہنس بولکر باہر آیا -
عطر پان کے بعد دولہا کی برات دولہن کے ہان سے رخصت ہوئی - دولہا پشت توسن پر خوش وشاد - فنس مین دولہن کے پریزاد رشک شمشاد - غیرت گلرخان نوشاد - دولہن جب دولہا

مکان یعنے اول مرتبہ اپنی سسرال ہپونچی تو دونون کے پانون دودہ اور میوے سے دہلائے گئے اور دونون کے سہرے ملائے گئے شب کو خلوت ہوئی۔

خورشید آرا بیگم اور نواب مخمور ہم بغل اور ہم بستر ہمکنار۔ چاند سورج کی جوڑی۔ پہلی بات جو خلوت کے وقت نوشہ نے کی یہ تھی کہ دولہن کے گورے گورے گالون لال لال ہونٹون اور ترک چشم مخمور کی سیکڑون چمیان لین اور پہلی بات جو بی بی بننے کے وقت دولہن کی زبان سے دولہا کی بغل مین نکلی یہ تھی [آ] پیارے مین جانتی ہی تہی کہ میری دلی مراد ضرور پوری ہوگی کیونکہ مین نے جمعے کے دن ایک روز اپنے بادشاہ میر محبوب علی خان بہادر نظام کی سواری دیکھی تھی اور سلام

کیا اور سلام قبول ہوا۔ اپنی خوش نصیبی پر تو خدا جانتا ہے اور خدا کا رسول گواہ ہے مجھے اوسی دن سے ناز تہا ۔

جس طرح انہیں بہم ملایا
بچھڑے ہوے سب ملیں خدایا

گل افشانی خامہ عنبر بیز غالیہ بار بلبل ہندوستان جہان استاد دبیر الدولہ فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی استاد اعلیحضرت حضور شاہ دکن خلد اللہ ملکہ

اے مہاراجہ بہادر شاد
شاد آباد تجھکو رکھے خدا

خوب ناول نیا کہا دلچسپ
ایسے کہنے کا واہ کیا کہنا

نام اسکا ہے مطلع خورشید
اسکی تاریخ تھی یہی زیبا

داغ نے یہہ کہا ہی مصرع سال
آفتاب سخن بھی اب نکلا

۱۳۱۵ھ

تاریخ طبع نسخہ مطلع خورشید تصنیف راجہ راجگان مہاراجہ کشن پرشاد صاحب بہادر وزیر افواج دکن از نتائج افکار سعدی شیراز جادو بیانی فردوسی طوس نکتہ رانی جناب

راجہ درگا پرشاد صاحب بہادر تعلقہ دار و آنریری مجسٹریٹ
و رئیس اعظم سندیلہ متخلص بہ مہر محقق فارسی

زہی کشن پرشاد یکتای دوران
مہاراج ذیجاہ و روشن ضمیرے

جہان فتوت سپہر فضائل
بدانش جوان و بتدبیر پیرے

چو آباو اجداد خود نام آور
معظم مفخر امیر الامیرے

وزیر سر عسکر آصفیہ
سپہ دار و لشکرکش و ملک گیرے

زتو در مل این یافت میراث کامل
زہی مورث و وہ چہ میراث گیرے

گر او بود دستور ہندوستان را
سریر دکن راست اینہم وزیرے

بمشکوے دانش ارسطو نہادی
بہ بزم معانی نظیری نظیرے

بود لطف او مرہم سینہ ریشان
بزنجیر خلقش جہانے اسیرے

درین وقت فرخندہ تصنیف کردہ
عجب ناول دلکش و دلپذیرے

چو پرسیدم ای مہر تاریخش از دل
بگفتا بمن نسخۂ بے نظیرے
۹۷ ۱۸ع

در فشانی خامۂ جوہر کان علم رشک مومن و ذوق
رای ٹہاکر پرشاد صاحب شوق سلمہ اللہ تعالے

دل و جان سی ہوی سب اسپہ شیدا
بنی ہی اک دولہن اسکی ہراک بیت
نہ کیون عاشق ہو اسپر بلبلِ ہند
پڑھے ہے جو اسکو رنج و غم کو بہولے

مرتب جب ہوا افسانۂ نغز
پرستان ہی بنا افسانۂ نغز
بسانِ گل کہلا افسانۂ نغز
کہ ہی یہہ شاد کا افسانۂ نغز

ہوا تاریخ کا جب شوق کو شوق
کہا دل نے۔ نیا افسانۂ نغز

۱۳۱۵ ہجری

چکیدہ کلک حضرت مصنف عالی وقار مہاراجہ بہادر
پیشکار سرکار عالی

پھلا پھولا ہی افسانے کا گلشن
ہی جیسے شیخ سعدی کی گلستان

بہارستان جامی کا ہی رنگ اور
فغانی بھی تھا اک طفل دبستان

ہی قصہ یا قرابے ہین لنڈھاے
کہ عطر روح پرور کی ہی دکّان

معانی گل ہین اور الفاظ گلبن
تر و تازہ ہی ناول کا یہہ بستان

تعلّی سے نہین مجکو غرض کچھہ
مگر ہان کہتے ہین یہہ سب سخندان

کہ ناول ہی ترا اک باغ اے شاد
مہکتے اسکے ہین گلہاے خندان

یہہ معشوقون کی چوٹی کا بنا ہار
ہوا مطبوع دلہاے حسینان

جگہہ اسکو ملی ہر انجمن ہین
ہوے پیر و جوان سب اسکے خواہان

بسا ہی عطر و عنبر ہین ہر اک حرف
خجل ہو کیون نہ اس سے زلف خوبان

ہوئی جب دل کو فکر سال ارشاد
ندا ہاتف نے دی۔ گلزار رضوان
۱۳۱۵ھ

کلیم طور معانی رو کش عسجدی و خاقانی استاد بے بدل نشان مصحفی سرمایۂ ناز اسیر منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی مدظلہ العالی استاد نواب خلد آشیان رامپور

کیا حسین ناول مہاراجہ بہادر لکھا
جسکی خوبی ناولسٹوں سے ہی طالب داد کی

مطلع خورشید نے پھیلائی ایسی روشنی
کھل گئیں بے دیکھے آنکھیں کور مادرزاد کی

واہ رے حسن زبان حسن بیان حسن خیال
آنکھ سے ہر اک سطر اسکی ہے خواہان صاد کی

کھنچگئی کاغذ پہ حسن و عشق کی بانکی شبیہ
اب خدا ہی نوک رکھے خامۂ بہزاد کی

دلسے کانونمیں صدائیں آرہی ہیں بار بار
آفرین کی بارک اللہ کی مبارکباد کی

کیسے کیسے لوگ کیسے انکے واقعات
قصہ کیا لکھا کہ اک دنیا نئی آباد کی

اسکے آگے رو کہا ہے قصۂ شیرین کا رنگ
اسکے آگے خاک پتھر داستان فرہاد کی

پیچدار الفاظ مین خمدار معنی کا بناو
سیدہی باتون مین ادائین قامت آزاد کی

عقد دو بچھڑی ہوؤنکا دی رہا ہی کیا بہار
کسقدر مشکل تھی بندش نکہت برباد کی

حرف نقطہ لفظ سطرین بیل بوٹا پہول پہل
ہر ورق گویا ہی کیاری گلشن شمشاد کی

اس گلستانمین گل و بلبل ہین ایسے شوخ و شنگ
نوچ لین گلچین کو مشکین باندہ لین صیاد کی

خوبیان جتنی تہین اس ناولمین ہین دیکھکر
دیکھئے تل بہر جگہہ چھوڑی نہین ایراد کی

اسکے نظارہ سے ارباب سخن خوش ہو گئے
شاد تو کیا اہل معنی کی طبیعت شاد کی

اول اول قصہ بھی لکھا تو ایسا لاجواب
طبع عالی مین ہین کیسی قوتین ایجاد کی

مینے اس افسانے کی تاریخ لکھی اے امیر
پہلی طباعی ہی مہاراجہ کشن پرشاد کی

١٣١٥ ہجرے

تصنیف لطیف شاعر نغز امعدن طبع وقاد رای جگناتھہ پرشاد صاحب - سرور

فسانہ ہی یا گلبدن نو عروس	بلاشبہہ خاتون رنگین ہے یہہ
لکھو سال تاریخ یون ای سرور	کہ ایجاد مضمون رنگین سے یہہ

۱۵ ۱۳

گل فشانی بلبل طبع رشک سلیم وکلیم منشی اسحاق بیگ صاحب حکیم علاقہ پیشکار سرکار عالی

یہہ افسانہ خوب و نغز و بدیع	فسانون کا اردو کی سرتاج ہے
بس اب آجکل کشور علم مین	مہاراجہ شاد کا راج ہے
فسانہ ہی یا موج دریا سے عشق	فسانہ ہے یا بحر مواج ہے

زردی ادب لکھد و ساقی پیال
فصاحت کا دفتر چھپا آج ہے

شکر افشانی طوطی شکرستان سخنوری ماہر السنہ پہلوی و دری محمد تاج الدین صاحب حیدرآبادی۔

مطلع خورشید نام ناول نغز و بدیع
کیوں نہ ہو مشہور اب چھپکے بہت دور دور

جتنے تھے ناول قدیم ہو گئے سب گرد برد
شاد کو تا حشر شاد رکھے خدائے غفور

نثرہ نثار نثر شعر ہیں شعر ہی شعار
نظم میں ہے رونق سعدی و سحبان و طور

اسکا ہر اک باب ہے مثل سجنجل کو صاف
بادۂ احمر ہے سین قصہ ہے جام بلور

تختۂ باغ ارم اسکا ہے ہر اک ورق
لفظ معانی جہی بنگئے غلمان و حور

تاج فصیح البیان ناول شاد اسکا سال
لکھدی ہیں اب - لمعۂ صبح شبستان نور

طبعزاد مربع نشین چار بالش فضل و کمال رای ہیرالال صاحب - نشاط

فسانہ کی بہار عنبر آگین
گلستان بوستان پر طعنہ زن ہے

ہر اک تختہ ہے اسکا زعفران زار
گلستانِ ارم پر خندہ زن ہے

وزیر فوج محبوب علی شاہ
مصنف عالم و عالی سخن ہے

نشاط اب بسرِ اندیشۂ تاریخ
لکھو یون - دل ربا دل کش سخن ہے
۱۳۱۵ھ

چکیدۂ کلک جواہر سلک حاجی حرمین شریفین ناظم فرزانہ
استاد یگانہ مولوی محمد مظفر الدین صاحب معلےٰ
صدر مددگار ٹپہ خانہ سرکار عالی

ز تصنیف مہاراجہ بہادر
چو شد مطبوع طومار فصاحت

معلےٰ سال طبع او دلم گفت
بہار رنگ گلزار فصاحت
۱۳۱۵ھ

نتیجۂ فکر آسمان پیمای شاعر گرانمایہ ناظم ماہر
پنڈت پیمبرائن صاحب شاکر کانپوری محقق فارسی

مہاراجۂ جم حشم پیشکار
شہنشاہِ ملک دکن کے وزیر

مصنف ہین افسانۂ تازہ کے
کہ ہی واقعی قصۂ دلپذیر

ہوئی فکرِ تاریخ شاکر کو جب
کہا یون - لکھا ناول بی نظیر
۱۳۱۵

ولہ

قصۂ دلکش مہاراجہ کشن پرشاد کا
واسطے اہل سخن کے دولت جاوید ہے

ناولون مین اسکو یکتائی کا دعوی کیون نہو
جو مصنف اسکا ہی مست مۓ توحید ہے

ہین صفامین رو کش آئینہ اسکندری
یا ہی گلزار ارم یا ساغر جمشید ہے

ہو چکا جب ختم یہہ افسانۂ ہر دلعزیز
اہل مطبع پر اسی کے طبع کی تاکید ہے

لکھہ قلم کرکے سرطاغی کو شاکر سال طبع
طبع موزون کا نتیجہ مطلع خورشید ہی
سمت ١٩٥٤ بکرمی

رقمزدۂ شاعر رنگین بیان شیرین زبان راے راجچندر پرشاد صاحب عشرت

وزیر فوج نے لکھا فسانہ دلبر نام
ہین جسکی طرز فصاحت پہ غش سب اہل زبان

لکھا یہہ عشرت رنگین بیان نی اسکا سال
جناب شاد نے ناول لکھی رفیع الشان
١٣١٥ھ

رقمزدۂ کلک گوہرین سلک راے سیتل پرشاد صاحب خرّم

راجہ مہراجہ بہادر شاد نے
جب ہوا تیار یہہ نادر کلام
خوب ہی دلچسپ یہہ قصہ لکھا
مطلع خورشید نام اسکا رکھا

واسطے تحریر تاریخ کتاب شادکا جب حکم خرم کو ہوا

اوسکے چہپنے کا لکہا اوس نے یہ سال
مطلع خورشید یہہ زیبا چہپا
۱۳۰۱ھ

تراویدۂ خامۂ گہربار جواہر نثار مولوی محمد عبداللہ صاحب
عبد مہتمم تعمیرات وآئینہ خانہ علاقہ پیشکار سرکار عالی

سحر گہ ایک بلبل نے چہک کر سنایا یہ نوید روح افزا
وزیر فوج سلطان دکن نے لکہا ہی آجکل نایاب قصا
ہراک مضمون مین اُستادی کہائی ہی یہہ ناول نویسی اوسکا حصا
ہے روح سعدی شیراز کو وجد گلستان گفت منت مرغدارا
پری چہم برق دم ہی یہہ فسانہ پری رو و پری خو و پری زا
پراسنے قصہ اسنے سب کئی گرد نہین پڑہتا کوئی یوسف زلیخا

خدا کی دین ہے طبع خداداد | نہین عبد اسمین انسان کا اجارا

ہوئی ہے بے سر اندیشہ تاریخ
عدد گن لیجئے۔ خرشید آرا
۱۳۱۵ھ

معجز طرازی کلک سحر نگار شاعر نغز گفتار سید حسن اعلی صاحب رضوی میر منشی دفتر پیشی پیشکار سرکار عالی۔

مہاراجہ کشن پرشاد جمجاہ | وزیر فوج سلطان دکن ہے
اونہون نے اک لکہا نایاب ناول | جو بیشک ہادم رنج ومحن ہے
پرستان کا گمان ہوتا ہی اپر | فسانہ ہی کہ چوتھی کی دولہن ہے
یہہ ناول کیون نہو رشک گلستان | پہلا پہولا ہر اک اسکا چمن ہے

ز روی وجد یون لکہو حسن سال
ہوا نادر یہہ روح افزا سخن ہے
۱۳۱۵ھ

نتیجہ فکر بلند وطبع آسمان پیوند سید ضیاء الدین
صاحب رفاعی تلمیذ حضرت معلی صاحب قبلہ

خوب تر ناول مہاراجہ بہادر نے لکھی
دیکھی پہر ایسے نہ چشم عالم ایجاد نے

اے ضیا ہاتف نے یون بولا بوقت سال طبع
کیا لکھی ہے عمدہ تر نایاب ناول شاد نے

ایضاً

مطلع خورشید افسانہ لکھا
میرے آقا صاحب انوار نے

چشم اعدا پہوڑ کر کہہ اے ضیا
خوب یہہ ناول لکھی سرکار نے

تصنیف لطیف ناظم معجز بیان محمد مجاہد الدین مہتمم
کتب خانہ مہاراجہ بہادر تلمیذ حضرت معلی صاحب قبلہ

یہہ مہاراجہ بہادر کا کلام | دلکشا دلچسپ اور مرغوب ہی

اے مجاہد عرض کریون سال طبع
واہ وہ بیمثل ناول خوب ہے

ایضًا

طبع چون گشت مطلع خورشید | ای مجاہد دلم چو گل بشگفت

ناول پیشکار شد طبع
۱۳۱۵
مصرع سال انطباعش گفت

تصنیف منیف مرزا عبد الرحمن بیگ صاحب فوق مددگار مہتمم کتب خانہ سرکار ممدوح تلمیذ حضرت محمد عبد الحفیظ خان صاحب قبلہ حیدرآبادی۔

میرے آقا کی دیکھکر تصنیف | کہئے تاریخ دل یہہ بیکل ہے

چشم بد دور عرض کرا سے فوق
واہ کیا بے نظیر ناول ہے
۱۳۱۵ھ

جادو طرازی خامہ گوہر نثار عنبر بار راجہ سری رنگ پرشاد
صاحب بہادر۔ بہجت۔ حیدر آبادی۔

شاد ذیقدر و سخندان تم نے
چشم اور گوش فلک نے بہ تک
بیت بیت اسکی ہے قصر جنت

واہ کیا مطلع خورشید لکھا
ایسا ناول کبھی دیکھا نہ سنا
ہر سطر باغ ارم کا چشما

سال تاریخ کہا بہجت نے
مرحبا نسخۂ رنگین زیبا
۱۳۱۵ھ

از رشک سعدی شیرازی طوطی شکرستان جادو
طرازی مورخ نامی گرامی بلبل باغ رنگین کلامی حضرت

ارشد بلگرامی

نامی گرامی کشن پرشاد اسم اوست
نیک طینت نیک سیرت نیکخو فرخ نهاد

سرور اہل شرف سرتاج ارباب فکر
صاحب اقبال عالی خاندان والا نژاد

نو رس انجام بین عاقل ذکی دانا ذہین
رحمدل ذی حوصلہ اکرم سخی باذل جواد

شادمی دارد تخلص طرفہ این ناول نوشت
طرز خوبش ہر کہ دید انگشت بر دندان نہاد

مصرع تاریخ تحریرش رقم ارشد نمود
شاد از ناول دل ارباب عالم کردہ شاد

۱۳۱۵ ہ

ایضا

ناول تازہ رقم ساختہ شاد آنکہ بود
صاحب دانش و ذی جوہر و فہام انام

ہم او مطلع خورشید ولی سرتاسر
ہست در جلوہ نمائی صفت ماہ تمام

سال در تعمیہ ارشد بقلم می آید

ماہ با مطلع خورشید گرفتہ ست مقام

ایضاً

کرد تصنیف زہے ناول شاد   وصف کردن نتوانم مجب

ہر کہ پرسد سنہ اش گو ارشد
شاد تحریر نمودہ ناول
۱۳۱۵ھ

ایضاً

لکھا شاد نے جب یہہ ناول عجیب   ہوی شاد کیا کیا صغیر و کبیر

دم فکر ارشد یہہ دل نی مری
کہا سال۔ ناول لکھا بے نظیر
۱۳۱۵ھ

شاد نی ناول لکھا یہہ لاجواب   ہر زبان پر ہی جہان ہین
عین زیبا ہے کہون کحل البصر   اس سے ہوتا ہی فزون

نور کا ارشاد مسیحی سال ہے
مطلع خورشید یا روشن ہی ماہ
۱۸۹۷ع

از خامہ مورخ شیریں کلام عالیمقام سید بندہ رضا صاحب آرزو متوطن بلگرام

چہ دلچسپ ناول کہ بر خوبیش
ز شاد اینچنین شاد کن ناولے
حبیبے کہ سرشار این می بود

فدا از دل وجان صغیر و کبیر
بجلوہ درآمد چو بدر منیر
طلبگار تاریخ شد از حقیر

عدیم البدل بود گفت آرزو
بتاریخ ہجری - عدیم النظیر
۱۳۱۵ھ

ریختہ کلک ندرت سلک سیاف عرصہ سخن نواب محمد صفدر صاحب صفدر لکھنوی فوٹوگراف

افضل گنج حیدرآباد

شاد وزیر دکن خسرو ملک سخن
خوب فسانہ لکھا غیرتِ بستان ہے

باغِ فصاحت کا گل گوہر کان خرد
درِ خوشاب فرات موجۂ عمان ہے

عشق بتان کا ہے حال تذکرہ زلف و خال
ذکرِ جمیل و جمال کیا ہی ستا پرن ہے

ہی کو لبالب کئی جامِ سے مے خوشگوار
سال لکھا لاجواب ساغر مستان ہے یہ

۱۳۱۵ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد ناظم بلند پایہ شاعر گرانمایہ بہادر علی مرزا
صاحب بدر نبیرہ ظفر الدولہ مبارز الملک بہاد

کس قدر پر نور ہی ناول گلشن پرشاد کا
یہہ ضیائے مہر ہی یا صاف صبحِ عید ہے

بدر روشن طبع نے جب فکر کی تاریخ کی
چرخ سے آئی ندا۔ کیا مطلع خورشید ہی

۱۳۱۵ھ